DAMAGE BOOK

UNIVERSAL LIBRARY

OU_222249

UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵ ۲۳۳۳ Accession No. ۴۷۴۹

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

ناکام محبت ہوں نہ کہنا مجھے کافر
ڈھونڈے سے خدا ملتا ہے پر دل نہیں ملتا

مخلص

اختر حسین

محبت خدا ہے خدا ہے محبت
محبت ہی دنیا محبت ہی عقبیٰ

اختر حسین

اختر حسین

اختر حسین

مخلص

۴. سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

Checked 1965

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

بسم اللہ

سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے

اپریل ۱۸۸۲ع کی ساتوین تاریخ ہی - جمعہ کا دن - اور د
بھی کس غضب کا ہوتا ہی اُجڑے ہوئے چمن ہرے ہرے
ہین اور دل تنگ غنچے کسی بت نوخیز کے اُبھرے ہوئے جوبن کیطرح
نامیہ کے جوش سے بہت بے اختیاری کے ساتھ کچھ اسطرح کھل کھلا کر
بلبلون مین تو ایک غلغلہ پڑجاتا ہی اور وہ غضب کے چہچہے سنکر وہ ننھی ننھی مُنھ
سر اُٹھا کر ایک حیرت کے ساتھ کچھ دیکھ لیتی ہین جو ابھی تک پھولون کے پہلو مین
جوش کو روکے ہوئے دبی ہوئی چُپ بیٹھی تھین - وہ حیات کا اصلی مادہ جسکو ہم
خون کے نام سے پکارتے ہین اور جسکے لطیف بخارات حکما کی اصطلاح مین
مشہور ہین آجکل کچھ اس جوش پر ہوتا ہی کہ لوہے کے وزنی اور سیاہ ذرے
اُسیطرح رگون کے اندر دوڑ رہے ہین جسطرح عالم شوق مین کسی
ملی ہوئی سارے جسم مین دوڑی دوڑی پھر رہی ہون - دنیا کے
مین ایک مدوجزر کا عالم ہی - خون رگون مین کسیطرح روکے
ٹپکا پڑتا ہی - آجکل پری رخون کا حُسن دوبالا ہوتا ہی
شوخی اور شوخی مین کچھ اور ہی غضب کی بات پیدا ہو

بھی کچھ رونق آجاتی ہے - دل کے زخم ہرے ہوجاتے ہین اور اُنکے سینے کے اندر یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ہو بہو پھولون کا ایک تختہ کھلا ہوا ہے - اس موسم کی ہوا سُونگھتے ہی اس امر کا ثبوت
م انسانی اور حیوانی رگون مین دوڑتا ہوا خون اُنکے جسمونکے نشو و نما او
تا ہے اُسیطرح نباتات کی رگونمین بھی پانی کے وہ اجزا جو جڑون کے
آجکل خون کا رنگ اور اثر پیدا کر لیتے ہین اور بے برگ و بار درختون
ہنکر نکل پڑتے ہین - اسوقت تخمیناً چار بجے ہین اور اس
ے خیال کو ممالک مغربی و شمالی ہند مین لیجا کر خاص اس شہر
ہ کے اعتبار سے ۲۸ درجے ۳۵ دقیقے ۵ ثانیہ جانب شمال
ے ۷۸ درجے ۳۶ دقیقے ۳۰ ثانیہ جانب مشرق واقع ہے اور جو
ی سلطنتون کے ابتدائی زمانہ مین لوکل گورنمنٹ کا ہیڈکوارٹر تھا مگر اب زمانے

ی کتابون سے یہ امر اچھی طرح نہین معلوم ہوتا کہ سنبھل کس زمانے مین آباد ہوا اور کس نے آباد
علوم ہوتا ہے کہ ساتوین صدی تک دنیا مین سنبھل کا وجود نہ تھا اسوجہ سے کہ ہوانگ ٹی شانگ سیاح
بانس بریلی کے قدیم دار السلطنت اہچھترہ کو تو ساتوین صدی مین دیکھا تھا مگر سنبھل کا
مسلمانون کے زمانہ ابتدائی سلطنت سے یہ قصبہ لوکل گورنمنٹ کا ہیڈکوارٹر تھا چنانچہ اکبر کے عہد سلطنت مین
سرکار کا پایہ تخت تھا ۱۲۶۶ء مین غیاث الدین بلبن نے اس ضلع امروہہ پر حملہ کیا اور قتل عام کا حکم دیا
تغلق نے کاتھہر پر جو اس زمانہ مین روہیلکھنڈ کا نام تھا ایسے حملہ کیا کہ ایک سردار نے جس کا نام کھرگو ہے اور
نام رائے کرارا لکھے ہین دھوکا دیکر بدایون کے مسلمان گورنر کو شہید کیا تھا لیکن بادشاہ کے
شہر بھاگ گیا جسکے عوض مین سارا سنبھل ویران کر دیا گیا اور ملک داؤد خان افغان سنبھل کے گورنر مقرر ہو
سنبھل کو فتح کیا لیکن چار برس کے بعد محمد تغلق نے وہان اپنا گورنر مقرر کیا ۱۴۷۳ء مین یہ تختی
عرصے کے لیے سنبھل پر قابض ہوگیا ۱۵۰۳ء مین سکندر لودی نے اس ضلع کو
برس تک یا اسوقت یہ شہر شاہی عدالت کا ایک مستقل مقام بن گیا سولھوین صدی کے
بعد اول سے بغاوت کی اور اسکی فوج کو شکست دی - دوسرے سال امیر تیمور
کی مین ایک بہت لڑائی ہوئی جسمین ... کو شکست فاش ہوئی ۱۵۶۶ء مین
اور اکبر کے افسرون کو سنبھل کے قلعہ مین بند کر دیا حسین خان نے اُنپر حملہ کیا اور
ان ہنود کا عقیدہ ہے کہ اسی سنبھل مین وشن جیا کی کنواری کنیا سے کلکی اوتار ہوگا

کے انقلابات دکھانے کے لیئے اُس نئے شہر کا ایک تحصیلی مقام شمار کیا جاتا ہی جسکو ۱۶۲۶ء
مین شاہجہان نے اپنے پیارے بیٹے مراد کے نام سے آباد کیا - اسکے مشرق کیطرف بانس بریلی
کا ضلع ہی مغرب کی طرف ضلع بجنور کے حدود نظر آتے ہین - جنوب کی طرف سے ضلع بدایون
کے آثار نمودار ہین اور شمال کی طرف سے رامپور اور نینی تال نے حدبندی کر دی ہی - اس شہر کا
نام سنبھل ہی اور اسکے شمال اور مشرقی گوشے مین ۲۲ میل کے فاصلے سے وہی* مراد آباد
بستا ہی جو آج کل اسکا ضلع ہی - دیکھیے وہ جو اسکے پورب - اُوتر کے گوشے مین ایک
گانون سا نظر آتا ہی - یہ وہی کُندرکی‡ ہی جسمین اہیا مرن گورنر سنبھل نے راجہ نترسین
کو ایک سخت لڑائی کے بعد شکست فاش دی تھی - وہ دیکھیے اسکے مشرق کیطرف گنگا اپنے پانی
کی روانی دکھا رہا ہی اور جنوباً شمالاً بہتا ہوا ضلع بداؤن مین داخل ہو گیا ہی - مغرب کی
طرف دریائے سوتھہ کا پانی اسوقت کی دھوپ مین کچھ اس لطف کے ساتھ لہرین لے رہا ہی
کہ ملاء اعلی کے بھی رہنے والے آفتابی میکرسکوپ لگا کر اسکے اُن خوشنما جلوونکو بڑے ذوق
و شوق کی نظر سے دیکھ رہے ہین جن کو ہوا کے جھونکے امروہہ کے جنوبی وسطی حصے سے
بہاتے ہوئے لائے ہین اور وہ پانی کے ساتھ ساتھ ضلع مراد آباد کے مشرق اور جنوب
کی طرف ہوتے ہوئے ضلع بدایون مین داخل ہو جاتے ہین - گو اب اس پُرانے شہر کی حالت

* زمانہ قدیم مین روہیلکھنڈ بیجالہ کی بادشاہت اہیر کا حصہ تھا اور اسوقت تک اہیر لوگ ضلع مراد آباد کے جنوبی اور مشرقی حصو مین بکثرت بستے ہین - ۱۶۲۵ء مین شاہجہان نے اسکو آباد کیا تھا لیکن اُسکی وفات کے بعد قوم کٹھیریا نے بغاوت کی اور تھوڑے عرصہ کے لیے خود مختار بن گئے اسوجہ سے مسلمان گورنر نے اپنا صدر مقام قنوج کو منتقل کر دیا - ۱۷۳۵ء مین محمد شاہ نے اس صوبہ کو پھر حاصل کیا اور اپنا قایم مقام مراد آباد مین چھوڑا ۱۷۴۴ء مین سنبھل اور قرب و جوار کے اضلاع کے مراد آباد بھی وزیر اودھ کے قبضہ مین آگیا اور پھر ۱۸۰۱ء مین اُسپر انگریزونکا قبضہ ہو گیا ۱۲

‡ یہ ایک گانون کا نام ہی جسمین ایک پُرانے قلعے کے کچھ نشان ابتک باقی ہین - یہ گانون سنبھل سے آٹھ کوس کے فاصلے پر شمال و مشرق کے گوشے مین واقع ہے -

اسیطرح کی ہوگئی ہی جسطرح بڑھاپے پر پہونچکر حسین سے حسین آدمی کی صورت ہو جاتی ہی مگر ہان اسکی گری پڑی دیوارین - ٹوٹی پھوٹی عمارتین اور انکے مٹے ہوئے نقش و نگار بتا رہے ہین کہ اس شہر کا شباب غضب ہی کا ہوگا اور جب اسکی عمر جوانی پر ہوگی تو اسپر بلا ہی کا حسن [illegible] - وہ دیکھیے پرانی یادگارین جنکو کھا لیا اور [illegible] شہر پناہ کی پرانی عظمت پر نوحہ پڑھتی ہوئی زمانہ کے انقلابات دیکھ دیکھکر کس حسرت اور افسوس کے ساتھ زمین مین دھنسی جاتی ہین اور انکی [illegible] کی حالت دیکھکر رنج اور غم کے مارے زمین کا سینہ شق ہوا جاتا ہی - دیکھیے [illegible] جو [illegible] ایک گری پڑی ہوئی لاٹ† سی نہین نظر آتی ہی - اب فقط یہی اس شہر کی پرانی یادگار [illegible] ان عمارتون مین سے باقی رہگئی ہی جسکی بنیاد کا پتھر پرتھی راج کے عہد مین رکھا گیا تھا اور جسکو زمانہ نے ایسا خاک مین ملایا کہ اونچے رہنے والون کے ڈھیر بھی کاٹ کاٹ کر اٹھا لے گئے آنکی پیچھا پر چلنے کے لیے وہان پہونچنے تک بھی نکال دیگئی ہین سنبھل کے شمالی جانب فیروز پور کا قلعہ‡ چپ سناٹے مین کھڑا ہوا ہی اور اسپر کچھ ایسی حسرت برس رہی ہی کہ اسکی شمالی دیوار کے نیچے دریائے سوتھ بھی بڑی بیتابی کے ساتھ اپنی آنکھون سے جوئے اشک بہا رہا ہی - ہماری نظر بہت حسرت کے ساتھ یہی عبرت خیز تماشے دیکھ رہی تھی کہ قلعہ فیروز کی چاردیواری سے تین آدمی

---

† کوٹ کے محلے مین جہان پہلے پرتھی راج کا قلعہ تھا تخمیناً سو گز کی ایک اونچی اور گول لاٹ بنی ہوئی ہی - اسمین ایک پتھر بھی نصب ہی جسمین کچھ عبارت کندہ ہی جو پڑھی نہین جاتی اور اسکی نسبت عام لوگون کا بیان ہی کہ پہلے کسی زمانہ مین یہان ایک نٹ آیا تھا اور اُس نے ایک جست مین اس لاٹ کی بہت بلندی پر پہونچکر ایک مرتبہ ایک کیل گاڑی اور پھر دوسری جست مین چکی کا ایک پاٹ اُس کیل مین ٹانکا اسیوجہ سے سنبھل مین کوئی نٹ تماشہ نہین کرتا - اور یہ اپنا کرتب عاجزی کے خیال سے دکھا سکتا ہی - اس لاٹ مین نیچے پتھر کی عمارت ہی اور پھر اوپر اینٹ کی جڑائی ہی ۱۲

‡ قلعہ فیروز پور سنبھل سے تین میل کے فاصلے پر شمال کیطرف واقع ہی - بعض بعض لوگون کا خیال ہی کہ یہ قلعہ فیروز شاہ کا بنوایا ہوا ہی لیکن اس قلعہ کی عمارت اور حیثیت کیطرف خیال کرنے سے یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے کہ یہ ایک معمولی عمارت ہی - اور دیکھنے والی نظرون کے سامنے اسکی وقعت اسقدر ثابت نہین ہوتی کہ اسکی تعمیر کی نسبت سے فیروز شاہ کی طرف کرسکین - یہ قلعہ اندر سے بالکل خراب ہوگیا ہی مگر ہان اُسکی چاردیواری ابتک قایم ہی کے نزدیک دریائے سوتھ بہ رہا ہی ۱۲

باہر نکلے ہوئے نظر آئے۔ ان مین سے دو شخصون کی وضع اور حیثیت تو بتا رہی ہو کہ دونون نوکرون چاکرون کے زمرے مین سے ادنیٰ درجے کے آدمی ہین مگر ہان اُس شخص کے چہرے سے جو آگے آگے ہو جاہ و ثروت کے نہ چھپنے والے آثار نمایان ہین۔ یہ شخص بہت کم سن معلوم ہوتا ہو اسکی عمر تیرہ چودہ برس سے زیادہ ابھی کسیطرح نہین معلوم ہوتی اسکا رنگ گو کسیقدر سانولا ہو مگر مبدء فیاض نے اسکے اعضا کو تناسب ایسا اچھا عطا کیا ہو کہ دیکھنے والی نظرین کی یہی تمنا ہو کہ بس اسکو دیکھا ہی کرین۔ چہرے کا نقشہ بہت ہی پیارا پایا ہو آنکھین بڑی بڑی ہین اور گو اس کے رخسارون کی صاف اور نازک جلد پر ابھی سبزے کا رنگ نہین جما ہو مگر بھرے بھرے چہرے کا کھڑا مردانہ نقشہ بہت اچھی طرح اس کے جمال کو زنانے حُسن سے علیحدہ کر رہا ہو سر پہ میرٹھ والی ٹوپی ہو جسپر ریشم کا بہت نفیس کام کیا ہوا ہو۔ پانون مین ولایتی سیاہ وارنش کے ہاف بوٹ ہین جنکی ایڑی تک تنگ پائجامہ کی چوڑی مہری لٹک کر پہونچ گئی ہو لکھنؤ کی چکن کی اچکن زیب تن ہو جسپر ریشمی نینسک کا ایک کوٹ بھی پہنا گیا ہو۔ یہ آہستہ آہستہ قدم بڑھاتا ہوا اُس پالکی گاڑی مین آکر بیٹھ گیا جو اس کے انتظار مین ابتک سڑک پر کھڑی ہوئی تھی۔ دونون ملازم بھی جلدی سے اُچک کر کوچ بکس پر بیٹھ کر اور گاڑی علی گڈھ والی سڑک پر مُڑ کر خاص سنبھل کی آبادی کی طرف چلدی۔

یہ صاجزادے لباس اور وضع کے اعتبار سے اسی شہر کے معززین مین سے معلوم ہوتے ہین مگر ہم نہین جانتے کہ قلعۂ فیروز پور مین ایسی کیا دلچسپی اور تماشے کی چیز تھی جسکے دیکھنے کیلئے اُنکو شوق کشان کشان یہان اسوقت لے آیا ہو۔ ایسے ویرانے اور اُجڑے ہوئے مقام سے اگر کسیکو کچھ دلچسپی ہوسکتی ہو تو غیر ملک کے سیاحون کو یا اُن لوگون کو جو دنیا کے سارے کھیل تماشے دیکھکر قبرستانون کے سنسان میدان مین سونے کے لیے پہلے سے اپنی طبیعت کو عادی بنانا چاہتے ہین یا پھر انھین دل بگڑے پگڑے پھرنیوالونکو ایسے مقامات کی سیر سے کچھ حظ حاصل ہوسکتا ہو جن کو طبیعت کی وحشت اور دل کی اُلجھن نے

کسیکے پاس بیٹھنے کے قابل ہی نہ رکھا ہو۔

اَب تھوڑا وقت ہوگیا ہی سایہ دور دور پھیل گیا ہی اور اس گاڑی کے تیز گھوڑے غیر آباد راستہ کو قطع کر کے بستی مین داخل ہو گئے ہین۔ چارونطرف شہر کی اونچی اونچی عمارتین نظر آرہی ہین۔ وہ دیکھیے وہ اس مسجد جامع* کے برج نظر آتے ہین جو کبھی ہرجی ہر منڈل کے نام سے مشہور تھی۔ وہ اہل ہنود کا بڑا تیرتھ گاہ منوکا منا† بھی قریب آگیا جس کے اطراف سورج کنڈ بھی واقع ہو گیا یہ گاڑی اسی تیزی کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ رفتہ رفتہ اسکی رفتار سست ہونے لگی اور چودھری سرائے محلہ مین پہونچکر چوراہے کے قریب ایک مکان کے سامنے ٹھہر گئی۔ سائیس نے آکر کھڑکی کا پٹ کھولا اور دو صاحبزادے اُترکر اسی مکان کی طرف بڑھے جسکے سامنے یہ گاڑی آکر رکی تھی۔ یہ مکان دیوانخانے کی قطع کا زمین سے ایک گز کی بلندی پر بنا ہوا ہی۔ عمارت بالکل پختہ ہی۔ آگے پیچھے دو دالان ہین جنکی بلند چھت اپنا سر اُٹھائے ہوئے زبان حال سے بڑے دعوے کے ساتھ کہہ رہی ہی کہ ہم اپنی بلندی کی وجہ سے موسمی تغیرات کے خراب اثر کو کسی طرح اسکے اندر رہنے والون تک نہین پہونچنے دین گے۔ دالانون کے پہلو مین شمال کی طرف ایک انگریزی وضع کا کمرہ ہی جس کا ایک دروازہ تو دیوانخانے کے صحن کیطرف ہی اور تین دروازے شمالی رخ کے اسی سڑک

---

* یہ مسجد جامع اس شہر کی مشہور ہی اور بہت بلند عمارت ہی پہلے اہل ہنود کی بہت بڑی تیرتھ گاہ تھی [illegible] نام ہرجی ہر منڈل تھا۔ یہ اب مسلمانون کے قبضہ مین ہی۔ لوگون کا بیان ہی کہ اسکو دیو نے ایک رات مین بنایا اس پرانی عمارت کا پشتہ بہت محفوظ اور سنگی بنا ہی۔ وسط مین ایک حوض ہی اور چونکہ اسکی مرمت ابھی حال مین دریادلی کے ساتھ نواب کلب علیخان صاحب مرحوم نے کرادی ہی اسوجہ سے بہت رونق پر ہی ۱۲

† منوکا منا یا ململکا منا یہ ہندون کا تیرتھ گاہ ہی۔ بھیری کا میلہ [illegible] دن تک یہان رہتا ہی یہ ایک پختہ تالاب ہی جو آبادی مین واقع ہی۔ ایک بہت سُرخ رنگا ہوا کھڑا ہی۔ اہل ہنود مین سے مرد اور عورتین سب اس مین بے تکلف نہاتی ہین اور فقیر وغیرہ کے رہنے کے لیئے چھوٹے چھوٹے پختہ مکانات آس پاس بنے ہین ۱۲

کیطرف ہین جسپر ابھی گاڑی آکر ٹھہری تھی جو آپ آہستہ آہستہ اسیطرح جا رہی ہی جسطرح گاڑیخانہ
کے قریب پہونچکر گاڑی کی چال سُست پڑ جانا چاہیے - ان دروازون مین نہایت خوش قطع
جوڑیان چڑھی ہوئی ہین اور ان صاحبزادے کے آتے ہی وہ اسطرح کھُل گئے ہین جس طرح
آپنے اُن مشتاق آنکھون کو کھُلتے ہوئے دیکھا ہوگا جو کسی کے انتظار مین تھک کر بند کر لی گئی
ہون اور پھر اسیکے بعد دفعتہً وہ شخص بھی آگیا ہو - ان صاحبزادے نے اس کمرے مین داخل
ہوتے ہی کوٹ اچکن اُتار کر آدمی کے ہاتھ مین دیدی - ٹوپی میز پر رکھدی اور خود آرام کرسی
پر بیٹھ گئے - ایک آدمی جلدی جلدی انکے پانون سے بوٹ اُتارنے مین مشغول ہوا اور دوسرے
نے پنکھے کی ڈوری کھینچنا شروع کی - پنکھے کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اسکے اُس پسینے کو
خشک کرنے لگین جسکو اسوقت کی گرمی اور اسقدر مسافت طے کرنے نے اسیطرح اس کے
صاف چہرے پر نکالدیا تھا جسطرح صبح کے وقت ورقِ گُل پر شبنم کے سپید سپید قطرے نظر آتے
ہین - یہ کمرہ بالکل انگریزی طریقے سے سجا ہوا ہی - فرنیچر بہت اعلیٰ درجے کا ہی - ایکطرف
ایک چوڑا کوچ بچھا ہوا ہی جسپر استراحت کا سب سامان بہت قاعدے کے ساتھ لگایا گیا ہی -
دوسری طرف دو میزین لگی ہوئی ہین جن مین سے ایک پر تو سنگھار کی کچھ چیزین رکھی ہوئی ہین
اور دوسری پر لکھنے پڑھنے کا سامان ہی - چارونطرف دیوارون پر بہت پیاری پیاری
تصویرین سُنہرے چوکھٹون مین لگی ہوئی اس کمرے کو اور بھی زیب و زینت دے رہی ہین
جنمین سے اکثر تو زنانی تصویرین ہین جنکا غضب کا حُسن اور جمال ایک مرتبہ دیکھ لینے والے کی
آنکھون سے یہی کہتا ہی کہ بس دیکھا ہی کرو - لیکن اسیکے ساتھ ان صاحبزادے کے سِن
کیطرف جب خیال جاتا ہی تو ہمارا دل ہم سے یہی کہتا ہی کہ این ! - اس سِن مین یہ
مذاق کیسا اور اس عمر والے کو اس آرایش اور ان حسینہ عورتون کی تصویرون سے کیا
سروکار ! ! خیر جو کچھ ہو مگر اتنا تو ہم ضرور کہین گے کہ یہ صاحبزادے ماشاءاللہ ہین طبیعتدار آدمی
تھوڑی دیر مین انھون نے منہ ہاتھ دھونے کے لیے پانی مانگا اور جب اس سے فراغت

ہوئی تو اس میز کے پاس جاکر کرسی پر بیٹھ گئے جس پر آئینہ رکھا ہوا تھا - برش سے بال برابر کیے آئینہ مین مُنھ دیکھا - ٹوپی سر پر رکھی اور اسیطرح قمیص پہنے دیوانخانے کی طرف چلے - باہر صحن مین چبوترے پر کچھ کرسیان پڑی ہین اور ایک کرسی پر ایک صاحب بیٹھے ہوئے حقہ پی رہے ہین یہ صاحبزادے اُنکو دیکھتے ہی بیطرح جھجکے مگر انکے پانون کی آہٹ نے ان بزرگ کی آنکھ اسطرف اُٹھا ہی دی اور ان صاحبزادے کو اس قدر موقع نہین دیا کہ وہ اُلٹے پانون پھر جائین ان صاحبزادے کا رنگ گو انکے رنگ سے بہت صاف ہی مگر چہرے کا نقشہ بعض بعض باتون مین اُن سے ملتا ہی اور قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ ان صاحبزادے کے شاید بزرگون مین سے ہین انھون نے ان صاحبزادے کو دیکھتے ہی حُقّہ تو مُنھ سے علیحدہ کر دیا اور ان صاحبزادے کی طرف متوجہ ہو کر بہت خشن آواز مین کہا "اختر! اختر! - آج تم دوپہر سے کہان غائب تھے ؟ - این! جواب نہین دیتے ہو"

قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اختر انھین صاحبزادے کا نام ہی اسوجہ سے کہ یہ اس جملے کو سنتے ہی کانپ گئے - چہرے کا رنگ سپید ہو گیا - سر جھکا لیا اور بہت دبی زبان سے اسطرح بولے "ابا جان کہین نہین گیا تھا - آج جمعہ تھا - بیکار بیٹھے بیٹھے کچھ جی گھبرا گیا - ذرا فیروزپور کے قلعہ کی طرف چلا گیا تھا"

وہی صاحب "درست! جی گھبرانے کی بھی ایک ہی کہی - اگر جمعہ کا دن تھا تو کیا جمعہ مین نماز پڑھنا کچھ گناہ کی بات ہی - آدمی اگر کہین آنے جانے کے لیئے گھر سے نکلتا ہی تو صبح شام ٹھنڈے اوقات مین - یہ نہین کہ دوپہر سے آپ کو سیر کی سوجھی - اس دھوپ مین خود بھی پریشان ہوئے اور اپنے ساتھ گھوڑے - سائیس - کوچبین اور خدمتگار سب کو پریشان کیا - عجیب قسم کا لڑکا ہی - اختر! ہم نہین جانتے کہ تمھاری یہ مزاجی کیفیت تمھارے ساتھ کیا سلوک کرے گی - یہ سن - یہ وحشت اور یہ آوارگی - خدا کی پناہ ابھی سے تمھارا اگر یہ حال ہی تو آگے کا خدا حافظ ہی" یہ بزرگ اختر کو اسیطرح بہت سُست

کمرہ سے بیٹھے تھے اور وہ بیچارا چپ کھڑا ہوا سن رہا تھا - جب اُسنے دیکھا کہ انکے غصّہ کی آگ
اب اسقدر فرو ہو چلی ہے کہ یہ حقہ کیطرف متوجہ ہوتے ہین تو وہ آہستہ آہستہ وہانسے
دبے پاؤن اپنے کمرے کیطرف سرک گیا اور ایک کتاب ہاتھ مین لیکر دیکھنے لگا - یہ بزرگ
اختر کے باپ ہین انکا نام جعفر حسین ہے اور ابھی تھوڑے دن ہوئے ہین کہ آخری شاہ اودہ
کی نوکری چھوڑکر مٹیابرج کلکتہ سے یہان اپنے وطن مین تشریف لائے ہین - یہ اس شہر کے ایک
بہت بڑے رئیس ہین اور انکا خاندان یہان کے معزز خاندانون مین شمار کیا جاتا ہے
انکے پدر بزرگوار زمانۂ شاہی مین گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے شاہان اودہ کی قلمرو مین ایکمعزز
عہدے پر ممتاز تھے جسنے انکی خاندانی عزت کو اسقدر بڑھا دیا کہ عام لوگون پر کچھ موقوف نہین خود
سلاطین اودہ کی نظر مین یہ خاندان ایسا باوقعت خیال کیا جاتا تھا کہ جب ۸۵ء کے غدر نے
ہندوستان کی بربادی کے ساتھ انکا مال متاع بھی چھین لیا اور افلاس اور تباہی کی آئی عام ان پر
بھی اپنا اثر کر گئی تو اودہ کے اُس آخری قدردان بادشاہ نے جو اپنے گئے ہوئے تخت و تاج
کے ساتھ دنیا کو بھی خیرباد کہکر اب زمین کے نیچے سو رہا ہے انکو یاد فرماکر اپنی سرکار مین ایک
معزز عہدہ پر سرفراز کر دیا اختر کے باپ کچھ دیر تک تو اسطرح بیٹھے ہوئے حقّہ پیتے رہے
اور حُقّے کی دھوئین کے ساتھ اختر کو بُرا بھلا کہکر اپنے اس غصہ کا بخار نکالتے رہے جو دھوان
بنکر اسوقت انکی آنکھون سے نکل رہا تھا لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھر کچھ چپ ہو رہے اور
چھڑی ہاتھ مین لیکر ٹہلنے کیلئے باہر چلے گئے - اختر کی اُن آنکھون نے جو اسوقت باپ کے
خوف کیوجہ سے کمرہ کے اندر کتاب پر لگی ہوئی تھین جب کن انکھیون سے دیکھا کہ ابّا جان باہر
چلے گئے ہین تو کتاب میز پر پھینکدی اور خود کمرے سے نکلکر اس باغ کی طرف چلا جو اِسی
دیوانخانے کے سامنے واقع تھا - لڑکون کا یہ عام معمول ہے کہ جب کہین سے پھر پھرا کر آتے ہین تو وہ
سیدھے گھر مین ضرور جاتے ہین مگر خدا جانے اختر نے کس قسم کی طبیعت پائی تھی کہ اِسکا
مذاق اسکو اسوقت بھی باغ کیطرف کشان کشان لیچلا - اِسوقت اختر کی سادی وضع نے

اختر کے حسن جمال مین کچہ اور ہی نئی دلفریبیان پیدا کر دی تہین۔ اسکا بہولا بہولا چہرہ اسوقت کچہ ایسا بہلا معلوم ہوتا ہے کہ جنس اناث مین سے جسکی پہلی نظر اسپر پڑجاتی عجب نہین جو دیکہتا ہی رہجاے۔ کچہ دن رہے کا سہانا وقت تہا۔ دہوپ کی تیزی مین کچہ اسیطرح کی کمی آگئی تہی جسطرح کسی حسین کے سن ڈہلنے کے بعد بات بات پر بگڑنے اور غصہ کرنیکی عادت جاتی رہے۔ شام کی ٹہنڈی ٹہنڈی ہوا کے جہونکون کیلیے ڈہیلے ہاتہون کی مار کا مزا چلاہے اور انکے ذریعہ سے پہول کے درختونکی شاخین کیسیکے نازک نازک کلائیون کیطرح لچک لچک کر کہل رہی ہین۔ یہ نہ سمجہنا کہ یہ تشبیہ ناقص ہو جاتا ہے کہ بلبل اور بہونرے انکا بوسہ شوق مین اُڑکر پہول کے پاس آنا اور شاخ گل کا ہوا کے جہونکون کے ساتہ یکبارگی علیحدہ ہٹ جانا ملنے ہی غضب کا معاملہ کر رہا ہے جو عین وصل مین کسی مچلنے والے کے چلتے ہوئے پیارے پیارے ہاتہ۔ آہ کسی بے صبر عاشق کے ساتہ رہجاتے ہین۔ طرح طرح کی خوشبوئین سارے چمن مین اتراتی ہوئی پہرتی ہین۔ کلیان چٹک رہی ہین۔ پہول کہل رہے ہین اور اختر اون پر عنادل اور بہونرونکا ٹوٹا ہوا پیار دیکہکر اپنے ساتہ والے آدمی سے بہت بہولے پن کے ساتہ پوچہتا ہے "کیون یہ بلبل اور بہونرے ان پہولون پر اسطرح کیون ٹوٹے پڑتے ہین؟" اور غلام کچہ مسکراکر جواب مین کہتا ہے "میان مین یہ کیا جانون۔ آپ ماشاءاللہ پڑہے لکہے ہین۔ آپ ہی جانین۔ مین تو ایک جاہل آدمی ہون مگر ہان پہول ایک خوبصورت چیز ہے اور اچہی چیز سبہی کو اچہی معلوم ہوتی ہے"

اختر: (بہولے پن کے ساتہ) تو کیا اسوجہ سے ٹوٹے پڑتے ہین! مگر اوّل تو انکو اچہے بُرے مین تمیز ہی کیا ہے اور اگر یہ بہی مان لین تو ہم پہر اس بے صبری کیساتہ کیون نہین ان پہولون پر گرے پڑتے ہین۔ آخر ہمکو بہی تو اچہے معلوم ہوتے ہین"

خادم: "حضور بلبل اور بہونرے تو پہول پر عاشق ہوتے ہین۔ آپ خدانخواستہ کچہ اُن پر عاشق تو ہین نہین"

اختر :- (تھوڑے غور کے بعد) عاشق ہین - ! عاشق کسکو کہتے ہین ؟ -

خادم :- (اپنے فہم کے موافق) حضور - جبکا کسی پر دل آجائے "

اختر :- (بہت غور سے سنکر) دل کسطرح آجاتا ہے ! - اس کا مطلب !! مین کچھ نہین سمجھا "

خادم :- (پریشان ہوکر) حضور مین نے تو پہلے ہی عرض کر دیا تھا - مین بالکل بے پڑہا آدمی ہون - مین یہ باتین کیا جانون "

خادم کا یہ دل مایوس کر دینے والا جملہ سنکر اختر چپ ہی جاتا ہے اور اس بات کے اچھی طرح دریافت نہونیسے اسکے دلمین کچھ ایسی الجھن ہوتی ہے کہ تھوڑی دیر یہان گلگشت کرنیکے بعد اسس باغ سے پلٹ پڑتا ہے - اسوقت اسکے ہاتھ مین فقط ایک گلاب کا پھول ہے جسکے آس پاس دو ایک منہ بند کلیان بہی ابہی ہرے ہرے پتّون مین اسیطرح چھپی بیٹھی ہین جسطرح بے زبان ناکتخدا کم سن لڑکیان اپنی تقدیر پر صبر شکر کیے اپنے بزرگون کے پہلو مین چپ بیٹھی ہوئی اُنکے منہ کو دیکھا کرتی ہین اختر باغ سے نکلکر زنانخانہ کیطرف چلا - زنانخانہ دیوانخانہ سے جنوب کیطرف ہی اور گو اسکا صدر دروازہ جنوب کیطرف واقع ہے مگر ایک دوسرا دروازہ شمالی رخ کا دیوانخانہ مین بہی لگا ہوا ہے جسمین ہوکر محل مین داخل ہوا - شام کا ٹھنڈا ٹھنڈا وقت اور پھیلا ہوا سایہ مستورات کو اسوقت کھلے ہوئے صحن کی ہوا کھلانیکے لیے کمرونکے اندر سے باہر لے آیا تھا - چھڑکی ہوئی زمین سے مٹی کی سوندہی سوندہی خوشبو ہوا مین مل ملکر سارے گھر مین پہیل رہی ہی اور پکے چبوترے پر تختون کا فرش ہی جسپر بہت نفاست کیساتھ سفید چاندنی بچھائی گئی ہے - تختون سے ملی ہوئی جنوب کیطرف ایک مسہری لگی ہے اور تختون پر دو عورتین بیٹھی ہنس بول رہی ہین جنمین سے ایک کی نسبت تو بعض بعض قرائن سے ایسا خیال ہوتا ہے کہ کہین کی مہمان آئی ہوئی ہین اور دوسری شاید گھر کی مالک ہین - ان عورتونکی وضع - طریقہ اور بات چیت سے معلوم

کی ہی جسطرح شریف خاندان کی عصمت مآب بی بیونکی ہونی چاہیئے - ایک خادمہ ہاتھہ مین بارٹر کا
پنکھا لئے جہل رہی ہے - اور ایک حور وش لڑکی تخت کے شمالی گوشہ پر بیٹھی ہوئی گلزار دبستان
پڑہ رہی ہے اسکا سن کسیطرح نو دس برس سے زیادہ کا نہین معلوم ہوتا - اسپر بالکل ابہی
لڑکپن کہیل رہا ہے شوخی عضو عضو سے ٹپکی ہوئی ٹپک رہی ہے - بہت کہلتا ہوا
گیہون رنگ ہے - رنگ مین بلا کا حسن حسن مین غضب کی ملاحت اور ملاحت
مین خدا جانے کیا کیا دلفریبیان صانع قدرت نے کوٹ کوٹ کر بہری ہین کہ اد تو اد خیر سے ہمارا ہی دل
ہی فقط خیال ہی کرنے سے اسیطرح ہمارے قابو سے نکلا جاتا ہے جس طرح کوئی شوخ مزاج
حسین مچل مچل کر کسی اپنے چاہنے والے کے آغوش سے نکلا جاتا ہو - سر سے پا تک
اعضا حسن کے سانچے مین ڈہلے ہوئے ہین - بہولا بہولا منہ - پیارا پیارا چہرہ اور
بہرے بہرے رخسارے ہین جنکی ہلکی ہلکی رنگت اپنی نزاکت کے سامنے ان پہولونکو
شرما دیتی ہی جو عین جاڑے کی فصل مین اپنے تیز رنگ کی گرمی کیوجہ سے گلاب کی ہری ہری
شاخون سے نکل آتے ہین - نازک نازک ہونٹھ ہین اور دہن حسینون کی ہمت کیطرح تنگ ہے
جسمین چہوٹے چہوٹے آبدار دانت ایسے معلوم ہوتے ہین کہ گویا موتیون کی ایک لڑی بہت
قاعدے کے ساتھہ پہیلا کر رکھدی گئی ہو - ہنسنے یا بعض اوقات خود بخود اسکے مسکرانے مین
یاقوتی ہونٹون کی سرخی کا عکس ان آبدار دانتون پر پڑتا ہے اور انکی سپیدی کا آنا فانا بدلتا
ہوا رنگ [redacted] اس امر کا یقین دلا دیتا ہے کہ ان اچہی اچہی صورت والونکے مزاج کا بہی
بعینہ یہی رنگ ہے آنکہین بڑی بڑی ہین جنمین دنبالہ دار سرمہ کے ساتھہ جادو بہی کوٹ کوٹ کر بہرا
ہوا ہی - ہاے جوانی کی مستی گو ان مین ابہی نہین پائی جاتی لیکن ان آنکہون کو جسقدر اپنے
بڑے ہونیکا نشہ ہے وہ انکے بدمست رکہنے کیلئے بہت کافی ہے کمسنی کیوجہ سے حیا و
شرم بہی اپنی آنکہ کے ساتھہ پردہ ونکی اندر چہپی ہوئی وقت اور موقع کا انتظار کر رہی ہے
شوخی اور شرارت ہے کہ زمانہ کیطرح گردش کرتی ہوئی آنکہہ - آنکہہ کے ساتھہ ایک جگہ

نہ ٹہرنیوالی نظر کیطرح نکیلی پلکون کے ایک ایک بال پر ادہر سے اُدہر اُدہر سے اِدہر
اترائی ہوئی پہر رہی ہے کسی ریشمی کپڑے کی سُرخ کرتی پہنے ہوئے ہے جسکی آستینین
بہرے بہرے بازؤن کو چہپاتی ہوئی پہونچون تک پہونچ گئی ہین اور اُسپر پیازی رنگ کی
ایک بہت باریک اوڑہنی اوڑہی گئی ہے جسکے چارونطرف لگا ہوا سنہرا
لچکہ اسکے کندنی رنگ کیلئے اور بہی سونے مین سہاگا ہوگیا ہے۔ نظر بد سے بچانی
اور ننہے ننہے نازک دل کے کہین ڈر نہ جانیکے لئے گلے مین لٹکے ہوئے تعویذ اسکے سینہ
پر پڑے لوٹ رہے ہین اور سر کے گندہے ہوئے لانبے لانبے بالونکی چوٹی اوڑہنی
کے اندر اندر چہپی ہوئی نازک نازک کمر کے سنبہالنے کیلئے کولون تک لٹک کر پہونچ گئی
ہے۔ ناک مین سونے کی ایک فقط ننہی سی نتہنی ہے جسمین گنتی کا ایک ہی موتی
پڑا ہوا ہے اور وہ خدا جانے اسکے پیارے پیارے چہرے کے ساتہہ کیا کیا لگاوٹین کر رہا ہے
اسکا پیارا پیارا مُنہ تو کتاب کیطرف ہی۔ مگر سن کا مقتضی ہے۔ الہڑپنے کے دن ہین شوخی
سے آنکہونکو کسی جگہ قرار نہین کبہی تو نظر تار پیڈو کیطرح نیچے ہی نیچے اپنا کام کرتی چلی جاتی
ہے۔ کبہی کبہی مڑ مڑ کر ادہر ادہر دیکہا جاتا ہے اور اسوقت بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ بجلی
کیطرح یہ پہونچی وہ پہونچی یہان گئی وہان گئی۔ کبہی ہل ہلکر کچہ پڑہ لیا جاتا ہے۔ پہر چپ ہو جاتی
ہے کبہی کتاب کے ورق اُلٹے پلٹے جاتے ہین۔ کبہی کتاب بڑے غور سے دیکہی
جاتی ہے۔ کبہی سطرین گنی جاتی ہین۔ اس سے جب فرصت ملتی ہے تو آپ ہی آپ
اپنے دل سے کچہ باتین بہی ہو جاتی ہین اور باتین کرتے کرتے ایک مرتبہ گہبرا کر پہر کتاب کے
دو ایک جملے وہ بہی یون ہی زبانی پڑہ لئے جاتے ہین۔ پہر کبہی سر کہجایا جاتا ہے۔ کبہی
اوڑہنی کے آنچل سے کہیل ہوتا ہے کبہی وہ نرم نرم انگلیان چٹکانیکے لئے توڑی مڑوڑی
جاتی ہین جو ابہی سے کسی کے دلمین چٹکیان لینے کے لئے موزون ہین۔ اور ان دو عورتون
مین سے جو اسی تخت پر تہوڑے فاصلے سے بیٹہی ہوئی ہین وہ عورت جو اسی گہر مین

بظاہر مہمان سی معلوم ہوتی ہے اور صورت شکل مین کسیقدر اس سے مشابہ بھی ہے جب بہت غصہ بھری نگاہ سے اسکی طرف دیکھ لیتی ہے تو ہاے یکس، داکیسانہ ادن ادن کرکے دو ایک جملے پڑھ لیتی ہے اور پھر اسکے معنی اسیطرح اردو مین ادا کرتی ہے جسطرح کوئی سبق یاد کر رہا ہو۔ وہ عورت جسکی نسبت بظاہر گمان ہوتا ہے کہ یہ اس گھر کی مالک ہے کان لگا کر اسکا پڑھنا سنتی ہے اور دوسری عورت سے جس نے ابھی بہت قہر کی نظر سے اس لڑکی کی طرف دیکھا تھا اسطرح کہتی ہے کہ "اے ہے بہن توبہ۔ یہ کیا تم حسینہ کو پڑھاتی ہو۔ بیل کو دیکھا اسکے سینگ نہین ہین" یہ بھی کوئی پڑھنے مین پڑھنا ہے۔ معاذ اللہ

دوسری عورت "بہن بچون کو اسیطرح پڑھاتے ہین۔ اس کتاب مین چھوٹے چھوٹے جملے ہین۔ جب اسطرح یہ کچھ چل نکلیگی تو پھر بڑی بڑی کتابون کے پڑھنے کے قابل ہو جائیگی"

پہلی عورت "لو اور سنو" بہن مین یہ نہین کہتی ہون۔ میری غرض یہ ہے کہ آپ انکو فارسی پڑھاتی ہی کیون ہین۔ لڑکی کی ذات کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ قرآن پڑھ لیا مسئلہ مسائل کی دو ایک کتابین دیکھ لین۔ چلو بس چھٹی ہوئی۔ نماز روزے کے قابل ہو گئین اب یہ کیا ہے کہ فارسی پڑھاؤ۔ عربی پڑھاؤ۔ انگریزی پڑھاؤ۔ ارے یہ پردے کی بیٹھنے والی بہو بیٹیان انکے لئے کیا چاہیئے۔ خدا نخواستہ انکو لکھنے پڑھنے کی کچھ نوکری کرنا ہے" !

دوسری عورت "بہن معاف کیجئے گا۔ کبھی میرے بھی ایسے ہی خیالات تھے مگر انصاف تو یہ ہے کہ یہ سراسر جہالت اور دہاندلی کی بات ہے۔ پڑھنے لکھنے سے ایک یہی تو غرض ہوتی نہین ہے کہ آدمی نوکری ہی کرے۔ علم پڑھنے سے تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ آدمی آدمی ہو جائے۔ خدا رسول کو پہچانے۔ بے پڑھا آدمی بھی کسی کام کا ہوتا ہے اسکی بات کی تو تمیز ہوتی نہین۔ آپ خیال کیجئے ناہم آپ یا کچھ پڑھے نہین ہین۔ وہی کلام مجید اور دو ایک کتابین مگر جب کوئی بے پڑھی عورت ہمارے آپکے سامنے باتین کرتی ہے تو اسوقت اسپر کیسی بے اختیار ہنسی آتی ہے"

پہلی عورت ۔ ہاں یہ آپ سچ کہتی ہیں مگر بہن برا نہ ماننے گا (لڑکی سے مخاطب ہوکر) بیٹی حسینہ تم اپنا پڑہو۔ تمکو ان باتونکے سننے سے کیا مطلب (اپنی مہمان عورت سے مخاطب ہوکر بہت آہستہ سے) بہن اس زمانہ کی پڑہی لکھی عورتین آپکے سرکی قسم وہ آسمان مین تھگلی لگاتی ہین - وہ وہ حرکتین کرتی ہین ایسی آزادگی اور آوارگی انہین آجاتی ہیکہ بس خدا ہی پناہ مین رکھے - اِنکی حرکتین سنکر سچ کہون میری تو یہی رائے ہیکہ اس پڑہے لکھے ہونیسے اِنکا وہ جاہل ہی رہنا ہزار درجے غنیمت ہے -

دوسری عورت ۔ مگر اسکے ساتھ یہ بھی تو خیال کرلینا چاہیئے کہ اس قسم کی خرابیان انہین کیون آگئین - علم تو آدمی کے اخلاق سنبھالنے کیلیے دنیا مین آیا ہے اچھے برے مین فرق کرنیکے لیے - اگر کسی پڑہی لکھی عورت کے چال چلن مین کچھ خرابی آگئی تو یقین کرلینا چاہیئے کہ اگر علم کی روشنی اسکے پاس تک پہونچتی تو وہ اس سے اور بدرجہا زائد بُری بُری حرکتین کرگذرتی جس قدر کہ اُس سے پڑہے لکھے ہونیکے بعد سرزد ہوئین"

پہلی عورت ۔ (ہنس کر) واہ واہ بہن ماشاء اللہ آپ خوب سمجھاتی ہین اور مین نے مان بھی لیا"

یہ عورتین اِسی قسم کی باتون مین مشغول تھین اور وہ حورِوش لڑکی اپنے قدرتی چلبلے پن کے تقاضے سے وہی کھیل تماشے کررہی تھی جنہین ابھی آپنے اسکو مصروف دیکھا تھا کہ یکبیک اختر اندر داخل ہوا اسکی قوتِ شامہ گلاب کے پہول کی خوشبو ڈھونڈہ رہی تھی نظر پہول کی خوشرنگیون پر جھکی ہوئی تھی اسلیے ساتھ اس مشغلے نے اسکی رفتار کو ایسا سست کردیا تھا کہ کسی کو اسکے پانون کی چاپ بھی نہ سنائی دی اور نہ اتفاق سے کسنے دیکھا - جاتے جاتے جب یہ چبوترے کے قریب پہونچ گیا تو اسکی نظر گلاب کے پہول سے اٹھی اور جاکر اس پیارے پیارے چہرے اور پہول سے رخسارون پر پڑی جو خلقی چلبلے پن اور معصومانہ سن کیوجہ سے نظر کیطرح ایک جگہ پر ٹھہرتی ہی نہ تھی - ایک بیتہ نظر نظر سے فرزند اختر ہی دن

مین خدا جانے کہان سے کہان ہوتی ہوئی سینے مین اتر گئی کہ کھلی ہوئی آنکھیں اسکے آنیکے انتظار مین کھلی ہی رہگئین اور وہ جہان گئی تہی وہین کی ہو رہی - پلٹنے کا پہر نام ہی نہ لیا - یہ کچہ جانتے تو تہے نہین - دونون کو بس اتنا تو معلوم ہوا کہ کوئی چیز ابہی ہم سے کہو گئی ہے اور کچہ نہین ہائے بچپنے کا زمانہ تہا بے تمیزی کا سن تہا - اسکی خبر نہ تہی کہ کیا چیز کہو گئی ہے اور کہان گئی آہ - آہ - وہ دل تہا - دل - جو اپنے اپنے قالب سے نکلکر دوسرے کے سینے کیطرف چلا - یا یا حضرت عشق نے ان دونون کو بہولا پا کر راستے ہی مین اسکو اپنی مٹھی مین کر لیا اور وہ بیچارے دونون دیکہتے رہ گئے - اختر کے قدم اسوقت ایک قسم کی بیخودی کے عالم مین آہستہ آہستہ آگے بڑہ رہے تہے اور اسکو یہی سوچ تہا کہ یہ کون لڑکی ہی ؟ کہ اُس تخت پر بیٹھی ہوئی عورتون مین سے وہ عورت جسکی شباہت کچہ اختر سے ملتی ہوئی تہی غصے کے لہجے مین چلا کر کہنے لگی " اے ہے ! اختر توبہ تجکو یہ کیا ہو گیا ہے کہان چلا آتا ہے - باہر باہر - معاذ اللہ عجب قسم کا لڑکا ہے اسکو یہہ بہی نہین سوجہتا کہ کوئی غیر تو نہین بیٹہا ہے - منہ اٹھائے چلا آتا ہے "

یہ فقرہ ابہی ختم بہی نہین ہوا تہا کہ اُدہر تو اختر رک گیا - ادہر ایک عورت نے مُنہ پہیر کر آنچل سے پردہ کر لیا اور ہائے کچہ عجب ناز و ادا کے ساتہ دونون نازک نازک ہاتہون سے مُنہ چہپا لیا گیا - جسپر اختر کی نظر ابہی قربان ہو رہی تہی - اختر پر اسوقت بیخودی طاری تہی - اسنے کچہ تو منع کرنیکی وجہ سے اور کچہ اس شرم اور لحاظ کے سبب سے جسکو نیچر نے اسکی خلقت مین بہت فیاضی کیساتہ پیدا کر دیا تہا اپنا مُنہ اسطرف سے زبردستی پہیر لیا مگر حیرت نے پاؤن اسی جگہ گاڑ دئے تہے - نہ آگے بڑہتا تہا نہ پیچہے ہٹاتا تہا کہ پہر اسی عورت نے جس نے ابہی اختر کو آنے سے روکا تہا جو بہت غیظ کی نظر سے اسکی طرف دیکہہ رہی تہی اور جسکی ملتی ہوئی شباہت اُسکا پردہ نکرنا اور اُسکے باتون کے طرز سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ شاید یہ اختر کی مان ہے جہنجہلا کر کہا " این ! - اب وہ

وہ بت کیطرح اُسی جگہ کہڑا ہے - ارے اختر تو باہر نہیں جاتا - مار کہائے گا - رہ تو جا حرامخور دیکہ تو آج تیری کیسی گت بناتی ہون - اندہا ہو گیا ہے موا اندہا - اونٹ کیطرح منہ اٹھایا اور گہر مین گہسا چلا آیا - دور ہو "

اختر " امان جان مین تو دوپہر کا گیا ہوا ابہی باہر سے آتا ہون مجکو کیا معلوم تہا کہ گہر مین کون ہے کون نہین میری آنکہین کیا خطا " اور اختر کے اس جملہ نے اس امر کو اچہی طرح ظاہر کر دیا کہ یہ سخت سُست کہنے والی بی بی انکی ماں جان ہین - انکی والدہ کو پہر تاب نہ آئی اور بہت درشتی کے ساتہ اسطرح کہنے لگین " ہان تجکو کیا معلوم - ! تو ایسا ہی تو تہا ہے اب جائے گا بہی کہ نہین "

اختر کا دل گو اسوقت یہان سے جانے کو نہین چاہتا تہا مگر یہ مجبوری اسکو اپنے وہ پاؤن اٹہانا ہی پڑے جنکو عشق کے جن نے اسکے سر پر سوار ہوکر اسوقت زمین مین گاڑ دئے تہے اور وہ عورت جو اپنے دوپٹے کے آنچل سے مُنہ چہپائے بیٹہی تہی اور جسکی نسبت بعض بعض قرائن سے ایسا خیال ہوتا تہا کہ وہ اس حور وش لڑکی کی والدہ ہونگی آہستہ آہستہ پوچہنے لگی " کیا اختر حسین تہے ؟ "

اختر کی والدہ " جی ہان اور دنیا مین کون ایسا بدتمیز ہوگا - وہی موا تہا - اختر "

پوچہنے والی عورت " اے ہے بہن توبہ - چپ بہی رہو تمہارا بہی کیا برا غصہ ہے - اگر چلا آیا تو کیا گناہ کیا - اس بیچارے کو کیا معلوم تہا کہ گہر مین کوئی غیر بہی ہے اور اُس سے پردہ ہی کیا - ابہی بچہ تو وہ ہے - یہی نقط آنکہون کا لحاظ ہے "

اختر کی والدہ " نہین بہن یہ تو بڑی بات ہے - گہر مین کوئی کس حالت مین ہوتا ہے کوئی کس حالت مین - کوئی ننگا - کوئی کہلا - آدمی جب گہر مین آئے تو کہانس کہکار کے نہ آئے " ڈیوڑہی والون پر خدا کی مار - انکے بہوڑے مُنہ سے بہی کچہ نہ نکلا اور ان حرامزادی ماماؤن کو دیکہئیے کہ کمبختین بیٹہی کہتی رہین اور کسی سے منع بہی نہ کیا گیا "

پوچھنے والی عورت۔ اُدھر۔ جانے بھی دو۔ ہوگا" اور پھر اسکے بعد اور اور باتین شروع ہوگئین۔

اختر اندر سے نکلکر۔ بانون کو بُرا بھلا کہتا آب اپنے نشست کے کمرے مین پہنچگیا ہے۔ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔ کتاب ہاتھ مین ہے اور نظر کچھ ایسی منتشر ہے کہ اسکی نسبت کچھ یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ کسطرف ہے۔ مگر ہان آنکھ کی پتلی جسطرف ہے اُسیطرف ہے۔ ہٹنے کا نام نہین لیتی۔ پلکین عشاق کا بخت برگشتہ بنکر کھچ گئی ہین اور آنکھین یہ نہین جانتین کہ پلک مارنا کسکو کہتے ہین۔ بیٹھے بیٹھے خدا جانے یکبارگی اسکے دل مین کیا خیال آیا کہ اُسنے آدمی کو آواز دی اور جب وہ سامنے حاضر ہوا تو اُسنے کسیقدر غصّے کے لہجے مین کہا "تم سب بڑے بیوقوف ہو اندر غیر عورتین آئی ہوئی تھین۔ ہم اندر چلے گئے اور تم مین سے کسی نے منع بھی نہین کیا۔"

خادم:- (ہاتھ جوڑکر) مین نے حضور کو اندر جاتے نہین دیکھا تھا ورنہ ضرور اطلاع کر دیتا۔"

اختر:- "ہان تم لوگ تو اندھے ہو اندھے۔ تم کیون دیکھتے۔ مفت مفت مین امان جان کی خفگی اسوقت مجھپر ہوگئی۔" اسقدر کہنے کے بعد کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا لیکن حواسون کی پریشانی اور دماغ کی حالت دیکھکر اسیطرح پھر کتاب رکھدی۔ دونون کہنیان میز پر رکھکر اُٹھے ہوئے ہاتھون پر وہ سر رکھدیا جسمین اسوقت خدا جانے کس قسم کے پریشان خیالات تھے۔ بیٹھے بیٹھے پھر وحشت ہوئی پھر آدمی کو پکارا اور اسطرح اُس سے کہنے لگا

"پھر اندر آج کون عورتین آئی ہین۔ کچھ معلوم ہے؟"

خادم:- "حضور۔ اس محلہ مین وہ رہتے ہین نا۔ کیا نام ہے۔ توبہ۔ جو بڑے سرکار کے بڑے دوست ہین۔ معاذ اللہ اسوقت نام یاد ہی نہین آتا۔ وہی نہ حضور۔ جنکا مکان اسطرف ہے۔ (مشرق اور شمال کیطرف ہاتھ اُٹھاکر) دیکھئے بھلا سا نام ہے۔ باقر حسین صاحب باقر حسین صاحب شاید اُنہین کی بی بی تشریف لائی ہین۔ جب حضور سوار ہوگئے تھے بس اسی کے بعد ہی تو انکی سواری آئی تھی۔"

اختر "اور یہ انکے ساتھ لڑکی کون ہے! کچہ معلوم ہے؟"
خادم "حضور اسکی تو مجھکو کچہ تحقیق نہین ہے مگر قیاس سے کہتا ہون شاید میان باقر حسین صاحب کی صاحبزادی صاحبہ ہونگی۔ بہت خوبصورت سی ہین نا؟"
اختر "ہان ہان۔ خوبصورت سی۔ کہلتا ہوا گیہوان رنگ۔ بہت ہی پیارا پیارا چہرہ۔ سکے لانبے بال اور بڑی بڑی آنکہین۔ مگر تمکو کسی کی خوبصورتی اور غیر خوبصورتی کا حال کیا معلوم!"
خادم "حضور مین جانتا ہون۔ بس بس تو وہ نہین کی صاحبزادی ہین۔ کوئی شک نہین آج سارے سنبہل مین تو انکے حسن کا گہر گہر شہرہ ہو رہا ہے۔ ایسی صورتین کہین پیدا ہوتی ہین"
اختر "(اپنے دل مین) اخاہ۔ بہت حسین لڑکی ہے (خادم سے) مگر تم لوگون نے بڑا غضب کیا اَبّا جان کو اگر کہین اسکی خبر ہوگئی تو بہت بُری طرح پیش آئینگے" اور یہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔ خادم بہی کہڑے کہڑے تہوڑی دیر کے بعد یہان سے چلا گیا اور سیارہ کمرہ اختر کو اپنے خیالات کی وسعت دینے کیلیئے خالی ملگیا۔ اسوقت اسکی طبیعت کی وہ قدرتی آزادی جو اسکی کمسنی نے اسکو عطا کی تہی اسیطرح جاتی ہوئی معلوم ہوئی تہی جس طرح اسوقت غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی رہی سہی روشنی سنبہل کی اونچی اونچی عمارتون کی منڈیرون اور بلند درختون کی چوٹیون سے گلے مل ملکر رخصت ہو رہی تہی اور شام کی سیاہی ہر طرف اسیطرح پہیلتی جاتی تہی جسطرح اسوقت اختر کے تن بدن سے گہبرا گہبرا کر اٹہنے والے بخارات اسکے اس بہولے دل پر قبضہ کرتے جاتے تہے جسکو ہائے ابہی گل اور بلبل کے عشق کا بہی حال معلوم نہ تہا۔ اپنی طبیعت کا بدلا ہوا رنگ دیکہکر کسی وقت اسکو سناٹا گزر جاتا تہا اور بعض وقت کچہ ایسے انوکہے اور نئے نئے غیر مانوس خیالات اسکے ذہن مین آتے تہے کہ یہ حیرت سے اسکی صورت دیکہکر چپ رہجاتا تہا اور گو وہ انکے سمجہنے کی لاکہ لاکہ کوشش کرتا تہا مگر عقل کچہ کام نہین کرتی تہی۔ وہ دیکہتا تہا کہ اسکی حالت ساعت بساعت بگڑتی جاتی ہے

دل بیٹھا جاتا ہے۔ کلیجہ اوچھل رہا ہے۔ ایک قسم کی سنسناہٹ سارے جسم مین پیدا ہے اور کسی کام مین دل نہین لگتا مگر ناتجربہ کاری کیوجہ سے ابھی اسکو اسقدر تمیز نہ تہا کہ وہ اسکا اصلی سبب دریافت کرسکتا۔ کرسی پر بیٹھے بیٹھے جب جی گھبرا گیا تو اوٹھکر کوچ پر لیٹ گیا۔ ٹہری ٹہری جب طبیعت گھبرائی اور کھینچنے والے پنکہے کی ہوا اسکے دل کی الجھن اور الجھن سے پیدا ہونیوالی گرمی کو تسکین نہ دے سکی تو یہ کمرے سے نکلکر باہر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ اسیطرح خاموش بیٹھا تہا کہ اسکے چند ہمسن دوست آگئے اور انکے آنے سے تہوڑی دیر کیلیے کسی قدر اسکا غم غلط ہوگیا مگر جب سب رخصت ہوگئے تو پہر اسکی وہی حالت ہوگئی اور وہ ہانسے اٹھکر اندر چلا گیا اب جو یہ جاکر دیکہتا ہے تو گہر کاٹے کہاتا ہے۔ نہ وہ پردہ کرنے والی بی بی ہین اور نہ وہ حسین لڑکی ہی ہے جسکی صورت اسکی انکھون کے سامنے کسی وقت آ آکر پہر جاتی تہی۔ گو اسکے چلے جانے کی پہلے ہی اسکو خبر مل گئی تہی مگر پہر بہی خدا جانے اسکے دل مین کیا کیا خیال آتے تہے کہ بار بار آنکھین پہاڑ پہاڑ کر چارون طرف دیکہتا تہا۔ لیکن اسکو یہ علم نہ تہا کہ مین کس چیز کو دیکہہ رہا ہون کچہ برائے نام کہا پیکر پلنگ پر لیٹ رہا۔ دل کی الجھن تہوڑی دیر تک اسکو کروٹین بدلواتی رہی مگر گہڑی دو گہڑی کے بعد بے تمیزی کے سن کی بڑہی ہوئی نیند کا غلبہ ہوا اور یہ یہی سوچتے سوچتے سوگیا کہ آج یہ میرا حال کیا ہے؟

اختر کی یہ حیرت فقط آج ہی کیلئے مخصوص نہ تہی بلکہ وہ ایک عرصے تک اسی کشمکش و پیچ مین رہا کہ یہ معاملہ کیا ہے اور ہر روز ہر گہڑی خود اپنے دل سے اسکا یہی سوال تہا۔ "میری طبیعت اسطرح کیون گرتی جاتی ہے اور رات دن سینے کے اندر یہ کون بیٹھا میرے دل مین چٹکیان لیا کرتا ہے؟" ابھی اسکا سن ہی کیا تہا جو ان باتون کو سمجھ سکتا — آہ یہ حسن اور عشق کے جذبات تھے جو اسکے دل مین ایک مد و جزر کا عالم پیدا کر رہے تہے محبت کی دبی ہوئی آگ تہی جو اندر ہی اندر تہوڑی تہوڑی سلگ رہی تھی۔ اور اسکا حس اسکے سمجھنے سے بالکل قاصر تہا۔ ہان ایک غیر معمولی گرمی دل پر تو ضرور معلوم ہوتی تہی جسکو وہ عارضی سمجھتا تہا لیکن یہ زمانے کے

آنے والے دن اور گزرنے والی راتین جسطرح اسکو تجربہ کار بناتی گئین اسیطرح اسکو رفتہ رفتہ اپنی کیفیت کا ادراک ہوتا گیا اور بالآخر اسکو اچھی طرح یہ بات یقین کر لینی پڑی کہ حضرت عشق کی مجھپر عنایت ہوگئی اور اسدن اُس دوشیزہ کمسن لڑکی کی دلفریب صورت میرے دل کیساتھ یہ سب سلوک کر گئی جسدن مین محض لاعلمی کیوجہ سے نہین کسیکے حسن کی مقناطیسی کشش کے سبب سے مکان کے اندر چلا گیا تھا اور گھر مین کچھ غیر عورتین مہمان آئی ہوئی تھین آہ اب کیا تھا طبیعت کا اور ہی رنگ ہوگیا۔ دماغ کی اُن گزرگاہون مین جنمین آزادی اور بیفکری کے جمگھٹے رہتے تھے اب خدا جانے کس کس قسم کی نئے خیالات کی آمد شروع ہوگئی۔

پاک اور صاف دل مین نئی نئی تمنائین پیدا ہونیلگین اور اختر کا حسِ مشترک ایک پیاری پیاری صورت کی شبیہ جو پردہ نشینی کیوجہ سے ابھی آنکھ کی پتلیون کے اندر چھپی ہوئی بیٹھی تھی بار بار اسکو دکھانے لگا بہت شوق کے ساتھ اسکے حالات تفتیش ہونیلگی۔ مگر اس بات کا معلوم کرنا مشکل ہی کیا تھا۔ بہت سہل طریقے سے اسکو اس امر کا علم ہوگیا کہ وہ حور وش کمسن لڑکی اسکے باپ کے دوست میر باقر حسین صاحب کی صاحبزادی صاحبہ تھین اور جن بی بی نے ان سے پردہ کیا تھا وہ جناب میر صاحب کی بی بی تھین۔

علم اشراق یا مکاشفات روحی کا چاہے کوئی قائل ہو یا نہو لیکن یہ سب کو تسلیم کر لینا پڑیگا کہ جب کسیکے دل کو کسیکے ساتھ کسی خاص قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ یہ تعلق محبت کا ہو یا دشمنی کا تو یہ اثر ایک دل سے اسیطرح اُٹھکر دوسرے دل پر پہونچ جاتا ہے جسطرح چمکتے ہوئے آفتاب کا عکس آئینہ کی سطح سے تڑپ کر اُٹھتا ہے اور پھر ان دونون دلون کی وہی صورت ہوجاتی ہے جو نظر کی شیشہ آلات کے سامنے یا حواس ظاہری کے حواس باطنی کے ساتھ اور حواس باطنی کی نفس ناطقہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ ہم اسی اعتبار سے ہمارا یہ کہنا بھی بالکل ایمان لے آنیکے قابل ہوگا کہ جسدن سے حسینہ نے اختر کی صورت دیکھی ہے اسکا بھی وہی حال ہوگا جو آپنے اختر کا دیکھا۔ نہیں نہین۔ اسکی حالت اُس سے بھی

خواب بھی وہ نازک تھی - اس کا دل نازک تھا اور ہائے اُسکے چہرے کے رنگ کی سرخی اس سے بھی زیادہ نازک تھی جنھین پہلے ہی بے سمجھی کے زمانے مین تھوڑے سے دنون کی خالی دلی افسردگی نے ایک بدیہی تغیر پیدا کر دیا - حیرت کے عالم مین چند سے چپ چپ کچھ کھوئی ہوئی سی رہی اور جب نام خدا کچھ اسنے ہوش سنبھالا اور آئینوائی عقل اور ہوش نے آتے ہی آتے اس افتاد کی اسکو خبر دی تو وہ دانت کے نیچے اُنگلی دابکر رہگئی - اوسنے اس سر کو دونون ہاتھون سے سنبھال لیا جو غیرت سے جھک کر گریبان کی طرف چلا تھا - ہان ہان اُسکے نازک دل کو چارون طرف سے دشمنون نے گھیر لیا اور وہ سہم کر اپنی گھبرائی ہوئی آنکھون سے اپنے سینے کیطرف دیکھنے لگی - کون دشمن؟ آہ بڑے بڑے دشمن تھے - شرم تھی اور حیا شوق تھا اور محبت - خوف آبرو تھا - اور اندیشۂ رسوائی یہ غضب کے نامی دشمن تھے اور لے بیاری حسینہ کا ایک ننھا سا کلیجہ تھا -

یہ دونون گو اب سن تمیز کو پہونچ گئے تھے مگر پھر بھی بے تمیزی کا زمانہ تھا - کمسنی نے ابھی انکو تجربہ کار نہین بنایا تھا اور یہ اپنے نیک اور بد کو اسطرح نہین سمجھ سکتے تھے جس طرح ایک آزمودہ کار آدمی کوچۂ عشق کے نشیب اور فراز کو سمجھ سکتا ہے اور حق تو یہ ہے کہ یہ کمبخت راستہ ہی کچھ ایسا پڑا ہے کہ اسمین اچھے اچھے ہوشیار قدم قدم پر تھک کر بیٹھ جاتے ہین پھر اُٹھتے ہین - پھر ٹھوکر کھا کر سر پکڑ لیتے ہین - پھر چلتے ہین - پھر گرتے ہین - گرتے گرتے سنبھلتے ہین اور پھر سنبھل سنبھلکر گر پڑتے ہین - انکے لئے سب سے زیادہ غضب کی یہ بات تھی کہ ان دونون نے بہت ناز و نعم مین ابتک پرورش پائی تھی - رنج اور غم کھانیکے مطلق عادی نہ تھے اور ہائے اس کمسنی مین ان پر پہلے ہی پہل یہ افتاد پڑی تھی جس سے اُنکے پاک دل ذرا بھی خوگر نہ تھے بیشک انکی کمسنی انکے ساتھ بہت ہی بڑا غضب کیجاتی - وہ اپنی ناتجربہ کاری کی وجہ سے اس راز الفت کو کبھی نہ چھپا سکتے اور شاید بہت ہی جلد خدانخواستہ اس ننھی سی جان کی قربانی جناب عشق کی بارگاہ مین چڑھ جاتی جسمین ابھی صبر و استقلال کی قوتین اچھی طرح

اُسنے بہی نہین پائی ہین اگر تحقیقی طور پر اُن دونون کو یہ معلوم ہوجاتا کہ ہمارے بزرگون مین ہم سے ایک دوسرے کے ساتھ منعقد ہونیکے متعلق پہلے ہی سے گفتگو ہوگئی ہے لیکن عشاق کی اُس بدنصیبی سے جو ساری دنیا مین ضرب المثل ہے جس سے شب ماہ کو کالی بلا اور روز روشن کو روز سیاہ کہنے والے اکثر کہا کرتے ہین اور کچھ جھوٹ بہی نہین کہتے - پہر کون اس امر کو باور کرسکتا تہا کہ عشق ہوتے دیر نہین اور سطرح جلدنا کامان محبت مین سے ایک نہین کے سر یہ سہرا رہیگا - کہین کسیکے بنتے ہوئے کام مین گردشِ زمانہ ہارج ہو جاتی ہے - کہین آسمان کہین رقیبون کا افسون چل جاتا ہے اور جہان یہ کچھ نہین ہوتا وہان اپنے پرائے مدد بنکر کوئی ایسا شگوفہ چھوڑ دیتے ہین کہ سارا بنا بنایا کہیل دم بہر مین بگڑ جاتا ہے مگر آہ یہان اِن دونون کی کمسنی ہی انکی دشمن ہوگئی اور انکی شادی کا تذکرہ یہ کہکر انکی ایندہ قسمت پر اُٹہا رکہا گیا کہ ابہی تو یہ دونون بچے ہین سِن ہی کیا ہے - اللہ رکہے جب اس قابل ہونگے دیکہا جائیگا - مگر انکو اپنے دلی شوق اور اپنے بزرگون کے باہمی مرسم سے اس امر کے یقین کرنیکا پورا موقع حاصل تہا کہ عنقریب وہ زمانہ آتا ہے کہ ہمکو اچہی طرح دل بہر کر ایک دوسرے کی پیاری صورت دیکہنا نصیب ہوگی - یہی ایک وہ دل خوش کُن خیال ہے کہ جسکے سہارے پر اَب وہ دونون فراق کی گہڑیان کاٹ رہے ہین -

دوسرا باب

خیر ہے ! یہ کیون؟

روتا ہے باغبان درِ گلشن پہ زار زار
شاید چمن سے ہوتی ہے رخصت بہار آج

صبح کے اس تعریب وقت مین جب آسمان کا مشرقی افق سُرخ سُرخ ہو جاتا ہے - جب اس سُرخی مین غیر معمولی چمک اور اس چمک مین کسیکے پیارے چہرے پر خدا کے

نورکی اُٹھتی ہوئی لوکیطرح غضب کی تڑپ پیدا ہوجاتی ہے اور اسکا عکس ساری دنیا پر قبضہ کرتا ہوا آسمان کے مغربی اُفق پر جاکر نمایان ہوتا ہے جب آفتاب اپنی گردن اُٹھاکر اپنا پیارا پیارا نورانی چہرہ دنیا والونکو دکھاتا ہے اور اسکی شوخ اور چلبلی کرنین اپنے پیٹ سے پاؤن نکالکر نور کے بُقعے چھوڑتی ہوئی آگے قدم بڑہاتی ہین۔ اُسی نور کے عالم مین ہماری آنکھین کیا دیکھ رہی ہین کہ ایک خوبصورت لڑکی۔ نہین بہشت کی حور یا قاف کی پری۔ یا اگر یہ بھی نہین تو حسن کی دیوی نہین نہین یہ ناز اور ادا اشرف المخلوقات کے سوا اور کسی مین نہین ہو سکتے تو یون کہیئے حسن و جمال کی مجسم شکل وہی لڑکی اپنے گھر مین بیٹھی ہوئی کلام مجید کی تلاوت کر رہی ہے اس حور وش لڑکی کی صورت گو کسیقدر ہمکو آشنا معلوم ہوتی ہو مگر جسطرح اسکا حسن اور جمال ہماری نظر کو خیرہ کئے دیتا ہے اسیطرح ہمارے ہوش اور حواس بھی تھوڑی دیر کیلئے کچھ معطل سے ہوے جاتے ہین اور اسوجہ سے اسوقت ہمارے ذہن مین نہین آتا کہ یہ کون ہے کسکی لڑکی ہے اور اس سے پہلے ہمنے اسکو کہان اور کب دیکھا تھا۔! مگر ایمان کی تو یہ ہے کہ ہمنے تمام عمر مین اس حسن و جمال اور اس شکل اور صورت کی کوئی دلفریب صورت نہین دیکھی اور اگر دیکھی تھی تو وہی ایک کمسن لڑکی جسکو عرصہ ہوا ہم نے ایک مرتبہ اختر کے مکان مین دیکھا تھا۔ مگر غور سے دیکھنا تو سہی ہمکو کچھ شبہ سا ہوتا ہے کہین یہ وہی تو نہین ہے۔ اہا۔ بیشک وہی ہے وہی۔ سال ڈیڑہ سال کے بعد چونکہ اب اسوقت دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اسوجہ سے ہمکو اسقدر مغالطہ ہوگیا مگر اسقدر زمانے نے اسکو کچھ کا کچھ اور سے اور ہی بنا دیا ہے حسن مین تمکنت آگئی ہے شوخی مین حیا اور اسکا لڑکپن کہلانے کیلئے جوانی بھی بیچین ہوکر اب کچھ دنون مین آیا ہی چاہتی ہے جس گھر مین ہم اسکو دیکھ رہے ہین یہ اسی شہر اور اسی محلہ مین واقع ہے جسکا دلفریب منظر ابھی آپنے پہلے والے سین مین بہت اچھی طرح دیکھا ہے یہ مکان اختر کے مکان سے تخمیناً سو قدم کے فاصلہ پر پورب اور اُتر کے گوشہ مین واقع ہے جسکی پختہ عمارت دیکھنے والونکو بتا رہی ہے کہ اسکے رہنے والے اگر اعلیٰ درجہ کے نہین تو اوسط درجہ کے

ضرور ہونگے۔ اس مکان مین متعدد کمرے ہین لیکن یہ دوشیزہ لڑکی جس کمرے مین اسوقت
بیٹھی ہوئی ہی اور جسکی نسبت بعض بعض قرائن سے ایسا گمان ہوتا ہو کہ اسکے آرام کرنیکا
بھی یہی کمرہ ہو زنانخانہ کے پھاٹک کے قریب واقع ہی۔ یہ لڑکی کلام مجید کی تلاوت سے
فارغ ہونے کے بعد جب ایک کتاب ہاتھ مین لیکر بیٹھ گئی اس وقت اسکی صورت دیکھنے کے
قابل تھی۔ اسکے چہرے پر غور اور فکر کے آثار نمایان ہوگئے تھے جنھون نے غالب آکر اُسکے
چہرے کے شوخ رنگ مین ایک قسم کی تبدیلی پیدا کردی ہی۔ یون دیکھنے مین تو اسکی آنکھین
صفحۂ کتاب پر لگی ہوئی ہین مگر نظر آنکھ کے پردون سے باہر نہین نکلتی تھی۔ ہونٹھون کو کچھ حرکت
نہ تھی۔ مگر پلکون کی حرکت اور بعض بعض اوقات لب کے جنبش کرجانے سے ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ یہ آپ ہی آپ اسوقت اپنے دل سے کچھ باتین کررہی ہی۔ کبھی کبھی دو ایک ٹھنڈی سانسین
بھی مُنھ تک آجاتی ہین اور پھر اسطرح اپنے دل سے کہا جاتا ہی" توبہ میری بھی کیا کمبخت
عادت ہوگئی ہی کہ بیٹھے بیٹھے کچھ کھو سی جاتی ہون اگر کوئی دیکھے تو خدا جانے اپنے
دل مین کیا خیال کرے۔ ابھی ذرا دیر مین آبا جان سبق کے لیے بلائین گے اور مین کس اطمینان
سے بیٹھی ہون۔ لاؤ ایک نظر سبق تو دیکھ لون" اور بعد اسکے اپنی کتاب دیکھنا شروع کرتی ہی۔
اسوقت کتاب گو آنکھون کے سامنے تو ضرور ہی مگر خیر سے پڑھا اب بھی نہین جاتا۔
ذرا دیر کتاب دیکھتے دیکھتے پھر نظر ہٹالی جاتی ہی اور اسطرح اپنے دل سے کہتی ہی" بس
اُسی دن سے میری اسطرح کی خراب عادت ہوگئی ہی جس دن پہلی مرتبہ چچی جان کے ہان گئی تھی
اور اختر کو دیکھا تھا (چونک کر) ای ہی پھر وہی تذکرہ مین نے کردیا۔ ہان (کسیقدر آواز سے)
دہد لطف را صورتے چون پری ٭ کہ کردست۔ (چپ ہوکر اپنے دل مین) اختر کی
صورت ہی بہت پیاری اور بیچارہ ہی بھی بہت محبت کا آدمی (پھر ہوشیار ہوکر) ہان۔ کہ
کردست بر آب صنع ز نگری ٭ خدا جانے اختر نے مجھپر کیا جادو کردیا ہی کہ اکثر اوقات بس اُنھین کا
خیال رہتا ہی۔ ای ہی معاذ اللہ۔ پھر وہی باتین جسنے بین جانتی ہون آج تمھاری

خیریت نہین ہی اب تک سبق بالکل دیکھا نہین ہو اور ابّا جان کوئی دیر مین اب پکارا ہی چاہتے ہین پھر اچھی طرح تمھاری خبر لیجائیگی۔ اُنکا غصّہ تم جانتی ہو" اسکے بعد بوستان کا پھر ایک شعر پڑھ لیتی ہی۔ ابھی پورے ایک مصرعہ کے معنی ختم بھی نہین کیے تھے کہ پھر چپ ہو کر اپنے دل سے کہتی ہی" عرصے سے چچی جان کے ہان جانے کا اتفاق نہین ہوا اور خدا جانے کیا بات ہوئی کہ عرصے سے چچی جان نے بھی یاد نہین فرمایا ورنہ شاید وہان کہین آخر دیکھنے کو ملجاتے نہین معلوم مجھکو اُن سے اسقدر کیون محبت ہو گئی ہی"

حسینہ اپنے دل سے یہی باتین کر رہی تھی کہ ایک مردانی آواز نے آکر اسکی دلچسپی کے خیالات مین خلل پیدا کر دیا اور وہ مڑکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی قریب ہی تھا کہ یہ اپنے اُنھین خیالات کیطرف پھر متوجہ ہو جائے کہ ایک خواص نے اسکے قریب آکر کہا" صاحبزادی صاحب! صاحبزادی صاحب!! چلیے جلکر سبق پڑھ لیجیے آپکے ابّا جان آپ کو یاد فرماتے ہین" اور حسینہ اپنے کمرہ سے نکلکر کتاب ہاتھ مین لیے ایک دوسرے کمرہ کی طرف بڑھی جو اس مکان کے مغربی سمت پر واقع تھا اسمین آگے پیچھے دو دالان ہین جسکے آگے والے حصّے مین ایک صاحب تخت پر بیٹھے ہوے ہین اور انکے ہونٹھون کو کچھ کچھ حرکت ہو رہی ہی گو انکی وضع سے تو معلوم ہوتا تھا کہ نیچریت انپر اپنا اپنا پورا اثر کر گئی ہو مگر انکے ہاتھ مین خاک پاک کی تسبیح بتا رہی ہی کہ مذہبی عقاید کا کچھ کچھ لحاظ اور پاس ابھی باقی ہی۔ ان کا نام باقر حسین صاحب ہی اور یہ اس شہر کے معززین مین سے شمار کیے جاتے ہین۔ حسینہ نے قریب جاکر بہت ادب سے بندگی عرض کی اور ادب سے بیٹھ کر اسطرح پڑھنا شروع کیا" ازان قطرہ۔ لام واو پیش لُو۔ لام واو پیش لُو۔ لولوے لالا کند۔ ازین۔ صاد واو پیش صُو۔ رے زبر را۔ تے یے زیر تے۔ صورتے۔ ازین صورتے سربالا کند۔ آن کے معنی اُس قطرے کے معنی بوند۔ از کے معنی سے۔ اُس بوند سے۔ لولو کے معنی موتی۔ یے کے معنی ایک۔ ایک موتی۔ لالا۔ روشن۔ کند۔ کرے۔ اس سے۔ صورتے کے معنی ایک صورت۔ اس سے ایک صورت۔ سربالا (رُک کر) ابّا جان سربالا کے معنی؟"

حسینہ کے والد "سرو بالا کے معنی سرو قد یعنی خوبصورت - ہونھ تم تو یہ بھی نہین معلوم! - اچھا ملا کر کہو"

حسینہ "اس سے ایک شکل خوبصورت بنائے"

حسینہ کے والد "ہان یعنی وہ خدا ایسا ہی کہ پانی کے ایک قطرے سے جو ابر سے دریا مین گرتا ہی موتی پیدا کرتا ہی - اور" ابھی میر صاحب نے اپنی تقریر ختم نہین کی تھی کہ حسینہ بات کاٹ کر جلدی سے بولی "ابّا جان! ابّا جان!! یہی موتی جو ہماری نتھنی مین پڑا ہو کیون؟"

حسینہ کے والد "(مسکرا کر) ہان ہان بیٹا یہی موتی - اور وہ خدا ایسا ہی کہ اس نطفہ سے جو باپ کی پیٹھ سے مان کے پیٹ مین آتا ہی خوبصورت شکل کا آدمی پیدا کر دیتا ہی"

حسینہ (حیرت کے لہجے مین) "تو کیا ابّا جان اُنھین بوندیون سے موتی پیدا ہوتے ہین جو برسات مین آسمان سے گرتی ہین؟"

حسینہ کے والد "نہین برسات مین نہین - مگر وہ پانی بھی اسی طرح برستا ہی فقط فرق اسقدر ہی کہ وہ پانی خاص نیسان کے مہینے مین برستا ہی اور اسکو آبِ نیسان کہتے ہین"

حسینہ "ابّا جان یہ نیسان کون مہینہ ہی مین نے آجتک نہین سُنا اور یہ ہوتا کب ہی؟"

حسینہ کے والد "یہ رومی مہینے کا نام ہی اور یہ اُن دنون مین ہوتا ہی جب آفتاب برجِ حمل مین رہتا ہی - لیکن یہ باتین ابھی تمھارے سمجھ مین نہین آسکتین بس تم سمجھ لو کہ نوروز سے ۲۳ دن کے بعد وہ مہینہ شروع ہوتا ہی - جب آبِ نیسان آسمان سے برستا ہی

+ آبِ نیسان سے موتیون کا پیدا ہونا بالکل غلط ہی مگر چونکہ مشہور ہی تھا اسوجہ سے میر صاحب نے بھی یہی بیان کر دیا ورنہ اسکے متعلق جو کچھ تحقیق ہوا ہی وہ یہی ہی کہ سیپیان جو حقیقت مین جیو آتا سے ہین اور دریا کے نیچے تہ مین رہتی ہین جنکو ہم تمرین (؟) کیا کرین چھوٹی مچھلیان کیڑے اور لعابدار چیزین جو کچھ انکو وہان ملتا ہی کھاتی ہین اور انھین اُنکے جو غذا ملتی ہی اُسے ہوتی زنانہ

تو دریا کی سیپیان سطح آب پر آکر اپنے مُنھ مین اُن قطرون کو لے لیتی ہین اور خدا کی قدرت سے وہی پانی کے قطرے اُنکے پیٹ مین موتی ہوجاتے ہین"

حسینہ "اور دوسرے مصرعہ کا مطلب ؟ مین اسکو ابھی اچھی طرح سمجھی نہین"

حسینہ کے والد "یعنی وہ خدا ایسا ہی کہ اس نطفے سے جسکو باپ کی پیٹھ سے مان کے پیٹ مین لاتا ہی انسان کی شکل پیدا کرتا ہی"

حسینہ "(حیرت کے لہجے مین) آدمی کسطرح پیدا ہوتا ہی ؟"

حسینہ کے والد (تھوڑے سکوت کے بعد) جب نطفہ باپ کی پیٹھ سے مان کے پیٹ مین آتا ہی تو وہ جمے ہوئے خون کی طرح منجمد ہوجاتا ہی پھر اُس سے ایک لوتھڑا گوشت کا پیدا ہوتا ہی - گوشت مین رگین - پٹھے - جھلیان - ہڈیان - اعضا اور پھر انسان کا پورا جُثّہ پیدا ہوجاتا ہی"

حسینہ "(قدرتی بھولے پن کے ساتھ) ابّا جان موتی تو جس چیز سے پیدا ہوتے ہین اسکو مین نے کسیقدر سمجھ لیا مگر آدمی جس سے پیدا ہوتا ہی وہ کیا چیز ہی - مین اسکو ابتک نہین سمجھی"

حسینہ کے والد "(اپنے دل مین) اب مین اس لڑکی کو کیا سمجھاؤن اور کسطرح سمجھاؤن - کیا مشکل کی بات ہی (حسینہ سے مخاطب ہوکر) بیٹا! یہ مشکل باتین ہین ابھی تم ان باتون کو نہین سمجھ سکتین"

حسینہ "(اپنے بچپنے کے تقاضے اور بھولے پن سے) نہین میرے ابّا جان مین صدقے گئی آپ مجکو سمجھا دیجئے آخر انسان پیدا کس چیز سے ہوتا ہی - بے سمجھا دیجئے ابّا جان"

کے والد - اب مین تمکو اور کیا سمجھاؤن - بس اسقدر سمجھ لو کہ انسان نطفہ سے پیدا ہوتا ہی"

حسینہ "بس اسکو تو مین جانتی نہین"

حسینہ جسوقت اپنے باپ سے اپنا سبق سمجھ رہی تھی اسوقت اتفاق سے اسکی مان بھی وہان آگئی تھی اور یہ پڑھنا پڑھانا اور حسینہ کا الجھنا دیکھکر جب اسکو تاب نرہی تو وہ جناب میر صاحب سے مخاطب ہوکر اسطرح بولی "توبہ! ایک لڑکی کو سر پہ چڑھایا ہی اب ایسا بھی پیار اور پڑھانا کیا! - اور ایک وہ بے حیا ہی کہ کسیطرح مانتی ہی نہین - جا - جاکر اپنا سبق یاد کر" اور حسینہ جب وہان سے اٹھکر چپ اپنے کمرہ کی طرف چلی گئی تو میر باقر حسین صاحب کی بیوی نے بہت عجلت کے لہجے مین کہا "واہ - واہ آپ بھی بس غضب ہی کرتے ہین - لڑکی کو دو کوڑی کا کر دیجیے گا کیا؟ - ایسے ناسمجھ بچّے کے سامنے کوئی اسطرح کی باتین کرتا ہی سبحان اللہ - مین ایسے پڑھانے سے درگزری"

حسینہ کے **والد** "پھر آخر اور مین اسکو کسطرح سمجھاتا مین نے تو بہت ٹالا مگر مین کرتا کیا وہ شعر ہی اسطرح کا تھا"

حسینہ کی **والدہ** "تو پھر آپ نے ایسا شعر پڑھایا ہی کیون - اسکو چھوڑ دیا ہوتا اور ایسی کتاب کا پڑھانا ہی کیا فرض ہی جسمین ایسی باتین لکھی ہون"

حسینہ کے **والد** "تو اس مین ایسی بُری بات ہی کیا تھی - خدا کی ایک قدرت کاملہ کا اظہار تھا - اسمین گناہ ہی کیا ہوگیا!"

حسینہ کی **والدہ** "واہ آپکے نزدیک کچھ بُری بات ہی نہین جب باپ ہی اپنی بیٹیون کو ایسی باتین سمجھائین گے تو پھر کیا خاک انکو شرم و لحاظ باقی رہے - اور جب آنکھون کا لحاظ جاتا رہا تو پھر اُن سے جو کچھ نہو وہ تھوڑا ہی"

حسینہ کے **والد** "ہان تو یہ کہیئے کہ میرا پڑھانا ہی بے موقع ہی - اسکو مین بھی تسلیم کرتا ہون - بیشک عورتون کی تعلیم کچھ عورتون ہی سے خوب ہوسکتی ہی - مگر مین کیا کرون تمنے اسقدر پڑھا نہین - اُستانی یہان کوئی ایسی ہی نہین - اچھا پھر اگر تمھاری رائے ہو تو زنانہ

اسکول مین اسکا نام نہ لکھادین"

حسینہ کی والدہ"نا صاحب - نا میری توبہ - مین ایسے پڑھانے سے باز آئی خدا کے لیے کہین ایسا غضب بھی نکیجیئے گا - ہی ہی اسکول اور پردہ کی بیٹھنے والی بہو بیٹیان !! توبہ - توبہ"

حسینہ کے والد (ہنسکر) "یہ کیون ! - اسمین بُرائی کیا ہی ؟ کیا تمھارا خیال ہی کہ وہان کسی قسم کی بے پردگی ہوتی ہی اصل یہ ہی کہ گھر مین بیٹھنے والیون کے خیالات مکان کی دیوارون سے کہین باہر تو پہونچنے پاتے نہین - وہ کیا جانین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہی یہ قدرت تو خدا نے علم ہی میں دی ہی کہ ایک جگہ بیٹھے بیٹھے ساری دنیا کا حال آئینہ ہو جا[illegible] آپ ہین کس خیال مین اور وہان [illegible] پردہ نہ غیرت کا [illegible] [illegible] کیا مجال [illegible] کسی جوان مرد یا لڑکے کا سایہ تک بھی وہان پہونچنے پا[illegible] [illegible] بیٹھنے والیان اپنی کی جگہ سے اُٹھکر کہین بے موقع کھڑی تو ہو جان [illegible] [illegible] تعلیم [illegible] والی [illegible] کرنے والی - وہان مرد کا تذکرہ کیا"

حسینہ کی والدہ"یہ سب صحیح - مانا کہ وہان بہت پردہ سہی مگر آپ یہ تو خیال [illegible] کہ جہان اچھی بُری مختلف مزاج والی کی ہر قسم کی لڑکیان وہ بھی مختلف طبیعت اور مختلف مزاج کی جمع ہون گی وہان کی بیٹھنے والی لڑکیان آپ خیال تو کرین وہان سے کیا کیا سیکھ کر اٹھین گی یاد رکھیے اگر کسی لچے بدمعاش نے کچھ دے دلا کر استانی جی کو اپنے قبضہ مین کر لیا یا سواری کے ساتھ روز آنے جانے والی ماما یا نوکر کو اپنے قابو مین کر لیا اور جوان [illegible] تھوڑی دیر کے لیے ڈولی اُڑوا دی تو کیا [illegible] [illegible] [illegible] خدا [illegible] کچھ ہو [illegible] کبھی اسکول نہ جانے دون گی - توبہ ہی میری توبہ"

حسینہ کے والد"ہان بیگم [illegible] خیالات سے تو [illegible] اب تک [illegible] پس و پیش کرتا رہا مگر مشکل تو یہی کہ کیا کیا جائے [illegible] [illegible] خرابیان [illegible]

تو تم کہتی ہو لڑکی بدلحاظ ہوئی جاتی ہے۔ نہین پڑھاتے ہین تو لڑکی جاہل ہی جاتی ہے اور یہ کتاب تو وہی پند و نصائح کی کتاب ہے جسکو سب ہی بچے پڑھتے ہین۔ سعدی کا نصیحت آمیز اور سود مند کلام ساری دنیا مین مشہور اور مقبول ہے اور سب کا عام طور سے اس بات پر اتفاق ہے کہ اخلاق سنبھالنے کے لیئے اس سے اچھی اور کوئی کتاب ہی نہین۔ رہا اس قسم کے واقعات کا ضمناً تذکرہ آجانا پھر اس سے تو کوئی کتاب خالی نہین ہو سکتی"

حسینہ کی والدہ "جب سب سے اچھی کتاب کا یہ حال ہے تو نہ معلوم اور کتابین کیسی ہونگی! ۔ پھر بھلا جب بچپنے سے لڑکیون کے کان ان باتون سے آشنا ہونگے تو ان کا کیا پوچھنا۔ خدا ہی حافظ ہے (اپنے دل سے مخاطب ہو کر مگر آواز سے) اُس روز اختر کی والدہ سچ کہتی تھین آج کل پڑھی لکھی لڑکیون کے چال چلن مین اگر فرق آجائے تو کچھ تعجب نہین"

حسینہ کے والد "یہ بالکل جاہل اور نافہم لوگون کی باتین ہین۔ علم ہی سے اگر اخلاق پر برُا اثر پڑا تو پھر دنیا مین کوئی ایسی چیز نہین ہے جس سے کسی کے اخلاق درست ہو سکین"

حسینہ کی والدہ "پھر آخر یہ لکھی پڑھی عورتین بدچلن کیون ہو جاتی ہین۔ اسکی کیا وجہ ؟"

حسینہ کے والد "یہ کون کہتا ہے۔ ایسا نہین ہو سکتا۔ بالکل غلط ہے علم پڑھنے سے کہین کسی کا چال چلن خراب ہو جاتا ہے! ۔ اور کیا تم اسکی کوئی مثال پیش کر سکتی ہو" جسکے جواب مین حسینہ کی والدہ نے سنبھل کے قرب و جوار کے چند معزز گھرانے کی ایسی بہو بیٹیون کے نام لیے جنھون نے علمی جواہر سے آراستہ ہونے کے بعد آوارگی اور آزادی کے ایسے ایسے بدنما دھبے اپنی خاندانی عصمت اور عزت کے دامن پر لگا دیے تھے کہ اور تو اور انکے اعزا اقارب کو بھی انکے نام سے عار تھا اور اسکے بعد انکی بیوی نے کہا "کیا اسیطرح آپ بھی اُن پڑھی لکھی

عورتون کے نام بتا سکتے ہین جنھون نے تعلیم یافتہ ہونے کے بعد اپنے چال چلن کو درست رکھا ہو۔ اور اُنہین آزادی نہ آئی ہو" جسکو سنکر باقر حسین صاحب چُپ سنّاٹے مین ہوگئے اور قریب ہی تھا کہ انکے خیالات زمانے کے بدلتے ہوئے رنگ کی طرح پلٹ جائین کہ معاً اُنکے ذہن مین کوئی معقول جواب آیا اور یہ ہنسکر اسطرح کہنے لگے "گو جسطرح تمنے تعلیم یافتہ بگڑی ہوئی عورتون کے نام ہمکو بتائے اسطرح ہم تمکو اُن پاکدامن بیبیون کے نام نہین بتا سکتے جو تعلیم یافتہ ہونے کے بعد بھی پاک نفس ہین۔ لیکن اسکی وجہ تم یہ نسمجھنا کہ دنیا مین کوئی ایسی عورت ہی نہین نہین ہزارون ہین مگر پردے سے اُنکی باہر نکلنے والی آواز۔ اُنکی بڑھی ہوئی احتیاط۔ ان کے اتقا پرہیزگاری نے اُسیطرح اُنکے نام کو بھی مکان کی چار دیواری سے باہر نہین نکلنے دیا ہو جسطرح وہ کبھی اپنے گھر سے باہر نہین نکلین۔ بس اس وجہ سے ہم ان پاک نفس تعلیم یافتہ بیبیون کے نام مبارک نہین بتا سکتے۔ لیکن پڑھ لکھکر جو بگڑ گئی ہین اُن کا حال اور حال کے ساتھ نام طشت از بام ہو جاتا ہو اور عیب کی صفت خاص بھی یہی ہو کہ وہ چھپانے سے کبھی نہین چھپتا اور کسی کے ہنر اور اچھائی کیطرف اُسیطرح کسیکی نظر نہین جاتی جسطرح کسیکے عیب پر۔ ہمکو اس بات سے اتفاق نہین ہو کہ سب تعلیم یافتہ عورتین پاکدامن اور پارسا ہی ہوتی ہین مگر یہ ضرور کہین گے کہ اُنہین سے جسقدر بگڑ جاتی ہین اُنکی تعداد شاید اس تعداد سے زیادہ نہوگی جسقدر کہ اُنکی تعداد بے پڑھی عورتون مین عموماً ہوتی ہو"

حسینہ کی والدہ" یہ تو فقط آپ کا خیال ہی خیال ہو اور خالی قیاسی بات۔ جسپر چندان اعتبار نہین ہو سکتا۔ اگر تعلیم یافتہ پاک نفس بیبیون کے نام گھر کی چار دیواری سے باہر نکلکر غیر مردون کے کان تک نہین پہونچ سکتے ہین نسہی۔ لیکن عورتون کی باتین عورتون سے توکسیطرح پوشیدہ نہین رہسکتین۔ مگر مین کہسکتی ہون کہ آج کل کی پڑھی ہوئی عورتین نسبتاً بے پڑھی عورتون کے بہت زیادہ بگڑ جاتی ہین اور انکا لکھا پڑھا ہونا خط کتابت کے ذریعے سے انکو اس امر کا اچھی طرح موقع دیدیتا ہو کہ وہ اپنے دل کا حال غیرون پر ظاہر کرین اور انکے ارادہ شوق

اور حالات سے خود واقف ہون - خدا غارت کرے ان کو بختین ہین کا پرندہ بھی نہین بچ جاتین حسینہ کے والد نہین ایسا نہین ہو - اس قسم کے واقعات جسقدر ہم لوگون کو معلوم ہو سکتے ہین جو ہر جگہ آتے جاتے ہین - ہر شخص سے ملتے رہتے ہین - کتابین اور اخبار وغیرہ دیکھتے رہتے ہین اسقدر اپنی معلومات بڑھانے کا کم بیچاری عورتون کو کہان موقع مل سکتا ہی - اور تم کیا جان سکتی ہو - خدانخواستہ اسطرح علم اگر انسان کی بگاڑنیوالی چیز ہوتی توکیون اپنی ازدلعزیز اولاد کو کوئی لکھاتا پڑھاتا اور اسکے حاصل کرنے کے لیے اپنی دولت کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کردیتا - کبھی ایسا نہین ہی - مگر اسکے ساتھ مین یہ بھی کہون گا کہ پڑھی لکھی عورتون مین جسقدر بگڑ جاتی ہین اسکی وجہ یا تو یہ ہوتی ہی کہ وہ خلقۃً بدچلن ہی ہوتی ہین اور وہ انکا علم انکو کسیطرح نفع نہین دے سکتا یا ان کو اعلے درجے کی تعلیم نہین دیجاتی اور معمولی تعلیم پانے کے بعد اخلاق کی بگاڑنے والی کتابین انکے ہاتھ مین پڑ جاتی ہین یا بُری صحبتین انپر اپنا پورا اثر کر جاتی ہین جس سے اُن کے چال چلن مین فرق آجاتا ہی - اور اسوقت مین انکا لکھا پڑھا ہونا بیشک کسیقدر اُنکی آزادی اور آوارگی کو بھی مدد دے جاتا ہی - جسکے واسطے یہ بہت ضروری امر ہی کہ عورتون کو عموماً اعلی درجے کی تعلیم دیجائے ؛؛

یہ تقریر ابھی ختم بھی نہین ہوئی تھی کہ ایک ماما نے آج کی ڈاک کے خط اور اخبار وغیرہ لاکر میر صاحب کے سامنے تخت پر رکھدیے یہ تو انکے دیکھنے مین مشغول ہوئے اور حسینہ کی والدہ یہان سے اُٹھکر دوسرے کمرہ مین چلی گئین -

اَب آفتاب کسیقدر زمین سے بلند ہوگیا ہی اور اسکی شعاعین اس مکان کی اونچی اونچی دیوارین پھاندکر صحن مین جاروب کشی کرتی ہوئی نور کا اُجلا فرش زمین پر بچھاتی جاتی ہین سب عورتین اپنے اپنے کام مین مشغول ہین اور جناب میر صاحب اسیطرح خطون کے پڑھنے مین مصروف ہین - خط دیکھتے دیکھتے ایک خط کو انھون نے کچھ بہت شوق سے کھولا اور جلدی جلدی پڑھنے

انھین کیا لکھا تھا کہ دیکھنے والی قوت باصرہ صفحہ کاغذ سے اُٹھکر خوشی خوشی آنکھون تک پہونچی ہو
اور خدا جانے آنکھون کو اُنسے کیا ایسا لطف ملجاتا ہی کہ آنکھین توشوق مین کھُلی ہی رہجاتی ہین اور خوشی
کی نشانیان دل کی ایک انبساطی حرکت کے ساتھ خون مین لہرین لیتی ہوئی چہرے سے ظاہر ہوجاتی ہین۔
انھون نے بہت خوشی خوشی حسینہ کی والدہ کو بلوایا اور ہنسکر کہا "لیجیے جودھپور سے ہماری تقرری
کا آج پروانہ آگیا۔ دوسو روپیہ تنخواہ مقرر ہوئی"
میر صاحب کی بیوی یہ خبر سُنتے ہی باغ باغ ہوگئین اور وہ ہوا جو اس خوشخبری کو لیے ہوئے
انکی بیوی کے کانون تک پہونچی تھی انکے دل کے ساتھ وہی سلوک کرگئی جو نسیم سحر کے
جھونکے صبح کے وقت مُنھ بند کلیون کے ساتھ یا موسم بہار کی جانفزا ہوا بے برگ و بار درختون کے
ساتھ کرجاتی ہی جسکی خاص وجہ یہ تھی کہ جناب میر صاحب بہت عرصے سے گھر مین ہاتھ پر ہاتھ
رکھے بیکار بیٹھے تھے اور اب خدا کے فضل سے انکو جودھپور مین ایک معزز عہدہ ملتا تھا گھر مین
چارونطرف خوشی ہی خوشی نظر آتی تھی اور اعزّا اقارب دوست احباب سب یہ خبر سُن سُنکر
مبارکبا دوینے کے لیے چلے آتے تھے۔ مگر ہائے اس خبر کو سنتے ہی اُن دو دلون پر تو سناٹا
ہی گذر گیا جو محبت کے ستائے ہوئے تھے آہ جو ابھی بالکل بھولے تھے۔ جنپر حضرت
عشق کا بہت پیار تھا۔ وہ کون؟ ہائے وہی اختر اور حسینہ جو ہوش سنبھالتے ہی
عشق کے ہاتھون لُٹ گئے تھے اور جنکے بیچین دل کے لیے ابتک خیر یہی غنیمت
تھا کہ انکو کبھی گاہے ماہے اتفاقات سے ایک دوسرے کی زیارت نصیب
ہوجاتی تھی مگر اب یہ امید بھی گئی۔ یہ کیون؟ اس لیے کہ اسی خبر کے ساتھ انھون نے یہ بھی
سُن لیا کہ میر صاحب اپنے متعلقین کو بھی اپنے ہمراہ جودھپور لیتے جائین گے۔ اور وہ
کمبخت گھڑی اب بہت قریب آگئی ہی کہ ناموافق زمانہ انکو ایک دوسرے سے جدا کرے
اس خبر کے سنتے ہی بے اختیار انکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے۔ رنج وغم کا پہاڑ دفعۃً
انکے سر پر گر پڑا اور یہ اپنا اپنا دل تھام تھام کر رہگیے جو حقیقت مین شیشے سے کہین زیادہ نازک تھا۔

آہ حسین کسیکی یاد رہا کرتی تھی کیسکی یاد؟ حسینہ کے دلمین اختر کی اور اختر کے دلمین حسینہ کی۔ اختر کا کھانا پینا چھوٹ گیا۔ اسکی اُن آنکھون سے نیند کو کچھ عداوت سی ہوگئی تھی حسین کسیکی تصویر چھپی ہوئی بیٹھی رہتی تھی۔ چین و آرام صبر و قرار کی طرح جاتا رہا اور روتے روتے اُسنے اپنا بُرا حال کرلیا کہ جو اسکے ہمراز تھے وہ بھی اسکے حال پر بڑی بیچینی کے ساتھ رو دیے۔ آہ پیاری حسینہ کے لیے اس سے بھی زیادہ مشکل تھی۔ اسکے نازک دل کے گھبرا گھبرا کر اُٹھنے والے بخارات سینہ ہی کے اندر گھٹ گھٹ کر رہتے تھے۔ رسوائی کے خیال سے آہ مُنھ تک نہین آسکتی تھی اور نہ تھمنے والے آنسوؤن کو اس امر کی ہرگز اجازت نہ تھی کہ وہ آنکھ کے پردون سے باہر نکلین اگر بے اختیاری مین کبھی آبھی جاتے تھے تو وہ ڈر کے مارے انکو اسیطرح پی جاتی تھی جسطرح جگر کا خون۔ گو اس موقع پر انھون نے اس امر مین بہت کوشش کی کہ چلتے چلتے ایکبار پھر کسیطرح زیارت نصیب ہوجائے مگر آہ اب آسمان بر سرِ ظلم تھا۔ مقدر مخالفت پر تھا۔ کوئی تدبیر پیش نہ گئی بالآخر دو چار ہی روز مین سفر کی تیاریان ہوگئین اور بیچاری حسینہ اپنا غمگین دل اپنے پہلو مین لیے ہوئے باپ کے ساتھ جودھپور کی طرف چلی گئی۔ سنبھل سُونا ہوگیا اور اختر کفِ افسوس مل مل کر روتا رہگیا۔ اب یہ ہی اور اسکا خون شدہ دل۔ دل ہی اور کسیکی یاد اور رات دن کے صدمے۔ صدمے ہین اور اسکی غمناک جان لینے کے ارادے۔ سارا سنبھل اسکو لُٹا ہوا سا معلوم ہوتا ہی۔ در و دیوار کاٹے کھاتے ہین ہر طرف اوداسی چھائی ہوئی ہی اور یہ آپ اسی حسرت اور غم مین بڑی بے چینی کے ساتھ تڑپ تڑپ کر زندگی بسر کر رہا ہی۔

تیسرا باب

زبردستی

کرلیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یون سہی
یہ جنونِ عشق کے انداز چھٹ جاینگے کیا

جب سنبھل کے در و دیوار پر اوداسی چھاگئی تھی۔ جب پیاری حسینہ کے حسن عالم سوز کی شعاعیں بہت حسرت کے ساتھ وہاں سے خیرباد کہتی ہوئی جودھپور کی سرزمین روشن کرنیکے لیے چلی تھیں آہ جب اُسکے رہنے کا خاص مکان ویران ہو گیا تھا کون مکان؟ اسکے دلدادہ اختر کے قلب کا گوشہ محل۔ شاید کوئی بے درد اب بھی نہ سمجھے گا۔ یون سمجھو جسمین وہ رات دن رہتی تھی آہ جسمین اُسکا تصور۔ اسکی یاد آٹھ پہر کھیلا کرتی تھی۔ گو اس واقعہ پر اب تخمیناً پانچ برس سے کچھ زیادہ گذر گئے ہین۔ مگر ہم آج انکی خبر لیتے ہین۔ اسقدر عرصے کو ہم ایک محدود زمانے سے تعبیر کرتے ہین مگر ان ۵ برسوں کا حال کچھ انھین کو خوب معلوم ہوگا۔ جنپر فراق کی سخت گھڑیاں گذری ہونگی۔ اَیں! یہ کیا کہتے ہو!! کوئی دل جلا کہین سُن لیگا تو خدا جانے تمکو اپنے دلمین کیا کیا کہے گا۔ یون کہیے فراق کے دن۔ نہین نہین مہینے۔ توبہ برسین۔ ہائے سچ یہ ہے کہ تم ان باتون کو کیا جانو۔ یہ نہین کہتے کہ فراق کی وہ صدیان گذر گئین جنمین تناسخ کا فرضی ثبوت دینے کے لیے خدا جانے کی بار انکو موت آئی ہوگی اور پھر کتنی ہی مرتبہ وہ زندہ بھی ہوئے ہونگے۔ اسقدر زمانے مین جدائی کے صدمون نے جو ان کی حالت کر دی ہوگی کر دی ہوگی۔ مگر اس مابین مین کوئی ایسا تازہ واقعہ نہین ہوا کہ جو ہمارے ناول کی سینری کے لیے موزون ہو۔ ہان البتہ آج اسوقت اختر کے مکان سے گانے بجانے کی کچھ سُریلی صدائین نکل نکل کر اس سناٹے مین ملی ہوئی چارون طرف پھیل رہی ہین جنکو رات نے اپنے قدرتی اثر سے اسوقت پیدا کر دیا تھا اور یہی گانے بجانے کی دلکش صدائین اپنے مقناطیسی کشش سے ہمارے اُس خیال کو اتنے دنون کے بعد بہت حیرت کے ساتھ اپنی طرف مائل کیے لیتے ہین جو اختر اور حسینہ کے صدمۂ فراق کے خیال سے رنج اور افسوس کے مارے بہت اوداسی کے ساتھ اپنی جگہ پر ابتک چپ بیٹھا ہوا تھا۔ اور اب جو ہم وہان جاکر دیکھتے ہین تو کچھ اور ہی سامان نظر آتے ہین۔ عیش و نشاط کی صحبت گرم ہو

سنبھل کے معززین جمع ہین - دیوانخانہ پریخانہ بنا ہوا ہی - طبلے پر تھاپ پڑ رہی ہی اور مجرا ہو رہا ہی
موسم سرما کی بڑھی ہوئی سردی سے رات کی چلنے والی ٹھنڈی ہوا متاثر ہو کر کسی حسرت نصیب کی
ٹھنڈی ٹھنڈی آہون کی طرح دل ہلاتی ہوئی چل رہی ہی - گو جھاڑ کنول جھاپے اور ہانڈیان
سب روشن ہین - اندر سے باہر تک آگ لگی ہوئی ہی مگر روشنی کا یہ عالم ہو کہ وہ اُداسی بنی در و دیوار
پر چھائی ہوئی ہی اور اسطرح کی یہان کوئی دلچسپی نظر نہین آتی جو ایسی صحبتون مین آج نی جاتی ہے
شمع کیون رنج و غم کی آگ مین اسطرح جل رہی ہو - اُسکے منھ سے کیون شعلے نکل رہے ہین -
اُسکی آنکھون سے آنسو کیون ٹپک رہے ہین شیشہ آلات کے اندر سے روشنی اس بیتابی کے
ساتھ تڑپ تڑپ کر کیون نکل رہی ہی شمع کی لَو کیسے کانپ کانپ کر جھلا رہی ہو - لَو کے منھ سے
اُٹھتا ہوا کالا کالا دھوان کیون نکل رہا ہی اور پھر وہ کہان چلا جاتا ہی ؟ آہ وہ بہت موم دل ہی
اُسکا دل بہت نرم ہی - شاید اسوقت کسی بیکس پر ہوتی ہوئی سختیان دیکھ دیکھ کر اُس سے
ضبط ہو سکتا ہوگا اور وہ اس غم مین اس طرح گھلی جاتی ہوگی - دیوانخانہ کیطرح
گھر مین بھی عورتون کا ہجوم ہی اور یہان کے اس جشن اور سامان کے دیکھنے سے
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آج یہان کوئی تقریب ہی مگر خدا جانے کیا معاملہ ہی کہ اندر سے
باہر تک وہ صورت کہین نظر نہین آتی جسکو آپ کی آنکھین اسوقت بہت
شوق کے ساتھ گھبرائی ہوئی چارون طرف ڈھونڈھ رہی ہون گی -
جسکا یہ گھر ہو جو پیاری حسینہ کا عاشق اور ہمارے ناول کا ہیرو ہی - کیا ہوا !
کہان ہی !! ڈھونڈو - دیکھو اس دیوانخانے کے اُس شمالی کمرے مین پلنگ پر
کون پڑا ہوا ہی جس کے دروازے اسوقت رنج اور غم کے مارے کسی عاشق کے
قلبی جھرو کون یا کسی مایوس حرمان نصیب کی آنکھون کیطرح بند ہین - اخاہ
اختر ہی - اختر مگر جس گھر مین یہ جشن ہو عیش و عشرت کے سامان ہون -
وہان اسکا اسطرح چپ اور تنہا لیٹنا اسکا کیا سبب ہی ؟ اختر کو سمجھنے

ایکبار پہلے اسی کمرے مین دیکھا تھا۔ یا پانچ برس کے بعد آج اُسکے دیکھنے کا ہمکو اسوقت اتفاق ہوتا ہی۔ اب یہ کچھ اور ہی چیز ہوگیا ہی۔ وہ اعضا کا تناسب جو پہلے کمسنی کی وجہ سے اعلیٰ درجے کو نہین پہونچا تھا اب کمال کے درجے کو پہونچ گیا ہی۔ ماشا اللہ پورے شباب پر ہی۔ جوانی کی کھُلی ہوئی نشانیان اسکے بشرے سے ظاہر ہو رہی ہین اور جسم کے اُس اُٹھنے والے دھوئین سے جو جوانی کی حرارت تیز ہوجانیکی وجہ سے سبزہ بنکر اس کے پھول سے رخسارون کے گرد نکل رہا تھا۔ گو آج اُسکو اُسترے کے دست اصلاح نے بالکل صاف کر دیا ہی مگر پھر بھی ایک قسم کی ہلکی نیلاہٹ خط و غبار مین غور سے دیکھنے والے کو بتلا رہی ہی کہ جوانی کا سبزہ اب اپنا کچھ کچھ رنگ یہان جما چلا ہی۔ اختر کو جب پہلے ہم نے دیکھا تھا تو وہ کچھ کچھ اُسی انگریزی فشن مین تھا جسکا سا بدن پر پڑتے ہی انسان کو ہندوستانی وضع کے لباس سے اسیطرح کی نفرت ہوجاتی ہی جسطرح انگریزون کو اُن ہندوستانیون کی صورت سے جو اپنی وضع چھوڑکر اُنکی نقل کرتے ہین مگر اسوقت ہم اسکو جس لباس مین دیکھ رہے ہین وہ وہی ہی جو انھین پُرانے خیالات کے آدمیون کے جسم پر کچھ اچھا معلوم ہوتا ہی جنھین عورتون کی صحبت نے اثر کرتے کرتے بالکل اپنا رنگ پیدا کر دیا ہی۔ سُرخ اطلس کا پائجامہ ہی وہ بھی غرارہ دار جسکے پائینچے پر خیر سے لچکا بھی ٹکا ہوا ہی۔ زرد ساٹھن کی ایک اچکن زیب تن ہی جسپر ہفت رنگی گوٹ اور گوٹ کے کنارے کنارے لچکہ اسکے شباب بھرے سن کے ساتھ کچھ عجب عجب شوخیان کر رہا ہی کہ جس سے بے اختیار ہنسی آئی جاتی ہی لیکن اسکی طبیعت کے اس انقلاب عظیم کی آخر وجہ کیا ہی! کہین اسکی شادی تو نہین ہونے والی ہی؟ کپڑے تو مانجھے ہی کے معلوم ہوتے ہین اور یہ ناچ رنگ کی صحبت اور یہ مجمع سب اسی امر کی خبر دے رہا ہی ہان ہان ضرور یہی ہی

دیکھئے نا۔ اسکے ہاتھون مین رچی ہوئی سُرخ سُرخ منھدی اور اُنہین حنائی ہاتھون کی کلائی پر بندھا ہوا کنگنا اپنی زبان حال سے بتا رہا ہی کہ ضرور آج اسکی شادی ہی۔ مگر پیاری شادی دنیا کے لاجواب انتخاب مین تو وہ ایک از دل عزیز چیز ہی کہ ایک تیری امید کے سہارے پر ہزارون بن بیاہے لڑکے اور لڑکیان مادر گیتی کی گود مین پرورش ہو رہے ہین۔ یہ تیرے سر سہرا ہی کہ تیری نظر عنایت ہوتے ہی ایک معمولی درجے کا آدمی۔ نہین مفلس سے مفلس شخص بھی نوشاہ بنجاتا ہی جس گھر مین تیرے مبارک قدم جاتے ہین۔ وہان خوشی ہی خوشی نظر آتی ہی تو وہ ایک صلح کل فرشتہ ہی کہ بیگانے اور انجان آدمیون کو ایسا از دل عزیز بنا دیتا ہی کہ اعزا اقربا بھی رشک کی ہی نظر سے دیکھنے لگتے ہین۔ دنیا کی ساری مسرتین تیرے ہی پیارے نام سے پُکاری جاتی ہین۔ تیرا ہی نام شادی ہو اور تیرے آنے کے لیے ہر شخص کی آنکھین اُسیطرح ہر وقت فرش راہ ہین جسطرح کبھی کبھی وہ بھی اتفاق سے کسی خوش نصیب عاشق کی آنکھین کسی پیمان شکن کے آنے کے انتظار مین شوق کے ساتھ بچھا دیجاتی ہین۔ لیکن ای پیاری شادی تجھکو خدا کی قسم سچ بتانا آج تیرا وہ روح افزا اثر کیا ہو گیا۔ اختر کی اگر آج شادی ہی تو پھر تیری مسرت آمیز لہرین اُسکے خون مین کیون نہین پیدا ہوتین۔ اُسکے چہرے پر یہ اسطرح کی اداسی کیون چھائی ہوئی ہی اُسکا رنگ کیسا ہو گیا ہی اور اُسکی یہ کیا حالت ہی؟ آہ کیا عشق کے آزار نے اُسکی یہ بُری حالت کر دی ہی اُسکا بھولا بھولا نقشہ۔ وہ پیارا پیارا کھلتا ہوا سانولا رنگ کیا ہوا۔! جس نے حسینہ سی پریوش عورت کا دل ایک ہی نظر مین چھین لیا تھا۔ بیشک حضرت عشق ہی کی یہ عنایتین ہین۔ ہان ہان اُنھین کا یہ کام ہوگا۔ وہی ایسے ہین۔ اُنھین نے منھ لگا کر اسکے جسم کا سارا خون چوس لیا اور خون کے ساتھ وہ جوش اور ولولے بھی چلے گئے جو ایک نوجوان آدمی مین ہونی چاہیئے۔ افسوس بیچارہ کسطرح چُپ پڑا ہوا ہی۔ ہا۔ مگر اب تو

سب رنج اور غمون کا خاتمہ ہوجاتا ہی - ساری محنتین ٹھکانے لگی جاتی ہین آج تو خیر سے شادی ہوئی جاتی ہی - بھلا یہ دن بھی بلاکشان محبت کو کہین نصیب ہوتے ہین آئے فراق اور مصیبتون کی گھڑیان وصل اور عیش سے مبدل ہوئی جاتی ہین پھر اب کیا ہی. جو یہ اسطرح چپ پڑا ہی - کہین اسوقت اسکی آنکھ تو نہین لگ گئی ہی ؟ مگر جسکے اسطرح نصیب جاگے ہون بھلا اسکو کہین اسطرح نیند آسکتی ہی ! اسکے دل کو تو ارمان اور تمناؤن کے تقاضے سے کسی دم فرصت ہی نہ ملنی چاہیئے اور ان آنکھون مین انتظار ہی انتظار رہنا چاہیئے تھا جنمین اسوقت نیند کے جھگھٹے دیکھے جاتے ہین پیاری شادی! سچ بتا یہ بات کیا ہی ؟ "اختر! - اختر!" کچھ جواب نہین بیشک اسکی آنکھ جھپک گئی ہی مگر بار بار یہ اُس کے چہرے کا نقشہ کیون بگڑجاتا ہی بعض بعض اوقات اسکے سارے اعضا کو ایک بیقاعدہ جنبش کیون ہوجاتی ہی - این! یہ اُسکی پلکین لیمپ کی روشنی مین چمکتی ہوئی کیسی معلوم ہوتی ہین - اور اُسی کے ساتھ اسکے رخسارون پر کچھ چمکتے ہوئے خط کیسے نظر آتے ہین ؟ اہا - اسکی آنکھون سے تو برابر آنسو جاری ہین! ارے یہ تو زار زار رو رہا ہی !! - ہا - ہا - وہ سنیئے کس غضب کی ٹھنڈی سانس لی ہی - معاذاللہ دل ہلگیا -

تھوڑی دیر تک تو یہ اُسیطرح بیخودی کے عالم مین چپ پڑا رہا لیکن خدا جانے یکبارگی اُسکے دلمین ایسی کیا بیچینی پیدا ہوئی کہ اُسنے ایک دردناک کراہ کے ساتھ کروٹ لی اور پھر اسطرح اپنے دل سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ "آہ اب کیا ہوگا کیا سچ مچ میرے مقدر کے ساتھ سارا زمانہ بھی مجھے پھر گیا ہی - ہائے مان باپ بھی میرے دشمن ہوگئے ہین - اور دشمن بھی کیسے - جانی دشمن - آہ مین اپنی پیاری حسینہ کو کیا مُنہ دکھاؤنگا ہاے جب وہ اپنی امانت مانگے گی تو مین اُسکو کیا جواب دونگا - غضب غضب غضب پیاری حسینہ جب تو یہ واقعہ سُنے گی تو سر پیٹ لے گی - تجکو خود اچنبھا ہوگا - تجکو میری

صورت سے نفرت ہوجائیگی۔آہ تیرا دل تجھ سے کیا کہیگا۔تومجکو بیوفا کہے گی۔دغا باز کہے گی اور ظالم بھی۔ہائے یہ خطاب تو کچھ تیرے ہی لئے خوب موزون تھے میرے لیے تو مرجانے کا مقام ہی۔خیال تھا اور سنتے بھی یہی تھے کہ میرا عقد تمھارے ساتھ ہوگا۔تم میری پیاری بیوی بنوگی۔اور تمھارے شوہر بننے کا میرے ہی سر سہرا رہے گا۔مگر آہ پہلے تو ہماری تمھاری کم سنی نے شادی مین جھگڑے بکھیڑے ڈال دیئے اور اب تمھاری نہین مگر میری کمبخت جوانی میری دشمن ہوگئی۔مان باپ۔عزیز۔اقربا نہین مانتے ہین اور اس دل کو جو تمھارا ہی۔ہان ہان تمھارا ہی ہو اور تمھارا ہی رہیگا۔چاہتے ہین کہ زبردستی چھین کر اور کو دیدین۔آہ اور کے ساتھ شادی کر دین (بیچینی سے ایک دردناک آہ بھرکے) خداوندا! کیا کرون کسطرح ان کمبختون سے اپنے دل کا مدعا کہون۔پاس ادب اور لحاظ بیجا ہوجانے کی اجازت نہین دیتا اور وہ سب تو اندھے ہوگئے ہین بالکل اندھے۔ذرا میری حالت نہین دیکھتے اور نہین سمجھتے کہ شادی کے نام سے آخر مجکو اسقدر کیون نفرت ہی۔جن بی صاحبہ کے ساتھ عقد کرتے ہین وہ ہین بھی بہت خوبصورت۔بہت لکھی پڑھی ٹری مالدار۔لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ۔مگر مان باپ کو اس سے کیا مطلب (حق یہ ہی کہ والدین کے سر اولاد کی شادی کا اک بار سا ہوتا ہی جس سے کسیطرح وہ سبکدوش ہونا چاہتے ہین اور اس سے انکو مطلب نہین کہ جسکے ساتھ شادی کرتے ہین وہ صورت شکل اور سیرت مین کیسی ہی اور دونون کو ایکدوسرے سے کہانتک دلبستگی ہوسکتی ہی) ہا۔ہا۔ہا۔اختر! اور یہ لڑکی۔مین اور یہ میرا دل اور اسکی صورت! توبہ۔اس دل کے لیئے وہی دلستان نے بیاتمی وہی ہنی صورت۔ہان ہان وہی پیاری صورت جسکا نام حسینہ ہی۔ہائے کسطرح وہ ملے اکہان اسکو پاؤن۔حسینہ کی خیالی تصویر اسوقت اسکی آنکھون کے سامنے تھی اور وہ ان سے اسیطرح کی باتین کر رہا تھا کہ ایک خادم نے حاضر ہوکر عرض کیا "میان۔حمام کے لیئے چلیئے

(کچھ جواب نہ پاکر) حضور سب لوگ آپکا انتظار کر رہے ہین (پھر تھوڑی دیر انتظار کرکے) نوشہ صاحب! آپکے ابا جان یاد فرما رہے ہین۔ چلیے حضور" اور اختر جب اپنے باتون کے نہ ختم ہونے والے سلسلے مین اس شخص کا بار بار کہنا ہارج دیکھتا ہی تو ایک مرتبہ اس طرف سے اُس طرف کروٹ لیکر بہت بے اعتنائی کے ساتھ یہ کہدیتا ہی "کہ جاؤ ہماری طبیعت اسوقت اچھی نہین" اور پھر اپنے پہلے خیالات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہی "ہان کیا کہتا تھا۔ لَاحَولَ وَلَاقُوَّۃَ۔ بھول گیا۔ دماغ قابو مین نہین ہی۔ کیا باتین کر رہا تھا۔ اس کمبخت نے آکر حمام کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ کیسا حمام۔ کسکے لئے۔ مین اگر نہاؤن گا تو اپنے خون مین۔ اور اگر یہ بھی نہین تو ندامت کے پسینے مین۔ یہ سب خرابیان ابا جان کی کی ہوئی ہین اُن سے جو کچھ کسی نے کہدیا بس وہ اُسکو کرنا ضرور ہی۔ چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔ کچھ ہو۔ مگر پھر کیا مجال جو اُسکے خلاف ہو۔ ممانی جان نے اپنی لڑکی کے لیئے کہین ایکبار اشارے کنایہ مین میرا نام لے دیا۔ بس اب اُنکے لیئے اس سے زیادہ اور کیا خوشی ہوسکتی ہی کہ گھر کی لڑکی گھر مین رہے۔ خواہ میری مرضی کے موافق ہو یا خلاف اور چاہے میری جان رہے یا جائے۔ ہائے مین نے تو شاید اُسکو ایکبار کبھی دیکھا بھی تھا۔ ایک بدصورت لڑکی ہی۔ بھلا اُن آنکھون مین کہان جچتی ہی جنھون نے پیاری حسینہ کا حُسن اور جمال دیکھا ہی اور اُنکے وہ پری نہ سہی۔ حور ہی سہی۔ پری سہی اور سب سے زیادہ حسین بھی۔ مگر میرے کس کام کی ہی ع ہم جس انداز کے مارے ہین وہ انداز کہان۔ ہائے ان آنکھون کو تو کچھ وہی صورت بھلی معلوم ہوتی ہی جس نے میرا دل مجھ سے چھین لیا"

اختر کا یہ خیالی سلسلہ ابھی ختم بھی نہین ہوا تھا کہ میر جعفر حسین صاحب آکر اس کمرے مین موجود ہو گئے اور قریب پہونچکر اختر کو پکارا۔ آہ وہ خیالات جو اسکے بے قابو دل سے لگاکر اسکے پریشان دماغ تک بھرے ہوئے تھے اس وقت میر جعفر حسین صاحب کی آواز سے اسیطرح پریشان ہوکر ادھر اُدھر ہٹ گئے جسطرح ہوا کے تیز جھونکے آسمان پر

چھائے ہوئے ابر کو کہین سے کہین اُڑا لیجاتے ہین - یہ سہم گیا اور گو یہ اسوقت اپنے اختیار مین نہ تھا مگر پھر بھی اُسکے ادب - لحاظ اور خوف نے جو خلقی طور پر اُسمین بہت کثرت کے ساتھ پایا جاتا تھا اُسکو زبردستی اُٹھا کر پلنگ پر بٹھا ہی دیا اور اُن کے پدر بزرگوار اُسکے شانے پر ہاتھ رکھکر بہت محبت کے لہجے مین اسطرح کہنے لگے "کیون بیٹا! تمھارا مزاج کیسا ہی؟ چُپ چُپ کیسے پڑے تھے"

اختر :- (اپنے پریشان حواس سنبھالکر) کچھ نہین - ابا جان اچھا ہون - یون ہی کچھ کسل معلوم ہوتا تھا - طبیعت گری پڑتی تھی - ذرا لیٹ گیا تھا"

میر صاحب :- "اچھا تو اب چلکر حمام کر لو - برات کے چلنے کا وقت قریب آگیا ہی" اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھایا - وہ اختر جو اسوقت اپنے قابو مین نہ تھا جسکا دل پُر اشک آنکھون کی طرح اندر سے بھرا آتا تھا جسکی طبیعت انکھون سے ٹپکنے والے آنسوؤن کیطرح گری پڑتی تھی جسکی آنکھون کے سامنے دل کے گھبر گھبرا کر اُٹھنے والے بخارات سے اندھیرا چھایا ہوا تھا اسوقت کچھ عجیب حالت مین گرفتار تھا - باپ کا لحاظ اور ادب اُسکو بالکل مجبور بنائے ہوئے پلنگ سے اٹھا رہا تھا اور حسینہ کا وہ بیکس خیال - وہ غیرت بھری محبت جسکو اسوقت رقیب کہنا چاہیے دونون ہاتھون سے اسکا دامن پکڑے ہوئے کہہ رہی تھی "جاتے کہان ہو - مین تو نہ جانے دونگی" اختر باپ کے کہنے سے چلنے کے لیے اُٹھا تو سہی - مگر کسطرح جسطرح درد اُٹھتا ہی اور درد بھی دل مین - دو قدم چلا اور یہ معلوم ہوا کہ اس کے دل کو کسی نے مُٹھی سے مسل دیا - آنکھون کے نیچے اندھیرا چھا گیا - دماغ مین آسمان کی گردش آگئی - قدم ناتجربہ کار اور غیر متحمل مزاج عاشقون کیطرح ڈگمگائے اور غش کھا کر اُسی کمرے مین فرش پر گر پڑا -

ہان - ہان یہ کیا ہی - کیا ہوا - کیا ہ؟ چارون طرف ایک غل مچگیا - دیوان خانے سے لوگ اُٹھ اُٹھ کر دوڑ پڑے اور اُس کے ہوش مین لانے کی جلد جلد تدبیرین ہونے لگین

لیکن جب کشمکش مین اسکو اسوقت غش آیا ہی اُس سے ہر شخص یہ نتیجہ نکال سکتا ہی کہ یہ بیہوشی کچھ ایسی ہی قوی اور زوردار تھی کہ اسپر اپنا اثر کر گئی ورنہ انصاف کی تو یہ بات ہی کہ وہ اسوقت انتہا سے درجہ کی خودداری کر رہا تھا - ایسے شادی براتکے گھر مین خاص نوشہ پر یہ واقعہ ہونا کوئی ایسا خفیف امر نہ تھا کہ معمولی نظرون سے دیکھا جاتا یا بے تعجبی کے ساتھ سُنا جاتا - دم بھر مین باہر سے اندر تک یہ خبر پھیل گئی سب مضطرب اور بدحواس ہو گئے جسکی وجہ سے جلدی جلدی پردے کا اہتمام کیا گیا اور تھوڑی دیر کے لیے یہ کمرہ زنانخانہ بنگیا"

اب بہت سی تدبیرین ہونے کے بعد اختر نے اپنی بند آنکھین کسی حیرت زدہ کیطرح سے کھولدی ہین - اُٹھاکر پلنگ پر لٹا دیا گیا ہی - اس جاڑے کے موسم اور ٹھنڈے وقت مین اسکے مضطرب اور سینے سے نکلے جانیوالے دل کے سکون کے لیے پنکھے کی آہستہ آہستہ ہوا دیجاتی ہی اور اسکے ماں باپ اُس سے بہت محبت کے لہجے مین پوچھ رہے ہین "کیون اختر! اب کیسی طبیعت ہی تمھارا یہ کیا حال ہو گیا تھا؟ کہو تو سہی" اور یہ اسکے جواب مین فقط یہ ایک مختصر کلمہ کہکر خاموش ہو جاتا ہی "کچھ نہین مجکو نہین معلوم" لیکن وہ دل افسردگی جو حضرت عشق کی بدولت انسان مین پیدا ہو جاتی ہی - وہ اُداسی اور پریشانی جو انتشار کی حالت مین آدمی کے چہرے پر چھا جاتی ہی وہ کبھی کسی کے چھپائے نہین چھپتی - اور وہ بے ربط اور دقیق عبارت کچھ کہین سے اور کچھ کہین سے ضرور پڑھ لیجاتی ہی جو ایسی کشمکش اور الجھن کی حالت مین دل کی بے چینی سے شعاعی خطوط بنکر لوح جبین سے نمایان ہو جاتے ہین - میر جعفر حسین صاحب کچھ تو پہلے ہی سے کھٹکے ہوئے تھے اور اب اسوقت اسکا یہ حال دیکھکر گو یہ اور تو کچھ نہین سمجھے مگر ہان یہ بات انکے ذہن مین ضرور آگئی کہ یہ نسبت شاید اختر کو منظور نہین ہی اور اس خیال کے آتے ہی فوراً اختر کی ماں کو علحدہ لیجا کر بہت گھبرائے ہوئے لہجے مین اسطرح کہا "تمنے دیکھا؟ اختر کی

ابھی کیا حالت ہوگئی تھی! اور مین دیکھتا ہون کہ جب سے اس تقریب کا سلسلہ چھڑا تھا جب ہی سے وہ کچھ کچھ چپ رہتا تھا اور یہی کچھ ایسے کھلے ہوئے قرینے ہین کہ جنسے یہ مطلب نکلسکتا ہی کہ شاید یہ بات اُس کے بالکل خلاف ہی"

اختر کی والدہ "اب اسکو غیب کا علم تو ہی نہین۔ کسی کے دل کا حال کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہی لیکن اگر اسکو یہ منظور نہین تھا تو پہلے ہی سے اسکو انکار کر دینا چاہیئے تھا"

اختر کے والد "تم اسکے لحاظ اور شرم کی کیفیت جانتی ہو۔ وہ بیچارہ کیا کہتا۔ لڑکی بھی کسی غیر گھر کی نہین۔ ماموں کی لڑکی۔ اکثر نہین کبھی تو دیکھا ہوگا۔ اور پھر وہ صاحبزادے جس صورت شکل اور مزاج کے ہین اسکو تم خود خوب جانتی ہو"

یہ لڑکی جسکے ساتھ اب اختر کی شادی ہوتی تھی چونکہ اختر کی والدہ کے بھائی کی بیٹی تھی اسوجہ سے اُنکو اپنی بھتیجی کی نسبت یہ الفاظ بہت بُرے معلوم ہوئے اور کسیقدر بگڑ کر انھون نے اسطرح کہا "وہ کیا بُری کیا ہی؟ آنکھ ناک سے درست۔ آخر کس بات مین بُری ہی جیسی شریفون کی بیٹیان ہوتی ہین ویسی وہ بھی ہی۔ اگر دس سے بُری ہی تو سنو سے اچھی بھی ہی اب اگر آپ چاہتے ہون کہ جیسی بازار کی بیٹھنے والیان بنی سنوری ہوئی اچھی معلوم ہوتی ہین ویسی ہی وہ بھی ہو تو اسطرح کی تو جناب شریفون کی بہو بیٹیان ہو چکین"

اختر کے والد "تو یہ کون کہتا ہی مگر اسی کے ساتھ یہ بھی تو دیکھ لینا چاہیئے کہ اگر کسی کی مرضی کے موافق شادی نہوئی تو پھر میان بیوی مین کسطرح نباہ ہوگا۔ خدا کی قسم ہمیشہ بے لطفی سے بسر ہوگی"

اختر کی والدہ "تو پھر مین کہتی ہون۔ آخر اب آپکا اس سے مطلب کیا ہی۔ کیا جواب دیدون۔ شادی موقوف کیجائے؟ لیکن ایسا تو ہو نہین سکتا۔ کیا آپ مجھکو

سارے کنبے مین بدنام کیجیے گا ہ شادی نہ ہوئی بچون کا کھیل ہوا - اور میری بدنامی تو درکنار خیر بلا سے - اس بچی کی کیسی بدنامی ہوگی - لوگ کہین گے نہین کہ آخر بات کیا تھی جو عقد ہوتے ہوتے رہگیا اور شادی نہین ہوئی - لڑکی مین کوئی تو ایسا عیب نکلا ہوگا - جناب امیر کی قسم اس لڑکی کی تو مٹی ہی خراب ہوئی - آخر وہ بھی تو کچھ غیر نہین ہی - میری بھتیجی ہی ہی ہر سب مجھکو کیا کہین گے آپ سمجھین تو"

اختر کی والدہ کی یہ مجبور کر دینے والی تقریر سُنکر میر جعفر حسین صاحب چپ ہوگئے اور کچھ کہتے سُنتے نہین بن پڑا - اختر کی بھی طبیعت اب کسیقدر سنبھل گئی تھی عورتین مطمئن ہوکر زنانخانہ مین چلی گئین اور وہ بات آئی گئی ہوئی - پھر وہی شادی کے سامان ہونے لگے جنمین ابھی اختر کی بدمزگی طبیعت نے ایک قسم کی بے لطفی پیدا کر دی تھی اور اختر رہ رہکر تمام کرنے کے لئے مجبور کیا جانے لگا -

والدین کو اپنی اُس از دل عزیز اولاد پر جسکو انھون نے خون جگر پلا پلا کر پرورش کیا ہی جنکی راحت کو انھون نے ہمیشہ اپنی راحت - اور انکی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھی ہی - رسم و راہ کے اعتبار اور خدا کے حکم کے خیال سے گو ضرور یہ حق حاصل ہی کہ وہ اپنی اولاد پر جسطرح جی چاہے حکومت کرین اور سعادت مند بچون اور فرمانبردار اولاد کا فرض بھی یہی ہی کہ وہ اُنکے سخت سے سخت احکام کی سر آنکھون سے تعمیل کرین لیکن اسی کے ساتھ والدین کو یہ بھی ضروری ہی کہ وہ اپنے واجب العمل احکام مین اپنے بے زبان بچون کے اس میلان طبیعت کا بھی ضرور خیال کر لیا کرین جو ایک حد تک غیر جائز اور نادرست نہین ہی - اختر حیا کا پتلا تھا - ادب اور لحاظ کا بہت حصّہ اُسکی گھٹی مین پڑکر اُسکے خون کے ساتھ ملا ہوا رگون مین دوڑ رہا تھا جسکی وجہ سے اُسکی زبان کسیطرح سے اُن اُمور کے منع اور انکار کرنیکے لیے مطلق اسکو مدد نہین دیتی تھی جو اسکی طبیعت کے بالکل خلاف ہو رہے تھے وہ اسوقت مردہ بدست زندہ کا مصداق بنگیا تھا - اُسکی حالت خدانخواستہ خدانخواستہ

اسوقت بالکل ایک اُسی بے جان قالب کیطرح تھی جو غسل میّت کے لیئے اُٹھا کر تختہ پر ڈالدیا گیا ہو۔ اسکو بالکل ہوش نہ تھا اور اسوقت اسکو اس امر کی مطلق خبر نہ تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ حمام کے بعد اُسکو خلعت پنہا دیا گیا اور معمولی رسوم کے بعد وہ اُس جلسہ مین لاکر دست گرفتہ بٹھا دیا گیا جسمین ساز چھڑ رہا تھا۔ ناچ ہو رہا تھا اور اونچی اونچی تانین دوش ہوا پر سوار ہوکر دور دور پہنچ رہی تھین۔ گانے والیونکی سریلی تانین جو ساز کی آواز مین ملکر تمام طور قوت سامعہ کے ساتھ بیطرح لگاوٹین کر رہی تھین اختر کے اُن گنگ کانون مین نالۂ شیونکی صدائین دے رہی تھین جنمین اُلجھن کے سبب سے دل مین اُٹھنے والے گرم گرم بخارات دماغ سے سرگوشی کرنیکے لیے اسوقت مجتمع تھے تحیر کے عالم مین بُت بنا بیٹھا تھا۔ اُترے ہوئے چہرے کے سامنے سہرے کی لٹکتی ہوئی لڑیان اُن آنکھون کی پردہ داری کر رہی تھین جنسے لگاتار ٹپکنے والے قطرات نے دُر اشک کا ایک دوسرا سہرا چہرے کے سامنے پیدا کردیا تھا جسکی مسلسل لڑیان اُن تڑپنے والی شعاعون مین کبھی کبھی دیکھنے والی نظرون کو معلوم ہو جاتی تھین جو سہرے کی لڑیون کے درمیان سے دبی ہوئی جاجا کر چہرے پر بجلی کیطرح تڑپ جاتی ہین۔ آنسو جب کچھ کمی کرجاتے ہین تو ٹھنڈی آہین وہ بھی بہت روک تھام کے ساتھ سینے سے مُنھ تک آتی ہین۔ مگر اخفا اور رازداری کا بیٹھا ہوا پہرا دیکھ کر وہ بھی کچھ دم بخود رہجاتی ہین اور یہ اس ضبط اور جذب سے تنگ آکر اسطرح اپنے دل سے کہتا ہے "خداوندا اب کیا کرون۔ اس عذاب سے کیونکر نجات ملے (تھوڑے غور کے بعد) کیا مجھکو اپنی پُر ارمان جان فرشتہ اجل کے ہاتھ سپرد کردینی چاہیئے (آپ ہی آپ) ہان بہتر تو یہی ہے۔ بہت سہل طریقہ سے یہ ساری دقتین آسان ہوجائینگی۔ ہان ہان مجھکو یہی کرنا چاہیئے (کچھ سوچ کر) مگر یہ دل بہت پُر ارمان ہے۔ اس مین اُنکی محبت ہے۔ بیشک اس مین اُن کی یاد رہتی ہے نہین وہ خود ہی رات دن اسمین رہتے ہین۔ ہان یہ دل اُن کا ہے

اُنکی امانت ہی - مجھکو اس کی قدر کرنی چاہیئے - خاطر - بہت خاطر مین اُسکی بہت حفاظت کرونگا - مجھکو ساری آنے والی آفتین بہت استقلال کے ساتھ اُٹھانی چاہئین جان دینا کچھ مشکل بات نہین ہی - عورتون کا فعل ہی جنمین استقلال اور تحمل نام کو نہین ہوتا - (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) مگر یہ شرکت یہ رقابت اُنکے نازک دل کو بہت صدمہ دیجائیگی وہ بہت نازک ہی - آہ میری صورت سے اُسکو نفرت ہو جائیگی - بالکل نفرت مُنھ نہین دیکھے گی اور نہ مین اُنکو مُنھ دکھانے کے قابل رہون گا - ہائے پھر مین کیا کرون کوئی کمبخت کچھ سمجھتا ہی نہین ہی اور اس لحاظ کو خدا غارت کرے - میری جان کا دشمن ہو گیا ہی جانی دشمن - کیسطرح زبان کھلتی ہی نہین - کیا زبان کہنے کے لیے نہین بنی ہی - اگر نہین ہی تو میرے مُنھ مین بھی اُسکے رہنے کے لیئے جگہ نہین ہونی چاہیئے - مگر کیا یہ میری مجبوریان پیاری حسینہ کے سامنے میری سفارشی نہین ہونگی! نہین ضرور - مجبور ہون اور بالکل - وہ رحم دل بھی ہی اور بہت رحم دل - یقیناً میری بے دست و پائی کی حالت پر اُسکو رحم آجائے گا - ای غیب کے جاننے والے اور ای ہر دل کے سب رازونہ اور بھیدون کے خبر رکھنے والے خدا تو خوب جانتا ہی اور اچھی طرح جانتا ہی کہ اختر اسوقت کیسا مجبور ہی اور کس قدر بے بس - تو ہی میرا گواہ ہی اور تجھ سے بڑھکر کون گواہ ہو سکتا ہی ای میری محض مجبوری - ای میری بے بسی شاہد رہیو - پیاری حسینہ کے سامنے تجھکو میری شہادت دینی ہوگی - ہان میرے دل کی مالک حسینہ مین تیرا ضرور گنہگار رہونگا ہون نہین گنہگار بنایا جاتا ہون - تیری امانت مجھ سے چھین کر دوسرے کو دیجاتی ہی مگر تو اُسکی مالک ہی - یہ تیرے ہی لیئے ہی اُسکو مجھ سے کوئی نہین چھین سکتا - نہین چھین سکتا نہین چھین سکتا کسکی مجال کیسطرح نہین چھین سکتا "

اختر چپ بیٹھا ہوا اسی قسم کی باتین اپنے دل سے کر رہا تھا کہ برات چلنے کی تیاری ہونے لگی - اور اسوقت کے بڑھتے ہوئے شور اور غل نے اسکے خیالات کو منتشر کر دیا -

اب یہ زبردستی ہاتھی پر سوار کیا جاتا ہی اور برات بڑے جلوس کے ساتھ دلھن کے مکان کی طرف بڑھ رہی ہی۔ اس موقع پر ہم اس ناول کے دیکھنے والون کو اس شادی کے انتظامات اور جلوس ضرور دکھا دیتے لیکن ہمارا خیال جب اس رنج وغم کی طرف جاتا ہی جو اس شادی کی وجہ سے اختر اور حسینہ کے دل پر ہونا چاہیئے اور ضرور ہوگا تو ہمارے دل پر کچھ اسیطرح کی افسردگی چھا جاتی ہی جسطرح اس شادی کی وجہ سے اُن دونو دلون کی قابلِ رحم حالت ہوجانی چاہیئے جو ہمارے ناول کے ہیرو ہین۔ اُنکے ٹوٹے ہوئے دل دیکھ کر ہماری بلند پرواز قوت کے بازو ٹوٹے جاتے ہین اور انکے چہرے کے اُڑے ہوئے رنگ کیطرح ہمارے مضامین کا رنگ پھیکا ہوا جاتا ہی۔

خیر۔ برات تو گئی۔ عقد بھی ہوگیا۔ رخصت بھی ہوآئی۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن پھر کیا ہوا؟ وہی بے لطفی۔ وہی بدمزگی۔ وہی کشاکش جو ایسے مارے باندھے کے سودے مین ہونی چاہیئے اختر کو اپنی بی بی کیطرف مطلق توجہ نہ ہوئی۔ الگ الگ رہتا تھا۔ نہ کچھ پیار تھا۔ نہ کچھ محبت اور وہ ارتباط اُن دونون کے درمیان مین نہ تھے جو زن وشوہر مین ہونے چاہئین جوشِ جنون اور مرضِ عشق کے ولولے کم کرنے کے لیے گو عقد ہوجانا بھی منجملہ اور تدابیر کے ایک پُراثر ترکیب ہی مگر بجائے اسکے کہ اختر کی شادی اُسکے حق مین کوئی مفید چیز ثابت ہوتی اُس نے اُس کے جوشِ جنون کو اور اُبھار دیا اور حسینہ کی محبت کی اُس دبی ہوئی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا جس کو امتدادِ زمانہ اور فلک تفرقہ انداز نے سردمہری سے کسیقدر ٹھنڈا کر دیا تھا۔ اسکی آنکھون نے حسینہ سی حور وش عورت کی شکل دیکھی تھی۔ بھلا وہ کب اُس صورت کو دیکھکر خوش ہوتا جسمین کوئی خاص دلفریبی کی بات نہ تھی اور جسکا حسن معمولی حسن سے بھی کچھ بڑھا چڑھا نہ تھا۔ روز بروز اس کے دل مین حسینہ کی محبت ترقی کرنے لگی اور دماغ اُن خیالات کا گھر بن گیا جو عاشق مزاج اور سودائیون کے بیقرار دل سے رات دن کثرت کے ساتھ اُٹھا کرتے ہین۔ وحشت بڑھ چلی۔ گھر مین آنا جانا بالکل کم کردیا اور اسکی مجنونانہ حالت اور وحشت نے غماز بنکر بہت ہی جلد اسکے رازِ الفت کو فاش کردیا

اسکے عشق کے جا بجا چرچے ہونے لگے اور اختر کے ماں باپ کو کسی ذریعے سے اس امر کی بھی خبر مل گئی کہ یہ سب سلوک اختر کے ساتھ حسینہ کے زاہد فریب حسن نے کیے ہین - اختر کا رنج اور اضمحلال روز بروز بڑھتا گیا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچ گئی کہ دوست اور احباب کی صحبت سے بھی اسکو نفرت ہو چلی - جنون نے جب کچھ اور ترقی کی تو وحشت نے اور بھی ہاتھ پاؤن پھیلائے سر مین سیر و سیاحت کی ہوا سمائی اور جب انکے پدر بزرگوار نے دیکھا کہ یہ جوش محبت علاج معالجہ سے نہین جا سکتا تو انھون نے اس خیال سے کہ لکھنؤ بہت تفریح اور دلچسپی کا مقام ہی شاید وہین کچھ اسکا دل بہل جائے اختر کو لکھنؤ بھیج دیا -

چوتھا باب

غصہ اور ...

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہی

پانچ چھ برس کے بعد جس روز حسینہ اپنے مشتاق دلکو اپنے پہلو مین لیے سنبھل مین پہونچی تھی اسکو آج پہلا ہی دن ہی - جب وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ جودھپور سے اسطرف کو چلی تھی اسکے دل مین اختر سے ملنے کے اشتیاق کا ایک دریا تھا جو بہت تیزی کے ساتھ اُسیطرح لہرین لے رہا تھا جسطرح ماہتاب کی پوری زور بھری نوری شعاعین بڑے بڑے دریاؤن کے پانی مین مد و جزر کا عالم پیدا کر دیتی ہین - مگر وہ سارا جوش شوق یہان پہونچتے ہی آج اُسیطرح اسکے دل سے نکل گیا ہی جسطرح پانی کے بُلبلے پانی مین اُٹھکر ٹوٹ جاتے ہین اور اُنکے اندر کی ہوا کسی کا وہم و اسپین بنکر نکلجاتی ہی - یہان پہونچتے ہی پہونچتے اِسکو اختر کے عقد کا حال معلوم ہو گیا

اور اس خبر کے سنتے ہی وہ بہت زور سے اپنے اُس دل کو پکڑ کر رہ گئی جسکے اندر سے مدتون کی آس لگائے ہوئے بیٹھی ارمان اور تمنائین روتی پیٹتی نکلی جاتی تھین اور اسیکے ساتھ ہی ساتھ قریب ہی تھا کہ اُسکا کلیجہ بھی بیتاب ہوکر منھ آجائے - حیرت نے اسکے کل اعضا پر اپنا قبضہ کرلیا اور جسم کی ساری قوتین گھبرا کر بیکار سی ہوگئین - مگر ہان سر مین زمانہ کی گردش لگی اور ابر غم کی کالی گھٹا اسکے دل پر کچھ ایسی چھاگئی کہ ساری دنیا اسکی نظرون مین تیرہ و تار ہوگئی بیچاری سنّاٹے مین آگئی - ہاتھ کے طوطے اُڑگئے اور اُسکے وہ کان جنھون نے یہ خبر سُنی تھی دیر تک اُسکی قوت سامعہ سے لڑے جھگڑا کیے مگر اس سے ہوتا کیا تھا - بالآخر اُس کے اُسی دل کو رو روکر یقین ہی کرلینا پڑا جسمین رقابت کا جوش تھا - آہ جسمین محبت کا بھرا ہوا دعوی کسیطرح اس امر کو باور ہی نہین ہونے دیتا تھا کہ ایسا کبھی ہو بھی سکتا ہی -

حسینہ کی تعلیم کا پہلا ڈھرا گو پہلے اس امر کی خبر دے رہا تھا کہ یہ کچھ اور آگے بڑھکر علوم کی اُنھین دشوار گذار راہون مین پڑجائیگی جو علم کی جڑ سے نکلکر ہزارون شاخون پر منقسم ہوگئی ہین مگر نہین جو وہ چیتو ہوچکر اُسکے باپ نے اُسکی تعلیم عربی کے اُسی اخلاق سنبھالنے والے طریقے پر کی جسپر ایک مذہبی پیشوا بننے والے شخص کو چاہیئے - اسنے مذہب اسلام کے مقدس علوم کو پڑھنا شروع کردیا تھا اور گو اُنکی نورانی روشنی نے ابھی اسکے دل کو روشن نہین کیا تھا اور نہ پڑھنے پڑھانے درس کی عطا کی ہوئی آزادی اسکی طبیعت سے گئی تھی مگر تاہم ان پاک علمون کا اسیقدر مبارک اثر اسکی اس پاکدامنی اور پارسائی کی عادت کو اسمین مستحکم کرچلا تھا جو اسکی خاندانی شرافت نے اسمین پیدا کی تھی - اُسکو اختر سے جس قدر محبت پہلے ہوگئی تھی وہ تو خیر ایک اُفتاد تھی جو اُس پر پڑگئی اور جس قدر اُسنے اسکو اور بڑھایا وہ فقط اسی امید پر تھا کہ ایکدن جائز طور پر اختر اُس کا شوہر بنے گا - لیکن اسقدر محبت ترقی کرجانے کے بعد یہ وحشت اثر خبر اسکے امیدوار دل کے ساتھ کیا سلوک کرسکتی تھی؟ اس کے فیصلے کی نسبت ہمارا خیال ہی کہ منصف مزاجون کی نظر مین شاید حسینہ کو قابل الرحم بنادے گا -

یہ وقت حسینہ کے لیئے بہت نازک تھا۔ ایک طرف شدت غم کا جوش تھا۔ ایک طرف طبیعت کی افسردگی سے دل بیٹھا جاتا تھا طیش اور غصہ اپنی راہ زور کر رہا تھا اور کسیکی بیوفائی بڑی بے رحمی کے ساتھ اسکے نازک سینہ پر گھونسے مار رہی تھی جس سے کلیجہ منھ کو آیا جاتا تھا۔ دل سے گھبرا گھبرا کر اُن اُٹھنے والے بخارات کو جو سینے مین بھرے ہوئے دم نخا کر رہے تھے خوف رسوائی اور بدنامی کے خیال سے یہ اجازت نہ تھی کہ آہ و نالہ بنکر وہ لب تک آئین اور نہ یہی قدرت تھی کہ صورت بدلکر آنکھون ہی آنکھون سے نکلین۔ حیرت تھی سناٹا تھا حسرت تھی اور مجبوری اور اس بیچارہی سے کچھ کرتے نہین بن پڑتا تھا۔ اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت تھا۔ آفتاب کی شعاعین بڑی بے تابی کے ساتھ تلملا رہی تھین اور موسم گرما کی شدت اپنی پیاس بجھانیکے لیے ہر فرد بشر کے جسم سے بہت کثرت کے ساتھ رطوبتون کو پسینہ بنا بنا کر نکال رہی تھی ہر چیز کا سایہ دھوپ کی تیزیان دیکھ دیکھ کر اپنے اپنے اصلی جسمون سے بھی کم ہو کر قدمون کے نیچے جا کر چھپ رہا تھا۔ آدمی آفتاب کی تمازت اور لون کے آفت ڈھانے والے جھوکون سے پریشان ہو ہو کر عام طور پر کھلے میدانون سے اپنے گھرون کو بھاگ آئے تھے اور گھر والے گرم ہوا سے بچنے کے لیے کمرون کے دروازے بند کر کر چپ اندر بیٹھ رہے تھے۔ لیکن جو گرمی اس وقت حسینہ کے نازک دل پر تھی وہ خدا کی خدائی مین نہ تھی۔ اُسکے سارے بدن مین غصہ کی آگ لگی ہوئی تھی جسمین عشق اور محبت کے اجزا جل جلکر خاک سیاہ ہو رہے تھے اور اُن سے اُٹھنے والے ابخرے خاک اُڑاتے ہوئے بگولے بلند ہو ہو کر اسیطرح بیٹھ جاتے تھے جسطرح ناز سے کسی مچلنے والے کے دامن لوٹ جاتے ہین۔ سارے جسم سے چنگاریان اُڑ رہی تھین اور آنکھون سے اُسیطرح دھوان نکل رہا تھا جسطرح آفتاب کی پلٹنے والی شعاعون کے ساتھ ساتھ تپتی ہوئی زمین سے اسوقت بخارات اُٹھ رہے تھے۔ جب اسنے دیکھا کہ اس کے والدین آرام کرنے کے لیے اپنے اپنے کمرون مین چلے گئے ہین تو اسکی دلی وحشت اسکو بھی دست گرفتہ اُس کمرے مین لیگئی جو خاص اسیکے آرام کرنیکا تھا۔ اور اب اسکی تنہائی نے

اس قدر اسکو موقع دیا کہ وہ اپنے دل کے بند بخارات اُن قدرتی ذریعون سے نکالے
جن سے عناصر کے باہمی انقلاب اور استحالہ کا پتہ چلتا ہی۔ وہ اپنے دانت کے نیچے اُنگلی
دابے ہوئے چُپ پڑی تھی اور اپنے غمگین دل سے یہ باتین کر رہی تھی وہ اختر بہت بیوفا
نکلے۔ بڑی دغا دی۔ لڑکپن مین مجھ سے کسقدر محبت کرتے تھے۔ مجھ سے ملنے کے لیے
کیسی کیسی فکرین کرتے تھے۔ نہین ملتی تھی تو کیسے بیچین ہوتے تھے۔ ہائے اب اُنھون نے
ایسا اپنا دل پتھر بنا لیا کہ شادی بھی کر بیٹھے۔ خدا کی پناہ۔ ایسی امید تھی۔ ابّا جان اور امّی جان
تو اُنکے ساتھ میری شادی کرنے پر بھی راضی تھے اور اُنکے والدین کی بھی یہی خواہش تھی
ہائے پھر یہ کیا ہوا (بہت غور کرنے کے بعد) کچھ نہین مین مانون اُنکو اور کسی سے تعلق ہو گیا
بس اُسی کے ساتھ شادی کر لی ہوگی۔ میرا اب اُنکو خیال بھی نہ ہوگا اور میرا اُنکے پیچھے چال ہی
ہائے یہان آنے کی کیا خوشی تھی۔ کیسی دل مین نہال ہو رہی تھی۔ مدتون کے بعد دیکھنا
نصیب ہوگا۔ مگر واہ خوب دیکھا۔ اچھی طرح دیکھ لیا۔ بہت جی خوش ہوا۔ اب تو مین کبھی اسکا منہ بھی
نہ دیکھونگی۔ ایسے شخص کا تذکرہ ہی کرنا فضول ہی۔ کچھ نہین مجکو مطلق خیال ہی نہین چاہیے۔
بیفائدہ کے لیے مین اپنے دل کو رنج دیتی ہون۔ اچھا ہوا جو پہلے ہی سے انکا حال معلوم
ہو گیا۔ شاباش اختر شاباش۔ یہی چاہیے تھا ہی۔ اسیطرح نباہ کرتے ہین۔ خدا سمجھے تجکو
ظالم اب مین اس خیال کو بھی اپنے پاس نہ آنے دونگی۔ جا۔ تو جسکا ہی اُسی کے پاس جا۔
میرے پاس تیرا کام نہین۔ چل دور ہو۔ مجھے اب کیا مطلب۔ غیر محرم شخص کا خیال بھی
ایک مسلمان عورت کے دل مین آنا گناہ ہی۔ بہت بڑا گناہ۔ اُف بہت بڑی خطا مجھ سے ہوئی
(کانپ کر) خداوندا معاف کرنا مجھسے بڑی خطا ہوئی۔ بڑا گناہ۔ معاف فرما۔ تو خوب جانتا ہی کہ
محبت سے آدمی مجبور ہوتا ہی۔ بالکل مجبور محض بے بس۔ ہان البتہ اب مین اس خیال
کو اپنے پاس نہ آنے دونگی۔ پہلے کسی قدر وہ محرم تھا۔ میرا خیال تھا کہ میرے ساتھ شادی
ہوگی مگر اب غیر محرم۔ بالکل غیر محرم" یہ باتین کرتے کرتے حسینہ کے نازک دل پر کچھ ایسی

اُداسی چھاگئی کہ اسنے اپنا منھ چھپالیا اور ایک ٹھنڈی سانس لیکر کروٹ بدل لی۔ وہ اسیطرح مغموم پڑی تھی کہ اسکے ہمسایہ مین سے اسکی ایک ہمسن عورت اسکے کمرے مین داخل ہوئی اور کسی قدر حیرت کے لہجے مین اسطرح کہنے لگی "اے لو۔ وہ تو سو بھی رہین حسینہ بیگم بہن۔ اری حسینہ بیگم" حسینہ گو اسوقت اپنے دل کے اضطراب سے اپنے قابو مین نہ تھی۔ مگر آواز پہچانتے ہی بہت جلدی سے اس نے اپنا منھ کھول دیا اور "آہا بہن" کہتی ہوئی پلنگ سے اُٹھکر اُسکو لپٹ گئی جب ملنے سے فرصت ملی تو پلنگ کے نیچے قالین پر دونون بیٹھ گئین اور اسطرح باتون کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

حسینہ "واہ بہن واہ آپسے ایسی امید نہ تھی۔ مین اتنے دنون کے بعد آج آئی تھی اور آپ ابتک ملنے ہی کو نہین آئین۔ بالکل بھول ہی گئین۔ جسوقت سے آئی ہون خدا جانے کتنی مرتبہ آپ کو یاد کرچکی ہون"

وہی عورت "بہن خدا جانتا ہی جسوقت سے آپکے تشریف لانے کی خبر سُنی ہی دل بیتاب تھا مگر اُستانی جی کسی طرح جان ہی نہین چھوڑتی تھین۔ خدا خدا کر اس وقت فرصت ملی مزاج تو اچھا رہا"

مزاج پرسی کے بعد عرصہ تک اسی قسم کی باتین ہوتی رہین جو مدتون کے چھوٹے ہوئے ہمسنون مین ایسی ملاقات کے وقت ہوتی ہین لیکن حسینہ کی طبیعت کا انقباض بات بات پر حسینہ کی زبان پکڑے لیتا تھا۔ باتین کرتے کرتے وہ یکبارگی چپ جاتی تھی اور بیٹھے بیٹھے کچھ کھوسی جاتی تھی اور وہ ابھی آنے والی اسکی ہمسن عورت اس سے برابر باتین کر رہی تھی مگر حسینہ اپنے خیالات مین کچھ ایسی کھوئی ہوئی تھی کہ بجز "ہان" "نہین" کے اور کچھ کہنا جانتی ہی نہ تھی۔ بالآخر حسینہ کے سارے خیالات پر اختر کا خیال غالب آگیا اور گو اسکی قدرتی حیا حلق پر بیٹھی ہوئی بہت حفاظت کے ساتھ نگاہبانی کرتی رہی مگر اس نے میر جعفر حسین صاحب کے گھر کا تذکرہ چھیڑ ہی دیا۔ اس ذکر مین اختر کا نام بھی اتفاق سے آگیا اور حسینہ ایک ٹھنڈی سانس کے ساتھ اپنا دل پکڑ کر رہگئی۔

یہ عورت جو اسوقت باتین کر رہی ہی اختر اور حسینہ کے راز الفت سے کسیقدر پہلے ہی سے واقف ہی۔ اسکا نام نور جہان ہی اور لڑکپن مین انکے ساتھ ساتھ کھیلنے نے ان دونون کو آپسمین بے تکلف بھی بہت کر دیا ہی۔ وہ گو ان باتون کو اسوقت بالکل بھولی ہوئی تھی مگر حسینہ کی اس ٹھنڈی سانس نے اسکے دل مین چٹکی لیکر بے اختیار اسکو اس کہنے پر مجبور کر دیا "کیون بہن! کیون!! آخر یہ بیموقع ٹھنڈی سانس کیسی ؟"

حسینہ:"کچھ نہین بیٹھے بیٹھے ابھی سر مین درد سا ہونے لگا۔ بس یہ معلوم ہوا کہ کسی نے دماغ مین ایک تیر سا مارا"

نور جہان:"(مسکرا کر) دیست! درد ہوتا ہی تو کوئی کراہتا ہی یا ٹھنڈی سانسین لیتا ہی؟ مین کبھی نہ مانون کچھ پہلی محبت جوش مین آگئی ہوگی۔ گذشتہ واقعات یاد آگئے ہونگے۔ کیون ؟"

حسینہ:"(چونک کر) محبت کسکی! گذشتہ واقعات کیسے ؟ بہن یہ تم کیا باتین کرتی ہو۔ مین نہین سمجھی ذرا صاف صاف کہو"

نور جہان:"اے ہی کیسی ننھی بنی جاتی ہین۔ اب تمبھی اڑنے لگین ایسی باتین کرتی ہین کہ گویا کچھ جانتی ہی نہین۔ اور مجکو بھی کچھ یاد نہین۔ ہان اب آپ پڑھ لکھ بہت گئی ہین نا۔ اب مجکو بھی چٹکیون مین اڑانے لگین۔ وہ دن بھول گئین جو (آہستہ سے) اختر کا نام رٹا کرتی تھین۔ مگر بہن یہ کچھ نئی بات نہین ہی۔ آپ ہی پر موقوف نہین۔ بہن معشوقونکی تو یہ عادت ہی ہوتی ہی۔ اگر تم انکو بھول گئین تو کوئی تعجب کی بات نہین"

حسینہ:"(انجان بنکر) اے ہی بہن۔ توبہ۔ ہشو بھی۔ یہ تم کیسی باتین کرتی ہو۔ چپ ہو۔ کوئی سن لیگا تو کیا کہے گا۔ کون اختر! کیسی محبت!!۔ آپکی بھی کیا باتین ہین سبحان اللہ"

نور جہان:"کیا کہا۔ کیا؟ پھر تو کہنا۔ ادھر دیکھو میری طرف۔ ذرا مین بھی دیکھون کیسی بکتی ہو۔ ہان ادھر دیکھو" اور قریب ہی تھا کہ شرم سے حسینہ کی گردن جھک جائے لیکن اسوقت

٦٧٦٩

اس نے اپنے آپ کو بہت سنبھالا اور نورجہان کے الزام سے بری ہونے کیلیے گو اسکے ہر بُن مو سے پسینے کے قطرے بھی نکل آئے مگر پھر بھی اپنے ڈھٹائی کے ساتھ نورجہان کے مُنھ کیطرف ایک نظر دیکھ کر کہا "لیجیے دیکھتے تو ہین۔ کیون کیا جھوٹ کہتے تھے" اتنا کہا اور نظر بیقابو ہوکر یکبارگی اوپر سے نیچے گر پڑی اور نورجہان نے مُسکرا کر جلدی سے کہا "وہ دیکھیے جھوٹ سچ کُھل گیا۔ کیون مین کہتی نہ تھی"

حسینہ "یہ کیا۔ اس سے کیا ہوتا ہو۔ اب مجکو کچھ آنکھ لڑانا تو آتا نہین۔ نہ اسکی عادت ہو کبھی آنکھ جھپکے ہی نہین" اور اسکے بعد کچھ مسکرا کر رہگئی۔

نورجہان "جی ہان درست۔ آپ سچ فرماتی ہین۔ مگر بہن اصل بات یہ ہو کہ آپ ہین بڑی بیمروت۔ بڑی بیوفا۔ خدا کی قسم آپکے جانے کے بعد آپکے لیے اختر کی وہ خراب حالت ہوگئی کہ بس دیکھی نہین جاتی تھی۔ رات دن بیچارے کو رونے سے کام تھا۔ لوگ تو کہتے تھے کہ شاید کچھ انکو جنون بھی ہوگیا ہو مگر ہان مین بھی اُنکے ہان امّی جان کے ساتھ اکثر جاتی آتی تھی یہ تو خود مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا اور اُنکی مان کی زبانی سُنا ہو کہ کھانے پینے کی بھی انکو مطلق پروا نہ تھی۔ انکے مان باپ کو شاید یہ تو ابتک نہین معلوم کہ وہ کسپر فریفتہ ہین یا شاید معلوم ہو مگر ہان یہ سب کہتے تھے کہ وہ کسی پر عاشق ضرور ہین کئی بار دل مین تو آیا کہ مین اسکا نام بھی بتادون مگر بہن خدا جانتا ہو کہ تمھاری بدنامی کا ایک ایسا زبردست خیال تھا کہ زبان روک روک کر رہگئی ورنہ اُن بیچارے کی قابل رحم حالت ایسی ہی تھی کہ اگر وہ نام بتادیا جاتا تو شاید کیا بلکہ یقینی بات تھی کہ اُنکے لیے ضرور اچھا ہوتا"

حسینہ "(کسی قدر چین بہ ابرو ہوکر) اوی ہٹو بھی بہن۔ توبہ۔ اچھا مذاق نکالا ہو۔ واہ مجکو ایسی باتین اچھی نہین معلوم ہوتین۔ آپ بھی عجیب چیز ہین سبحان اللہ مین دیکھتی ہون اتنے دنون مین اب آپ کچھ اور سے اور ہوگئی ہین۔ آپکے مزاج مین اب کچھ مذاق بہت آگیا ہو بات بات مین میرا نام کسی کا نام بتانے سے میری کیا بدنامی۔ مجھے کسی سے مطلب! (گردن

مجھکاکر) اور اُسپر مین سنتی ہون کہ انکی کسی سے شادی بھی ہوگئی ہی پھر"

اس جملہ کے ادا کرنے مین پھر حسینہ کے دل مین ایک درد سا اُٹھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک شخص پرستی دے اسنے اپنے دل کو سنبھالا۔ اور غشی کے عالم مین خون پیکر چُپ ہوگئی۔ بیشک اس وقت کا بڑھا ہوا صدمہ اسکو بالکل بیقابو کر دیتا اور وہ شاید اپنے اختیار سے باہر ہو جاتی اگر اس قدر گفتگو کے بعد نور جہان کی اور باتین کچھ اسکے انقلاب طبیعت کو تسکین نہ دیجاتین جسکو محبت کے جوش یا دعوے نے اسکے دل مین پیدا کر دیا تھا۔ نور جہان نے کہا "اُنھ!۔ شادی ہونے سے کیا ہوتا ہی!! زبردستی پکڑ دھکڑ کر بیچارے کی شادی کر دیگئی کیا کچھ خوشی سے۔ اور سچ پوچھیے تو اُسکے والدین بھی اس امر مین مجبور تھے اُنھون نے خیال کیا کہ شاید شادی کا ہو جانا کچھ اس کی بڑھی ہوئی وحشت کی دوا اور اسکی دلبستگی کا باعث ہو جائے۔ مگر اُنکی حالت بھلا کسطرح بدلتی! وہان تو بات ہی اور تھی یہ سبب ہی دوسرا تھا۔ شادی ہونے سے انکی وحشت اور بھی ترقی کر گئی۔ جنون بڑھگیا اور خدا جانے بیچارے کی کیا کیا حالتین ہوگئین"

یہ عورت بیٹھی ہوئی اسیطرح کی باتین کر رہی تھی اور حسینہ اپنے اُنھین کانون سے سب کچھ سُن رہی تھی جنمین تعجب۔ حیرت اور غصّے کے بخارات اسیطرح بھرے ہوئے تھے جسطرح اسکا دل غم سے اس وقت بھرا ہوا تھا۔ نور جہان کی باتون مین حسینہ کو اختر کے اکثر سچے اور ایسے قابل افسوس حالات سے بھی اطلاع ملگئی جنکو وہ دریافت تو کرنا چاہتی تھی مگر شرم کے مارے کسی سے پوچھ نہین سکتی تھی۔ اسی سلسلے مین اختر کے یہان سے لکھنؤ بھیجدیئے جانے اور وہان کے اسکے جائے قیام سے بھی اسکو اطلاع ملگئی۔ اس وقت دو متضاد خیالات کی دوڑ دھوپ اسکے دماغی گذرگاہون مین لگی ہوئی تھی اور اسکا مختلف اثر اسکے نازک دل پر پڑ رہا تھا جسکی وجہ سے اسکے چہرے کا رنگ کبھی تو بالکل سرخ ہو جاتا تھا۔ کبھی سپید اور کبھی زرد ہو کر پھر اسیطرح سُرخ ہو جاتا تھا جسطرح سرِشام دن بھر کے صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے آفتاب کا چہرہ لال لال ہو جاتا ہی۔ اسکا کلیجہ گھبرایا ہوا اسکے مُنھ سے نکلا جاتا تھا۔ اسکا دل اسکی طبیعت کیطرح بیٹھا جاتا

تھا۔ تھوڑی دیر تک تو وہ اپنے دل پر جبر کیے اسیطرح بیٹھی رہی مگر جب معاملہ اختیار سے باہر ہوگیا تو درد سر کا بہانہ کر کے پلنگ پر لیٹ رہی اور "نور جہان" بھی رخصت ہو کر چلی گئی۔ غصے کے بیٹھ بیٹھ کر اٹھنے والے جوش۔ دل پکڑ پکڑ کر اٹھنے والی بیتابیان اور مچل مچل کر رہجانے والے محبت کے دعوے بہت دیر تک تو اسکے پہلو بدلواتے رہے مگر جب اُن روح فرسا خیالات اور جانگسل صدمات نے اسکی روح کا زیادہ حصہ مضمحل کر دیا تو بدل مانتحلل اور روح کو نئے سر سے پھر ایک قوت دینے کے لیے جسمی مملکت کے اس قدرتی مدبر اور انتظام کرنے والے نے جو طبیعت کے نام سے نامزد ہو زمانہ کی سرعت سے اس کے جسم کے گھبرا گھبرا کر اُٹھنے والے بخارات کو ایسا پانی پانی کر دیا کہ روح اور خون کی جو فدار گذرگاہین بیتاب ہو کر اسیطرح ایک دوسرے پر گر پڑین جسطرح پیرمغان کے چیلے خوب پی پی کر جھومتے ہوئے ایک پر ایک گر پڑتے ہین۔ کچھ خمار سا بڑھا۔ اور حس اور ادراک پہونچانے والی قوتین جہان پر تھین ٹھٹک کر رہ گئین۔ بیخودی کی سی ایک کیفیت طاری ہوگئی اور اسکی آنکھین آنسو بہاتے بہاتے جھپک گئین۔

یہ عام قاعدہ ہی کہ جب ظاہری حواس آنکھ۔ ناک اور کان وغیرہ کے مشاغل کم ہوجاتے ہین تو حواس باطنی کا ادراک بڑھجاتا ہی اور جس قدر حواس باطنی کے جسمی تعلقات کم ہوجاتے ہین اُسی قدر غفلت کے پردے سامنے سے اُٹھ جاتے ہین۔ روح اپنے اصلی اشراق کی حالت پر آجاتی ہی اور نفس ناطقہ کا ادراک بھی بڑھجاتا ہی۔ جس مقام پر شور اور غل ہوتا ہوگا اُس مقام کے اعتبار سے اُس جگہ پر ضرور ذہن اپنی جودت کی بہار دکھادیگا۔ جہان بالکل سناٹا ہو۔ آپنے اندھون کی قوت حافظہ کو آنکھ والون سے کہین زیادہ قوی پایا ہوگا جسکی اصلی وجہ یہی ہی جسکو ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہین۔ حسینہ کی آنکھ جھپکتے ہی اسکی روح نے ساری دنیا کے تعلقات تھوڑی دیر کے لیے چھوڑ دیئے اور بالکل یکسو ہو کر اختر کیطرف ہوگئی۔ کیا دیکھتی ہی کہ اسکا جاندادہ اختر لکھنؤ مین بستر غم پر پڑا ہوا بے تابی کے ساتھ کروٹین بدل رہا ہی۔ چہرے سے غم اور اندوہ کے آثار نمایان ہین۔ اور آنکھون سے مسلسل آنسو جاری

ہین۔ روتے روتے سسکیون پر نوبت آگئی ہی اور ٹھنڈی سانسین اور بھی ہوش اڑائے دیتی ہین۔ جب ان اضطراری کیفیتون سے ذرا فرصت ملتی ہی تو اپنے دل سے اسطرح باتین کرتا ہی "کیون اختر! کیا اب مجھکو موت نہ آئے گی۔ ایسے جینے سے فائدہ؟ پیاری حسینہ کے قابل تو اب باقی نہین۔ اب وہ تیری صورت دیکھنے کی بھی روادار نہ ہوگی۔ اُسکا دل تیری طرف سے پھر گیا ہوگا بالکل پھر گیا ہوگا۔ ہان بیشک اُسکو تیرے نام سے نفرت ہوگئی ہوگی۔ اور ہونا بھی چاہیئے۔ عشاق کے زمرہ مین اگر کوئی بیوفا نکلیگا تو یقیناً وہ تیرا ہی نام ہوگا۔ مر بھی جا کمبخت۔ ہان بیشک مجھکو اپنی جان فرشتہ اجل کے سپرد کر دینی چاہیئے ضرور ایسا ہی کرنا چاہیئے اور اب مین ایسا ہی کرتا بھی ہون۔ آہ پیاری حسینہ تیرا خطاوار تیرا گنہگار مگر تیرے سر کی قسم تیرا والا و شیدا تیرے ملنے کی حسرت لیے ہوئے اب دنیا سے جاتا ہی اور بہت پشیمان جاتا ہی" اور اس کے بعد اسنے دیکھا کہ اختر بہت درد کے ساتھ چیخ چیخ کر رونے لگا۔

گو یہ سب خواب کے واقعے تھے مگر عین خواب مین بھی یہ نالہ و شیون کی آوازین کچھ ایسی دل ہلانے والی تھین کہ حسینہ کی بے اختیار آنکھ کھلگئی اور اس خواب دیکھنے کا اب تک یہ اثر اس پر باقی تھا کہ بیدار ہونے کے بعد بھی عرصے تک وہ اس کمرے مین چارونطرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بار بار کچھ غور سے دیکھتی رہی گویا اسکا خیال تھا کہ جو کچھ اسنے ابھی خواب مین دیکھا ہی وہ بالکل سچا واقعہ ہی اور اسکا وجود خارج مین بھی ہی۔ خواب خواہ خیال ہو یا جسم کی خلطون سے بکثرت اُٹھنے والے بخارات۔ سچا ہو یا جھوٹا وہ کچھ اعتبار کرنے کے قابل ہو یا بالکل نہین مگر اس خواب کا یہ اثر تو اس وقت ضرور دیکھنے مین آیا کہ فوراً حسینہ کے اندرونِ دل سے کچھ بخار سا اُٹھا اور ابر رحمت بنکر اسکے اس غصہ کی آگ پر پانی برساتا چلا گیا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے بہت تیزی کے ساتھ اس کے رگ و پے مین شعلے مار رہی تھی اسکا کھچا ہوا دل کچھ گردن جھکا کر رہگیا۔ طبیعت کا غبار چین جبین یار کیطرح مسکراتا ہوا نکلگیا۔ سوچ مین

آکر رکیں۔ حیرت کی جگہ حسرت غم کی جگہ افسوس اور غصّہ کے مقام پر رحم اسکے دلمین پیدا
ہوگیا اور یہ (افسوس کے لہجے مین) اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی "ہا۔ مگر کیا مجھکو خواب کے خیال کی
باتون پر یقین لے آنا چاہیے ؟ اگر مین ایسا کرونگی تو شاید دنیا مین مجھ سے زیادہ کوئی احمق نہوگا۔
لاحول ولاقوۃ۔ مین کس خیال مین ہون۔ لیکن اس خواب کو تو کچھ اسطرح دیکھا ہی کہ اسکا خیال لاکھ
لاکھ طرح سے نکالا چاہتی ہون مگر کسیطرح نہین نکلتا اور یہی اس خواب کے سچے ہونے کی
ایک ایسی قوی دلیل ہی کہ میرا دل اسکے غلط ہونے کو کسیطرح باور نہین کرتا۔ آخر میرے
دل مین اسوقت یہ اس قدر اضطراب کیون ہی۔ اُف کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہی۔ اختر کو اس
وقت میں نے کس بُری حالت مین دیکھا ہی۔ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے۔ واقعی اسکو
میرے ساتھ سچی محبت ہی۔ عجب نہین جو یہ شادی اس نے محض مجھہی سے کی ہو۔
نورجہان سچ کہتی تھی اور آخر اسکو جھوٹ کہنے سے فائدہ ؟ بیشک میرے پیچھے ہی کی بُری
حالت ہوگئی۔ ہائے میرے لیے اس کے دشمن بیچارے بھی ہوگئے اور مین اس سے
اس قدر غافل۔ اگر بیوی سے کچھ بھی محبت ہوتی تو پھر وہ اس قدر علحدہ علحدہ کیون رہتا
عجب نہین جو یہ سب باتین خاص میری ہی وجہ سے ہون۔ ہائے اسکو تو میرے یہان
آنے کی خبر بھی نہوگی ورنہ ضرور یہان آتا۔ پھر کیا کرون ؟ کون اسکو خبر دیگا۔ کوئی نہین
کسی کو کیا غرض۔ کیا مین خود ہی لکھ بھیجون۔ مگر نہین بڑی بیحیائی کی بات ہی۔ ہائے جو
سنیگا مجھکو کیا کہے گا۔ اور تو اور وہ خود اپنے دل مین میری نسبت کیا خیال کرینگے۔ ایک
شریف اور کنواری لڑکی کے لیے مرجانیکا مقام ہی (تھوڑے سکوت کے بعد) لیکن یہ خواب
اگر سچا ہی اور اسکی کچھ تعبیر بھی ہی تو اس مین شک نہین کہ اسکے تیور اس وقت بہت
بُرے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ خدانخواستہ دشمنون کی جان پر کچھ نہ کچھ ضرور صدمہ
پہونچ جائیگا وہ اپنی جان پر ضرور کھیل جائین گے۔ آہ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو مفت مفت
مین ایک بیچارے کا خون میرے سر ہوگا ! ہائے مین خدا کو کیا جواب دونگی۔ خداوندا

کس عذاب مین جان پڑی ہی - کیا کرون - کیا نکرون ؟"
حسینہ کو آجتک کبھی اختر کے نام خط لکھنے کا اتفاق نہین ہوا تھا لیکن اس وقت نورجہان کی تقریر اور اس خواب نے اس کے بھولے دل پر جو کچھ اثر کیا تھا وہ کسی طرح جادو سے کم نہ تھا حضرت عشق کو بھی اس وقت اتفاق سے بہت اچھا موقع ملگیا تھا وہ بیٹھے ہوئے علٰحدہ اسپر محبت کا افسون پڑھ رہے تھے اور حسینہ ساعت بساعت اپنے اختیار سے باہر ہوتی جاتی تھی - بالآخر اُس سے نرہا گیا اور اس کا معمولی لکھا پڑھا ہونا جو ابھی اس درجے تک نہیں ہونچنے پایا تھا کہ کسی کے نفس کے لیے تازیانہ بن سکے حسینہ کے بڑھے ہوے جوش کو اس وقت اس قدر موقع دیگیا کہ وہ دوات قلم لیکر بیٹھ گئی اور اختر کے نام خط لکھنا شروع کیا۔ اس موقع پر اگر حسینہ کی جگہ پر کوئی بے لکھی پڑھی عورت ہوتی تو گو اسکا سرکش نفس اس کو کیسا ہی مجبور کیون نکرتا لیکن اسکی بیدست وپائی اسکا بے لکھا پڑھا ہونا اس سے کچھ بھی نہ ہونے دیتا وہ ہاتھ ملکر دل مسوس کر اور سر پیٹ کر رہجاتی مگر اس کے امکان مین کچھ نہین تھا جو کر گذرتی - اور شاید جب تک وہ اور ذریعون سے اس معاملے مین کچھ کارروائی کرنا چاہتی اس وقت تک اس کا وہ بڑھا ہوا جوش اور بے اختیار کر دینے والا ولولہ کچھ نہ کچھ کم ہو جاتا جس نے اس کو اندھا کر دیا تھا - اور اس وقت وہ سمجھ جاتی کہ یہ میری حرکت میرے لیے کس قدر غیر موزون تھی - ہم یہ نہین کہتے کہ حسینہ عصمت مآب نہین ہی پارسا نہین ہی - نہین وہ بڑی عفیفہ بڑی پاکدامن ہی - خدا سے بہت ڈرنے والی عورت اور بڑی نیک - مگر دیکھیے تو جوشش جنون نے اس کو اس وقت کس قدر اندھا کر دیا ہی - نہین دیکھا - دیکھیے وہ بیٹھی خط لکھ رہی ہی - یہ غضب ! - ہی ہی بھاگو یہان سے -

پانچوان باب

الٰہی غصہ

پھر ترے کوچہ کو جاتا ہی خیال
دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا

گرمیون کا موسم ہو۔ یہ دن ابھی نہین آیا ہی مگر دھوپ مین اسقدر تیزی آگئی ہو کہ فضائے آسمانی مین بھری ہوئی ہوا کے اجزا بین آفتاب کی تمازت سے ملحق چکی ہو نیچے کی ہوا بھاگ بھاگ کر اس لیئے گھبرائی ہوئی دوڑتی جاتی ہو کہ پہلے ان شعاعون سے بچین جو زمین سے پلٹتے ہی آگ ہو جاتی ہین۔ اوپر کی ہوا اپنے نیچے والی ہوا کو چیرتی پھاڑتی جان بچانے کے لیئے زمین کی طرف بھاگی چلی آتی ہو غرض اس وجہ سے ہوا کی رفتار مین اس غضب کی تیزی آگئی ہو کہ شاید ایسی تو کسی تند خو شوخ مزاج کی قیامت خیز چال مین بھی نہو گی۔ غبار کسی مکدر دل کے اثر کیطرح ہر طرف چھایا ہوا ہو اور بگولے چارونطرف خاک اُڑاتے اسیطرح پھر رہے ہین جسطرح تپ فراق مین کسی پھکنے والے شخص کے دل سے خاک سیاہ ہوتی ہوئی تمناؤن کا دھوان بگولہ بنکر پیہم اُٹھ رہا ہو ورنہ آخر زمانہ کی چلتی ہوئی مخالف ہوائین دیکھ دیکھ کر اپنی بے اثری کا گلہ کرتا ہوا چارونطرف پھر پھرا کر فنا ہو جاتا ہو۔ اس وقت کے اس قدرتی اثر نے لکھنؤ سے شہر کی دلچسپیون مین بھی اسیطرح کی کمی شروع کر دی ہو جسطرح صبح کا ٹھنڈا وقت نکل جانے کے بعد آپ نے کسی گلشن مین جا کر سناٹے کی کیفیت دیکھی ہوگی۔ صبح کے اعتبار سے اس وقت بازار سونے ہو چلے ہین۔ سڑکون پر بھی اب تماشائیون کے وہ ہجوم نظر نہین آتے جو ابھی تھوڑی دیر پہلے تھے۔ اور ہاے خدا سمجھے اس کمبخت ہوا کو کہ اسکے مارے گھبرا گھبرا کر کمرون کے دروازے

بھی بند کر لیے گئے ہین جنمین اچھی اچھی صورتین ایسی رات کے بیچے بچائے من چلون کو
اپنے رات کے لٹے ہوئے حُسن یا ملے دلے جوبن کی اُتری ہوئی بہار دکھانے کے لیے
جا بیٹھی لیتی ہوئی ابھی ابھی بیٹھی ہوئی تھین - ایسے وقت مین ہمارے اس خیال نے جو
ہمارے لکھنؤ آنے کا اسوقت باعث ہوا ہی ہمکو دست گرفتہ لیجا کر ایک ایسے مکان کے
اندر پہونچا دیا ہی جسکے ایک کمرے مین ہمارے ناول کا اصلی ہیرو یا حسینہ کا جانداده عاشق
اختر اپنے چند احباب مین بیٹھا ہوا ہی اور شعر شاعری کا کچھ تذکرہ چھڑا ہوا ہی - یہ مکان
منصور نگر کے محلہ مین نئے محل کے امام باڑہ سے بالکل ملا ہوا واقع ہی - اس کا صدر دروازہ جنوب
کو ایک گلی مین کھلا ہوا ہی جو غربی سمت سے آکر شرقی جانب کو نکل گئی ہی اور کوئی پچاس
قدم پر جاکر اُس بڑی سڑک سے ملگئی ہی جو چوک سے جانیوالون کو کاظمین کیطرف لیجاتی ہی
یہ مکان میر جعفر حسین صاحب کے ایک دوست کا ہی اور اسی مین اختر کا قیام ہی - اختر کا
چہرہ بالکل زعفرانی ہو گیا ہی - اُداسی چھائی ہوئی ہی اور اسکی غمگین صورت بہت اچھی
طرح بتا رہی ہی کہ حسینہ کی محبت ابتک اس کے دل کو اسیطرح بیقابو کیے ہوئے ہی جسطرح
ایک سچے عاشق کا دل بے اختیاری کی حالت مین ہونا چاہیئے - گو اسکی طبیعت مین
حُسن اور عشق کے جذبات نے اس مادہ کو تو پہلے ہی سے پیدا کر دیا تھا جو شاعری کی جان
ہی پُر درد اور عاشقانہ اشعار سے اس کو شوق بھی بہت تھا فقط ایک تک بندی کی کسر
باقی تھی جسکو لکھنؤ کی فیض بخش آب و ہوا اور کچھ وہان کے بیفکرون کی رات دن کی صحبت نے
خیر سے اس مین پیدا کر دی اور نالے موزون کرتے کرتے ماشا اللہ اب یہ شعر بھی موزون کرنے
لگے - اپنے حسب حال تخلص بھی قیس رکھا ہی اور جب آہ اور نالے سے فرصت ملتی ہی
تو اکثر یہی مشغلہ بھی رہتا ہی - شعر گوئی گو کیسا ہی مشکل فن ہو اور اسکی وہ اصلی غرض جسکے
لحاظ سے اسکو شرف دیا جاتا ہی اکثر شعرا کے کلام مین عنقا ہی کا حکم بھی رکھتی ہو مگر
تاہم اس رنگ مین رہنے سے اتنا فائدہ تو ضرور ہو جاتا ہی کہ زبان کے نشیب فراز کچھ نہ کچھ

آدمی کو معلوم ہی ہوجاتے ہین اس صحبت مین اس وقت جسقدر شریک تھے سب اختر کے ہمسن تھے اور اسیکی طرح سب کے سب نوآموز بھی اساتذہ کا کلام پڑھتے پڑھتے یہ لوگ آپس کچھ الجھ پڑے۔ لڑکون کا کھیل ہی تو تھا ایک لکھنؤ کی زبان کا طرفدار بن گیا دوسرے نے دلّی کی آبرو بچانے کے لیئے آستینین چڑھائین کسی نے وہ سب فخر ہاتھ اُٹھا کر لکھنؤ ہی کو عطا کردیئے جنمین سے بعض بعض کا خاص دلّی ہی کے سر سہرا تھا کسی نے زبان کی نفاست مین بھی دلّی والون کو اسیطرح بے مثل قرار دیا جسطرح وہ مضمون آفرینی اور واقعات کے باندھنے مین واقعی طور پر کہین اپنا مقابل نہین رکھتے تھے۔ کسی نے گھبرا کر اردوئے معلے کے موجد ہونے کے شرف مین سے نہ تو دلّی ہی والون کو فخر کرنیکا موقع دیا اور نہ اہل لکھنؤ ہی کو کچھ اسمین سے حصّہ ملا بلکہ اس شرف کو انھین لشکریون کی ذات تک محدود رکھا جنکی پیش آنیوالی ضرورتون نے انکو طرح طرح کی زبان بولنے پر مجبور کردیا تھا۔

یہ سب اسی قسم کی باتین کر رہے تھے اور اختر اپنے خیالات کی اُنھین بھول بھلیون مین غلطان پیچان تھا جو خانہ برانداز عشق نے اسکی تعمیر مین صرف کی تھین کہ چٹھی رسان نے آکر ایک خط دیا اور گو جنون کے ترقی کرنے والے سودے نے اسکے مزاج مین اب اُس ذوق کو باقی نہین رکھا تھا جو اعزا اقارب۔ دوست اور آشنا کے خطوط پڑھنے مین ہر انسان کو ہوتا ہی مگر خدا جانے اس وقت اسکے دل مین ایسی کیا لہر آگئی تھی کہ جلدی سے خط کا لفافہ چاک کیا۔ خط کو اول سے آخر تک ایک سرسری نظر سے دیکھ گیئے۔ اور خاتمہ پر پہونچکر نظر بیطرح ٹھٹک کر رہگئی۔ آنکھین معمول سے زائد کھل گیئن جسکے ساتھ ہی ساتھ ایک ہلکی ہلکی سرخی اس کے رخسارون کی طرف اور سرخی کے ساتھ کچھ مسکراتی ہوئی خوشی اسکے ہونٹون کی طرف دوڑی اور پھر بہت غور کے ساتھ خط کو اول سے پڑھنا شروع کیا۔ لفظ لفظ پر چہرے کا رنگ رنگ بدلتا تھا۔ کبھی چہرے پر رونق سی آجاتی تھی کبھی افسوس اور غم کی اداسی دوڑ کر اپنا قبضہ کرلیتی تھی اور چہرہ بالکل سپید ہوجاتا تھا۔ کبھی خجالت کی ہلکی سرخی رخسارون پر نمودار ہوجاتی

تھی اور گو حضار اُن مین اسوقت بہت کوشش کر رہا تھا مگر بڑی خیریت یہ تھی کہ اسکے سب ساتھی اپنی زرق برق بحثون مین لگے ہوئے تھے ورنہ اگر کسی کی نظر بھی اسوقت اسکے چہرے پر پڑ جاتی تو شاید یہ اپنے دل کا حال نہ چھپا سکتا - اُسنے خط تو جلدی سے جیب مین رکھ لیا اور پھر کچھ ایسا سناٹے مین آگیا کہ گویا اُسکی وہ ساری قوتین اُس سے دستکش ہوگئین جو نیچر کے کارخانے سے اُسکے ہاتھ لگ گئی تھین - ہان یہ تو ضرور تھا کہ ان لوگون کی باتین اب اسوقت اسکو ایسی بُری معلوم ہوتی تھین کہ بار بار اُسکی پیشانی پر بل پڑ جاتے تھے اور رہ رہ کر اُس کا دل یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ اسوقت کسیطرح اُٹھ جاتے تو اچھا تھا - بالآخر اُسکی خموشی نے تقاضا کر کر تھوڑی ہی دیر مین یہان سے سبکو اُٹھوا دیا اور یہ تنہائی مین جیب سے خط نکالکر پھر شروع سے پڑھنے لگا - لکھا تھا:

اے حضور

"بندگی عرض ہی - بندگی - شادی مبارک - مزاج کیسا ہی؟ سنبھل آنیکی مجکو بہت خوشی تھی مگر معلوم نہین کیون! لیکن جب یہان پہونچی تو خدا جانے دل کو کیا بن گئی مگر نہین معلوم کس لیئے! کیا اب کبھی آپکی صورت دیکھنی بھی نصیب نہوگی؟ ہائے بیخودی تیرا برا ہو - خدا تجھکو سمجھے - تو ایک شریف خاندان کی لڑکی پر کیا کر رہی ہی - بڑی بے حیا ہون - خدا مجکو موت دے - یہ ہاتھ ٹوٹ جائین - از سنبھل - کمبخت حسینہ - ٢٦ - دسمبر ١٨٩٠ء"

اختر ابتک زبردستی اپنے دل کو سنبھالے ہوئے بیٹھا تھا لیکن اب ضبط کی تاب نہ تھی شوق اپنا رنگ جما رہا تھا - اُلجھن کسیطرح چین نہین لینے دیتی تھی - بیتابی دلکو اُٹھا اُٹھا کر پٹکے ہی تھی اور دل کے وہ بخارات جو طبیعت کے اضطراب سے اُٹھ اُٹھ کر بیٹھنے والون کے خیال سے اب تک سینے کے پردون کے اندر چھپے ہوئے بیٹھے تھے اب موقع پاتے ہی آہین بنکر منھ سے نکلنے لگے - بیٹھا نہ گیا - پلنگ پر لیٹ گیا اور جب یون بھی آرام نہ ملا تو اپنے آنیوالے خیالات کیطرح پہلو بدلنے لگا - پڑے پڑے پھر خط پڑھنا شروع کیا اور پھر اسطرح اپنے دل سے

باتین کرنا شروع کین۔ دیکھا محبت کا یہ اثر ہوتا ہی۔ گو اُسکی وہ خلقی شرم اور حیا جس نے اُسکو ابتک خط کتابت کی اجازت نہین دی تھی اس موقع پر بھی میرے ساتھ دشمنی ہی کرتی رہی مگر کچھ نہ چلی۔ بیچاری مجبور ہو گئی اور مجبور بھی بیطرح۔ بیخودی تیرا بھلا ہو تو نے میرے ساتھ بڑا سلوک کیا۔ بیشک اُسکو میرے ساتھ بھی محبت ہی۔ مگر ہائے ظالم نے کیسی چٹکیان لی ہین۔ اُف دل ہی جانتا ہی۔ لیکن بیموقع نہین۔ میری خطا ہی ایسی تھی۔ مین نے اُسپر بڑا ظلم کیا بڑا ستم۔ وہ تو کہیے میری مجبوری آج میرے آڑے آگئی۔ اُسی نے اُس کے دل مین رحم ڈالدیا ورنہ وہ کبھی میرا نام بھی لیتی۔ اپنے آنے کی اُس نے مجھے اطلاع دی ہی اور ہائے کس حسرت و شوق سے مجکو بلایا ہی۔ کیا مین اب بھی نہین پہونچ سکتا! ہائے یہان کی سخت حفاظت مجکو یہان سے نہین نکلنے دیگی۔ ابّا جان کی سخت تاکید ہی۔ لوگ مجکو نہین جانے دین گے مگر کچھ ہو۔ کیا اب کوئی مجکو روک بھی سکتا ہی۔ استغفر اللہ کوئی نہین۔ مین ایکدم تو یہان اب ٹھہرتا نہین۔ ای میرے خیال تو بہت اچھا ہی تو اتنی دیر مین اُنکے پاس ہو بھی آیا۔ تو بہت خوش نصیب ہی۔ کاش تیری جگہ مین ہوتا تو کیا اچھا ہوتا۔ ہان ہان سچ بتا پیاری حسینہ کیا کر رہی ہی۔ یا دشمن نیرا اوسکا مزا لیگیا ہی؟ (جھجک کر) استغفر اللہ۔ مین کن خیالات مین پھنسا ہون۔ ایسی بیخودی اچھی نہین مجکو اب چلنے کی فکر کرنی چاہیے۔ ای زمین کے طنابو کھچ جاؤ۔ دیکھو اسوقت کمی نکرنا۔ ای آسمان تیری تیز رفتاری زمانے مین مشہور ہی تو مجکو کسیطرح جلد وہان پہونچادے نہین۔ تو تو دشمن ہی۔ جانی دشمن ہی۔ خدا جانے تو ایک ہی گردش مین مجکو کہان سے کہان پھینکدے گا تو نے میرے اور ساتھیون کے ساتھ کیا سلوک کیا ہی جو میرے ساتھ کریگا خطا ہوئی معاف کرنا۔ مین تیری دوستی سے باز آیا۔ توبہ۔ ہائے پھر مین کسطرح سے جاؤن۔ کسطرح جلد پہونچنے کی تدبیر کرون۔ ای خدا تو ہی پہونچادے۔ ای جدائی کے صدمے۔ ای شوق مدد کر۔ مدد

ہان ای ہوس ہمت کہ ہی دستِ ادب دامن سے دور

ہان ای طپش جرأت کہ ہون اک جست مین قاتل کے پاس

گو اختر کے باپ کے کہنے اور اُسکی خود رفتگی کے اندیشے سے یہان ہر وقت اُسکی بہت حفاظت رہتی تھی کسی وقت یہ ممکن نہ تھا کہ یہ گھر سے باہر نکلے اور ایک دو آدمی اسیطرح اسکے ساتھ نہون جسطرح کرامًا کاتبین ہر فرد بشر کے حرکات سکنات لکھنے کے لئے ہر دم ساتھ ساتھ رہتے ہین لیکن جانیوالے کو کون روک سکتا ہی۔ شام تک تو اُسکو کسیطرح موقع ہی نہین ملا لیکن جب اُسکے دل پر رہ رہکر اُٹھنے والے اندھیر کیطرح رات کی تاریکی نے غالب آ کر نیچر کے کل کارخانون کو نظرون سے چھپا دیا۔ لوگون کی نظر ذرا ادھر اودھر ہوئی اور یہ چپکے سے نکلکر یہ جادہ جا ریلوے اسٹیشن پر پہونچے ڈاک گاڑی کا وقت بھی آگیا تھا۔ مراد آباد کا ٹکٹ لیا اور گھبرائے ہوئے جلدی سے ریل پر سوار ہو گئے ڈاک گاڑی کی رفتار گو بہت تیز ہوتی ہی لیکن اس سرعت کا کب مقابلہ کر سکتی تھی جو انکے شوق نے انکے ارمان بھری تمناؤن کی دوڑ دھوپ مین اسوقت پیدا کر دی تھی آگ اور پانی سے اُٹھتی ہوئی بھاپ مین یہ طاقت نہین ہی کہ وہ خیال سے سُبک سیر برقی قوت کا مقابلہ کر سکے اور مسٹر واٹ صاحب کی بنائی ہوئی کلون مین یہ قدرت ہو سکتی ہی کہ وہ دست قدرت کی دماغی کلدار گاہون سے زیادہ کام دین۔ لیکن ریل چارباغ کے اسٹیشن سے عالم نگر تک بھی ابھی نہین پہونچی تھی کہ اسکا خیال اودھ کے حدود سے باہر نکلکر روہیلکھنڈ کی سیر کرتا ہوا کئی بار سنبھل مین پہونچکر حسینہ کے گھر بھی ہو آیا۔ اور جب اسنے دیکھا کہ مین جہان تھا ابھی وہین ہون تو اُسکی آتش شوق بھڑک گئی اور انتظار کی سخت گھڑیون کے ساتھ اسقدر مسافت طے کرنی اُسکو مشکل ہو گئی جہان کہین بڑا اسٹیشن آجاتا تھا اور گاڑی چلتے چلتے ٹھہر جاتی تھی تو بے اختیار اُسکو کسی حسین کی اٹکھیلیون بھری چال یاد آجاتی تھی جو اپنی قیامت خیز رفتار کا عالم دکھاتا ہوا نئے فتنے اُٹھانے کے لیے چلتے چلتے کہین ناز سے ٹھہر بھی جاتا ہو اور یہ اسوقت اپنا دل تھام کر رہجاتا تھا۔ خدا خدا کر کے بڑی دقت سے یہ مشکل آسان ہوئی اور یہ حضرت اسقدر دور و دراز سفر طے کرنے کے بعد سنبھل مین اپنے مکان پر پہونچے ساباپ۔ بی بی اور سب اعزا اقارب انکو

دیکھ کر خوش ہو گئے اور سب کو انکے اسطرح خود چلے آنے نے اس امر کا یقین دلایا کہ آپ
انکی وحشت کم ہوئی اور طبیعت رو باصلاح ہی ورنہ گھر سے انکو کیا تعلق تھا۔ لیکن اسی کے
ساتھ انکے دفعتہً اسطرح چلے آنے سے بعض بعض علی الخصوص انکی بی بی کچھ کھٹک سی گئین اور
انکے دل مین اس امر کا شبہہ پیدا ہو گیا کہ آپ نہین چوا انکو حسینہ کے آنے کی خبر لگی ہی اور
پھر پرانے سودے نے اپنا زور کیا ہو جسکی تصدیق کیبے انکی وہ بے توجہی بہت کافی دلیل تھی
جو حضرت کی طرف سے انکی بی بی کے حق مین ہو رہی تھی یخفی طور پر راستے مین انکی
نگرانی ہونے لگی اور وہ اپنی نشست کے کمرے مین باہر بیٹھے بیٹھے یہی فکرین کرتے
رہے کہ حسینہ کو کسطرح اپنے آنے کی خبر کرین اور کسطرح ملین۔ اس موقع پر اس معاملے
مین پیش آنے والی دقتون نے گو اختر کے اس خیال کی بعض بعض اوقات ضرور رہنمائی کی
جو کسی پردہ نشین عصمت مآب پر ڈورے ڈالنے کے اوقات مین ایک شریف آدمی
کے ذہن مین آجانا چاہیے مگر تاہم وہ عشق کا جن کسیطرح نہ اترا جو اسکے سر پر سوار تھا
بالآخر سب کوشش اور تدبیرن سے بہت جلد ایک آفت کی پرکالہ عورت انکو ملگئی اور
اس کام کے سرانجام دینے کے لیے بہت کچھ دے دلا کر اسکو راضی کر لیا۔

چھٹا باب

لن ترانی

نہ شعلے مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہی

موسم گرما کا آخری زمانہ ہی۔ تیسرا پہر ہی۔ اور آفتاب کی بڑھی ہوئی گرمیان دیکھ دیکھ کر
موسم کا رنگ مزاج یار کی طرح بدل چلا ہی۔ نہین دن پھرے ہین۔ زمین سے اٹھنے
والے وہ بخارات جنھین آفتابی کرنون نے گرمیون بھر ایک ہلچل پیدا کر دی تھی سحاب کے

ٹکڑے بنے ہوئے جابجا آسمان پر چھائے ہوئے ہین۔ آفتاب کسی نئی نویلی دُلھن کیطرح کبھی تو ابر کے گھونگھٹ مین منھ چھپالیتا ہی۔ ساری دنیا مین اندھیرا پھیل جاتا ہی اور کبھی گھبرا کر پھر گھونگھٹ کے گوشہ کو آہستہ آہستہ منھ کے سامنے سے ہٹاتا ہی اور اسوقت اُسکے رخ تابان کا عکس ایک قدرتی نور بنکر ایک طرف سے عالم کو منور کرتا ہوا چلا جاتا ہی وہ ابخرے جن سے اس عالم کون وفساد مین ہوا بنتی ہی۔ چونکہ اسوقت آنکھ مچولی کھیلنے والی ہوا سے گرم ہو جاتے اور اوپر کی ہوا کے ٹھنڈے ہو جانے کی وجہ سے ابر کی پیدائش مین صرف ہو رہا ہی۔ اس سبب سے ہوا کی رفتار مین بہت کمی آگئی ہی گھٹی گرمی پڑ رہی ہی اور حسینہ کاغذی پنکھیا ہاتھ مین لیے ایک اپنی ہمسن بہن کے پاس اپنے کمرے مین بیٹھی ہوئی ہی۔ بعض بعض اوقات محبت کی دبی ہوئی آگ سے اسکے دل پر ایک شعلہ سا اُٹھتا ہی جسکو زبردستی یہ ضبط تو بہت کرتی ہی مگر سینے کی تنگی سے وہ بخارات تنگ آکر ایک سانس کے ساتھ منھ سے نکل ہی جاتے ہین جسکے اخفا کیلئے یہ جلدی سے پنکھیا جھلنے لگتی ہی اور اسکی ہمسن بہن اسکی یہ اضطرابی حالت دیکھکر کہتی ہی "کیون بہن کیون۔ خیریت ہی؟" اور یہ یہ کہکر ٹال دیتی ہی۔ "آپ دیکھتی ہین کس بلا کی اسوقت گرمی پڑ رہی ہی۔ افوہ معاذاللہ۔ کلیجہ منھ کو آیا جاتا ہی"

حسینہ جس سے اسوقت باتین کر رہی ہی وہ اسکی چچازاد بہن ہی اور گو آپس کی ہمسنی نے دونون کو کسیقدر بے تکلف کر دیا ہی مگر پھر بھی حسینہ کے حسن و جمال اور حسینہ کے علم و لیاقت نے اُسکو اسکی بہن کی نظرون مین بہت محسود بنا دیا ہی جسکی وجہ سے آپسمین کچھ اچھی طرح صفائی نہین ہی اور ہمیشہ حسینہ سے جلی کٹی باتین کرتی ہی۔ حسینہ کا جواب سنکر اسکو تاب نہ رہی اور منھ بنا کر اسطرح کہنے لگی "اے ہی بہن تم تو کچھ ایسی نازک مزاج بنگئی ہو کہ اللہ کی پناہ۔ آخر مین بھی تو انسان ہون! مجھکو گرمی نہین معلوم ہوتی؟ وہ بات کیا ہی بس اب آپ زیادہ پڑھ لکھ گئی ہین نا اور اُسپر ماشاءاللہ حسین بھی"

یہ جملہ ابھی ختم بھی نہین ہوا تھا کہ ایک عورت نے آکران دونون کے سامنے آداب عرض کیا حسینہ کی چچازاد بہن مین ان پڑھ ہونیکی وجہ سے تہذیب تو کچھ نہین آگئی تھی اُس نے مطلق اس آنیوالی عورت کیطرف توجہ نہین کی مگر حسینہ نے اُسکے سلام کا جواب دیا اور بیٹھنے کی بھی اجازت دی - یہ آنیوالی عورت اپنی ظاہری حیثیت سے دیکھنے والون کو بتا رہی تھی کہ وہ بالکل غریب اور محتاج گھرانے کی ہی - سن تیس چھبیس تیس سے کم نہ تھا مگر پھر بھی جسقدر وہ اسوقت بناؤ سنگھار کیے ہوئے تھی وہ اس درجے سے بہت بڑھا ہوا تھا جو کسی غریب اور شریف خاندان کی عورت مین ہونا چاہیے - اُسکا بات بات پہ ہنسنے دیا اُسکی گردش کرتی ہوئی آنکھین اور اسکی بطرح چلتی ہوئی پلکین اُن آنکھون مین بہت کھٹکنے کے قابل تھین جنھون نے اچھے اور بُرے چال چلن والیون کو غور اور امتیاز کی نظر سے دیکھا ہے حسینہ نے اس عورت کے دیکھتے ہی اشارے اشارے مین اپنی چچازاد بہن سے پوچھا "یہ کون ہی؟" جس کے جواب مین اسکی بہن نے کچھ مسکرا کر کہا "ہُو کیسی بھولی بنی جاتی ہین - گویا بیچاری کچھ جانتی ہی نہین بالکل ننھی ہین ننھی"

حسینہ "معاذاللہ بس آپ کی بھی کیا باتین ہین - مجھکو کیا معلوم - پانچ چھ برس کے بعد تو مین اب آئی ہون - مین کسیکو کیا جانون (آنیوالی عورت سے مخاطب ہو کر) ان کی طبیعت مین تو مذاق بھرا ہی - ہنسی کے سوا تو کچھ آتا ہی نہین - آپ ہی بتلائیے - آپکا کیا نام ہی - کہان مکان ہی - اور کہان سے آنا ہوا ہی؟"

آنے والی عورت "حضور لونڈی کو محمدی خانم کہتے ہین - آپ شاید مجکو بھول گئین - بیگم صاحب مجکو اچھی طرح جانتی ہین - میر جعفر حسین صاحب کے ہان مین ابھی گئی تھی - وہین آپ سب صاحبون کی آنے کی خبر سُنی تھی - سلام کرنے کے لیے چلی آئی - بیگم صاحب کہان تشریف رکھتی ہین بھئی"

میر جعفر حسین صاحب کا نام آتے ہی حسینہ کو اور کچھ یاد آگیا اور اسی یاد نے اسکے دل مین

چٹکیان لے لیکر تھوڑی دیر کے لیے اسکو بیقرار بھی کر دیا۔ تاہم اُستے اپنے دلکو بہت سنبھالا اور پھر اسطرح اُسکی بات کا جواب دیا "ہماری امّی جان تو آج نانی امان کے ہان گئی ہین۔ شاید کل تک تشریف لائین۔ یہ کہکر ابھی خاموش ہوئی تھی کہ پھر اُسکے دل نے اسکو مجبور کیا اور پھر وہ اسطرح کہنے لگی "کہئیے میر جعفر حسین صاحب کے ہان سب خیریت تو ہی"

محمدی خانم "جی ہان حضور سب خیر صلاح ہی"

حسینہ "میر صاحب بہت اچھے آدمی ہین۔ ہمارے ابّا جان اور ان سے تو بہت ملاقات ہی۔ کیا تم اُنھین کے مکان کے قریب کہین رہتی ہو"

محمدی خانم "جی ہان اُنھین کے زیر سایہ اکثر آتی جاتی ہی رہتی ہون۔ آجکل تو اُنکے صاحبزادے بھی لکھنؤ سے آتے ہوئے ہین۔ بڑی خوشی ہی"

محمدی خانم کا یہ کہنا تھا کہ حسینہ کی چچازاد بہن نے زور سے اسکی ران مین ایک چٹکی لی اور اسی چٹکی کے بہانے سے اُسکو اُس خوشی سے اُچھل پڑنے کا موقع مل گیا جو اس خبر نے اپنی انبساطی کیفیت سے اسکے دل مین پیدا کر دی تھی اس موقع پر گو وہ اپنے دل مین تو اپنی بہن کی بہت مشکور رہوئی مگر دکھانیکے لیئے وہ ران سہلا کر اسطرح کہنے لگی "واہ اچھی رہین بیٹھے بیٹھے کچھ نہ بنا چٹکی ہی لے لی۔ سبحان اللہ۔ بھلا یہ بھی کوئی بات تھی" تھوڑی دیر تک ان دونون مین اسیطرح ہنسی مذاق کی باتین ہوتی رہین۔ مگر پھر اسکی چچازاد بہن کو بیٹھے بیٹھے کچھ جمائیان آنے لگین اور یہ وہان سے اُٹھکر اپنے آرام کرنے کے کمرے مین چلی گئی۔ حسینہ کو اتفاق سے اب اس اُلجھن کے دفع کرنے کا اچھا موقع ملگیا تھا جسکو اسوقت اپنے جانزادہ عاشق کے تفحص حالات کے شوق نے اُسکے دلمین پیدا کر دیا تھا۔ اپنے دل کے بڑھے ہوئے اصرار سے وہ بار بار اس امر پر مجبور ہوتی تھی کہ محمدی خانم سے اختر کا حال دریافت کرے مگر حیا روک رہی تھی۔ شوق بڑھائے دے رہا تھا۔ شرم زانو دبا دبا کر اشارے سے منع کر رہی تھی اور پوچھنے کا ارادہ دل سے اُٹھ اُٹھکر

زبان کے حرکت دینے والون کو اپنا قوت بازو بنا تا ہی گنگنے کے لیے لب تک آتا تھا۔ مگر لحاظ کے ہرطرف بیٹھے ہوئے پہرے زبان کو پکڑے لیتے تھے اور یہ دانتون کے نیچے زبان داب داب کر رہجاتی تھی۔ سکوت کا رنگ جما ہوا تھا اور اس بیچاری سے کچھ کہتے سنتے نہین بن پڑتا تھا کہ محمدی خانم نے ادہر اُدہر دیکھکر ایک خط اسکے سامنے پیش کیا جسکو اُس نے ترک ترک کر ڈر ڈر کر لیا تو سہی مگر پوچھا دو دیکھا ہی کس نے دیا ہی کسکے نام ہی ہہ لفافہ چاک کر پڑھنے لگی۔

اس عورت کا بناؤ سنگھار اسکی شریر آنکھین اور اسکی چکنی چپڑی باتین اسکے چال چلن کی نسبت ہمکو پہلے ہی سے شک دلا رہی تھین اور ہم اپنے دل مین کہہ رہے تھے کہ ایسی بد وضع عورتون کا ایک شریف گھرانے مین آنا جانا اچھا نہین مگر اب ہمکو معلوم ہو گیا کہ یہ خط اختر کا ہی اور یہ وہی عورت ہی جسکے ذریعہ سے اختر نے اپنا کام نکالنا چاہا ہی۔ ہندوستان کے بہت شریف گھرانون کی آبرو اور عزت جن لوگون کے ناپاک ہاتھون سے خاک مین ملی ہی وہ یہی بد وضع دلالہ عورتین ہین جنھون نے اپنے تھوڑے نفع اور طمع کے لالچ مین بڑے گھرانون کی عصمت مآب بہو بیٹیون کے دامن پارسائی پر بدنما دہبہ لگا دیے ہین لیکن افسوس ہو کہ ہماری قوم اس خرابی کی طرف کچھ اس بے توجہی کی نظر سے دیکھ رہی ہی کہ گویا اسکو اسکی خبر ہی نہین۔ گو عصمت مآب اور شریف زادیون پر ایسے انچھر چل نہین سکتے مگر پھر بھی احتیاط شرط ہی اور گھر مین ایسی عورتون کے آنے جانے سے ضرور روک ٹوک کرنا چاہیے جن کا چال چلن اچھا نہین ہی یا جنکی وضع اور انکا قیافہ اُنکے پاکدامن ہونے مین طبیعت کو مشکوک کر سکتا ہی۔

یہ خط اسیطرح کی ایک طول طویل تحریر تھا جسطرح فراق کی طولانی راتون کے صدمے اُٹھائے ہوئے یا حسینون کی زلفِ دراز مین پھنسے ہوئے لوگون کے قلم سے نکلنا چاہیے۔ کہین محبت کا اظہار تھا کہین پہلی صحبتین یاد دلائی گئی تھین کسی جگہ زمانہ کی شکایت تھی کہین

تقدیر کا گلا۔ کہین پر اپنی مجبوریون کے سین دکھائے گئے تھے اور کہین ندامت کے ساتھ اپنی خطا کی معافی بھی چاہی گئی تھی۔ کہین پر شوق کہین پر بے صبری اور پھر آخر مین یہ رقت کا بند تھا "کہ تخلیہ مین مجھسے نہ ملوگی تو سن لینا کہ قیس دنیا سے گذر گیا"

حسینہ نے ایک سرسری نظر سے اس خط کو پڑھا اور گو پڑھتے ہی پڑھتے بیخودی نے اُسکے ہوش اور حواسون کو رخصت کر دیا مگر پھر بھی اُسنے انجان بنکر محمدی خانم سے کہا "یہ کون قیس؟ (خود ہی) ہون گے کوئی مین نہین جانتی"

محمدی خانم "ای حضور کوئی اسطرح بھول جاتا ہی۔ یہی نہ میر جعفر حسین صاحب کے صاحبزادے اختر"

حسینہ "(رکھائی کے ساتھ) اچھا تو بہتر! مجھ سے غرض!! میرے پاس خط بھیجنے سے مطلب؟"

محمدی خانم "ہائے ہائے غضب ہی جن پہ دل آئے کہین انجان بنکر وہ کہان آیا یہ کیون آیا کدھر آیا یہ کب آیا۔ خدا کے لیے ایسا ستم تو نہ کیجئے ع دل ٹوٹ جائیگا کسی امیدوار کا۔ مین جانتی ہون شاید آپ مجھسے چھپاتی ہین مگر ناحق مین کیا نہین جانتی۔ مین تو خاص اسی لیے بھیجی گئی ہون اور اخفاء راز کا تو مجھسے پہلے ہی حلف لے لیا گیا ہی۔ آپکو اگر اعتبار نہو تو جیسی چاہے قسم لے لیجیے کہ اگر ان باتون کی کسیکو کانون کان بھی خبر ہو تو چور کی سزا ہو وہ میری" محمدی خانم کی طرف سے اول تو خود اختر ہی نے اپنے خط مین بہت کچھ اطمینان دلایا تھا اُسپر خود اسکی میٹھی میٹھی باتین کچھ ایسی دلفریب تھین کہ اس بیکسی اور شوق کے عالم مین حسینہ کو وہ کیا ملی گویا ایک دلسوز اور ہمدرد ملگیا۔ اسکا دل بے اختیار اندر سے بھر آیا اور یہ زار و قطار رونے لگی۔ محمدی خانم نے بہت تسلی دی اور پھر اسطرح کہنے لگی "آپ اسطرح روتی کیون ہین۔ جو کچھ میرے امکان مین ہے بے تکلف فرمائیے۔ صاحبزادی صاحب! خدا گواہ ہی مین اپنی چلتی ذرا بھی کمی نکرونگی۔ ہائے خدا غارت کری اس کمبخت

ہجوم سے اسوقت سینہ مین سطرح گھبرا رہا تھا۔ اشتیاق بہت سے دل کا ٹکڑا ٹکڑا کر رہا تھا۔ تقاضا تھا کہ کسی طرح ایک نظر دیکھ لیتی اور قدرتی حیا سنبھل سنبھل کر اسکے اس چلبلے دل کو منع کرتی تھی جسمین شوق کا بہت حصہ بھی ملا ہوا تھا۔ شوق نظر کا نورانی لباس پہنکر دل سے آنکھ تک آتا ہے اور آنکھین شرما کر ان پردون کو چھوڑ دیتی ہین جو قدرت کے ارشادسے آنکھ کے اشارے پر چلتے ہین۔ جب اس کشمکش سے عاجز آگئی تو دل سے کہا "لاؤ بیٹھے بیٹھے کوئی کتاب ہی دیکھون۔ شاید کچھ اسی سے دل بہل جائے" بیٹھے بیٹھے اٹھی اور کہا "محمدی خانم تم بیٹھی رہنا مین ایک کتاب لے آؤن بیکار بیٹھے بیٹھے دل گھبراتا ہے"

ہم اس امر کو پہلے کسی سین مین دکھا آئے ہین کہ حسینہ کے رہنے کا کمرہ کیسقدر اس مکان کے صدر دروازے کے قریب ہے۔ پہلے وہ اپنے کمرے مین جا کر کتابین الٹتی پلٹتی رہی اور جس کتاب کو وہ اسوقت دیکھنا چاہتی تھی جب وہ یہان نہ ملی تو وہ اپنے کمرے کے پاس والے دوسرے کمرے مین گئی۔ یہ کمرہ بالکل دیوانخانہ سے ملا ہوا تھا اسمین ایک طرف کو قدم ایک دروازہ لگا ہوا ہے جو بغیر صدر دروازے کی طرف سے گئے ہوئے بھی جانیوالے کو دیوانخانہ مین لیجا سکتا ہے۔ اس دروازے کے پٹ اسوقت اتفاق سے کسی کی نیم وا آنکھون کیطرح کچھ کھلے کچھ بند تھے جنکو احتیاط کے خیال سے بند کرنیکے لیے چلے یہ بڑھی۔ نظر گو دیکھنے مین نہین آتی اور آنکھ مین آجانے والا پانی کا قطرہ بھی اسکے سامنے ایک ایسا کالی بلا سا پہاڑ ہوجاتا ہے کہ پھر آدمی کو کچھ نہین سوجھتا مگر آنکھ سے نکلنے والے مخروطی شکل کے نور کو جب ذرا بھی آنے جانے کا راستہ ملجاتا ہے تو دور دور کی چیزین اسکو نظر آجاتی ہین۔ اس کھلے اور کچھ بند دروازے کے راہ سے حسینہ کی غیر ارادی اور اتفاقی چلی جانیوالی نظر کیا دیکھتی ہے کہ دیوانخانہ مین کوئی سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا باتین کر رہا ہے پہلے تو بیطرح کچھ جھجکی۔ گھبرا کر کچھ پیچھے ہٹی۔ پھر کچھ پہچانا۔ پہچاننا تھا کہ شرم سے پانی پانی ہوگئی۔ دل نے کچھ کہا۔ شوق نے کچھ چاہا۔ طبیعت نے معشوق طبیعتون کیطرح رنگ بدلا

اور پھر کیا تھا ع حیا نے روک لیا جذب دل نے تھام لیا ۔ اور یہ بت بنکر جس جگہ کھڑی تھی وہان کھڑی ہی رہ گئی ۔ وہ صحیح طبیعت والے جنکے دلمین کچھ بھی درد ہی ۔ جنکی آنکھون نے عشق اور محبت کے کرشمے ۔ راز و نیاز کے انداز دیکھتے ہین وہ تو سمجھ ہی گئے ہونگے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہون گے جو ابھی اسی اچنبھے مین ہونگے کہ یہ کون شخص ہی اور یہ کیون اب کھڑی ہی ۔ حضرات ! حسینہ جسکو دیکھ کر اسوقت پیکر تصویر بنگئی ہی وہ اُس کا وہی جانداوہ عاشق ہی جسکا نام اختر ہی اور جسکا تخلص قیس ہی ۔ اختر اسوقت حسینہ کے باپ سے ملنے کے لیے آیا ہی ۔ یہ سب دیوانخانے مین بیٹھے ہین حسینہ کے والد کی اس طرف پشت ہی اور اختر کا رُخ اسی دروازہ کی طرف ہی ۔ گو میر باقر حسین صاحب کے صاحبزادونکی کرسیان بھی اختر کے برابر اسی رُخ پر پڑی ہین مگر وہ آڑ مین ہین جسکی وجہ سے انکی نظر اس کمرے کے اندر نہین پہونچ سکتی ۔ اس کمرے اور ان لوگون کی نشست کے مقام مین تخمیناً پچیس تیس قدم کا فاصلہ ہی اور یہ آپسمین اسطرح باتین کر رہے ہین

باقر حسین صاحب ”اختر حسین ! مین دیکھتا ہون کہ تم بالکل نحیف و نزار ہوگئے ہو تمھاری تو صورت ہی نہین پہچانی جاتی ۔ این ! یہ تمھارا کیا حال ہوگیا ہ خدا نخواستہ کیا کچھ علیل تھے ؟“

اختر ”جی نہین کچھ ایسا علیل تو نہ تھا مگر ہان اکثر اختلاج قلب کے دورے ہوتے ہین بس انھین نے میرا یہ حال کردیا ہی“

باقر حسین ”(افسوس کے لہجے مین) ہا یہ سن ۔ اور اختلاج ۔ جناب علاج کیجیے ۔ قلبی امراض بہت بُرے ہوتے ہین“

اختر ”(اپنے دل مین) ہونھ ۔ مجھ سے کہتے ہین علاج کیجیے ۔ میرے اختیار مین ہوتا تو مین ابتک اسیطرح بیٹھا رہتا ۔ علاج تو خود اپنے ہی ہاتھ مین ہی اور مجھے ارشاد ہوتا ہی کہ علاج کرو ۔ کیا زمانہ ہی ۔ لاؤ کہدون“ جوش جنون نے کچھ زبان کو حرکت

دینا چاہی تھی کہ پھر یہ سنبھل گیا اور میر باقر حسین سے اسطرح کہا۔ حضور کیا عرض کرون دوا کے نام سے مجھکو کچھ ایسی نفرت ہی کہ معاذ اللہ۔ مگر تاہم جن دنون مین کچھ زیادتی ہو جاتی ہی۔ یہ مجبوری کچھ علاج کیا ہی جاتا ہی۔ مگر آپ جانتے ہین کہ یہ کمبخت عارضہ کہین جاتا ہی مین تو جانتا ہون اسکی دوا ہی نہین"

باقر حسین "نہین تم ابھی صاحبزادے ہو۔ تم کیا جانو۔ دنیا مین کوئی ایسا مرض نہین ہی جسکی دوا خدا نے نہ پیدا کی ہو۔ یہ دوسری بات ہی کہ کوئی مرض آسانی سے جاتا ہی اور کوئی مشکل سے۔ کوئی جلدی کوئی دیر مین۔ انسان کو بیدل نہین ہونا چاہیے اور نہ تدبیر سے غافل۔ آپ بہت استقلال کے ساتھ اپنا علاج کیجئے"

میر صاحب کی اس تقریر سے اسوقت عشق کے لاعلاج مرض کی منحوس صورت قیس کی آنکھون کے سامنے پھر گئی تھی اور انتہائی درجہ کی مایوسی نے دلمین ایک قسم کا انقلاب پیدا کر دیا تھا جسکی وجہ سے گھبرا گیا اور اُٹھنے والے بخارات سینہ مین جمع تھے اور افشائے راز کے خیال سے مگر چونکہ اس امر کی اجازت نہ تھی کہ وہ آہ کی صورت بنکر منھ سے نکلین لیکن تنگی دل سے جب دم بہت الجھنے لگا تو بخارات کے نکالنے کے لیے بے اختیاری کے ساتھ ایک مرتبہ ٹھنڈی سانس لینے مین اسکی جھکی ہوئی گردن کچھ اوپر اُٹھ گئی۔ سامنے دروازہ کچھ کھلا ہوا تھا اور کوئی دہلیز کے نیچے اُنگلی دابے ہوئے کمرے کے اندر چپ سکوت مین کھڑا تھا وہ کون تھا؟ آہ وہ حسینہ تھی حسینہ۔ وہی حسینہ جو اسکے دل و جان کی مالک تھی۔ آہ جسکا یہ دالہ و شیدا تھا اور جس کے ایک نظر دیکھ لینے کا اشتیاق اسکو کشان کشان یہان اسوقت لے آیا تھا۔ حسینہ اسوقت اسی قسم کی بالکل سادی وضع مین تھی جسطرح شریف گھرانونکی بہو بیٹیان اپنے گھر مین رہتی ہین لیکن اسکے قدرتی حسن کے لیئے زیب و آرائش کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اُسکی سادگی مین بھی لاکھون بناؤ نکلتے تھے اور جو اسکی اسوقت حالت تھی وہ اسکے بے چین دل کے تڑپا دینے کیلئے ضرر کافی تھی

ہے جوانی خود جوانی کا سنگھار
سادگی گہنا ہے اس سن کیلئے

اختر کی نظر اوپر اُٹھنی تھی کہ قدرتی حیا نے جلدی سے دوڑ کر حسینہ کو پیچھے کھینچا۔ شوق نے آگے اور بڑھایا۔ اسی کشمکش مین پیچھے کو جھک کر رہ گئی۔ حسینہ کی پیاری صورت کی جھلک دیکھتے ہی اختر بیتاب ہو گیا بجلی کی ایک قوت تھی جو نظر کے ذریعہ سے اسکے رگ و پے مین سرایت کر گئی ارمان اور تمنائین بے اختیار ہو کر آنکھون کی راہ نکل پڑین دل اگر خوشی سے بیٹھ گیا تو کلیجہ اُچھل پڑا کلیجے کو اگر دبا کر روکا تو پاؤن تھرتھرائے۔ پاؤن پر زور دیا تو سر چلایا منہ سنبھالا تو یہ خود چلے۔ گو بیچارے نے اس موقع پر اپنے آپ کو بہت سنبھالا بہت سنبھالا مگر کچھ بس نہ چلا بالآخر آنکھین مزا لیتے ہی لیتے بیخود ہو گئین۔ بند ہوئین غش آیا اور یہ بیہوش ہو کر کرسی کے نیچے گرے۔

میر باقر حسین صاحب تو اسکی قلبی کیفیت سے آگاہ نہ تھے اُن بیچارے کو کیا خبر تھی وہ بیفکر بیٹھے تھے لیکن جب دھماکا ہوا اور انھون نے اور انکے صاحبزادون نے دیکھا کہ اختر زمین پر گر پڑے ہین تو سب کے سب پریشان ہو گئے اور زمین سے اُٹھا کر پلنگ پر لٹایا۔ ہاتھ پاؤن سہلانے لگے ہوش مین لانے کی معمولی تدبیرین ہونے لگین غرض سارے دیوانخانہ مین ایک انقلاب سا برپا ہو گیا۔ جسوقت یہ کرسی سے گرے تھے اسوقت تک حسینہ اسی کمرے مین موجود تھی جہان سے بلا تشبیہ اسکے حسن عالمسوز کی نکلنے والی تجلیون نے نکل نکلکر حضرت موسیٰ کیطرح اختر کو بیہوش کر دیا تھا۔ لیکن اپنی جان دادہ عاشق کی یہ بیخودی اور بے اختیاری دیکھنے کے بعد پھر اسکو تاب نہ تھی۔ بیقرار ہو گئی۔ کسیطرح اب وہان نہ ٹھہرا گیا اور نہ اب وہان ٹھہرنیکا موقع بھی تھا۔ گھبرائی ہوئی وہان سے بھاگی اور ہانپتی ہوئی آکر تخت پر بیٹھ گئی۔ محمدی خانم نے اسکو پریشان دیکھکر پوچھا "بہنی کچھ خیریت ہے! آپ اسقدر گھبرائی ہوئی کیون ہین۔ کتاب نہین لائین؟" مگر اس نے یہ کہکر ٹالدیا کہ "کتاب ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پریشان ہو گئی مگر ملی نہین۔ خدا جانے کہان ہے کہان نہین"

حسینہ کے پیارے چہرے پر اسوقت ہوائیان چھوٹ رہی تھین۔ دل کیطرح سینے کے

اندر دھڑک رہا تھا۔ آنکھوں میں بے اختیار آنسو بھرے آتے تھے مگر بڑے ضبط کے ساتھ ان کو پی رہی تھی۔ محمدی خانم لاکھ لاکھ پوچھتی تھی مگر یہ چپ تھی اور کچھ کہتی نہ تھی کہ یکایک اسکا دوسرا بھائی انصار جو کمرے سے کسیقدر بڑا ہی دوڑتا ہوا اندر آیا اور بہت گھبراہٹ کے لہجے میں کہا "جلدی کیوڑے یا گلاب کی بوتل دیدیجئے"

حسینہ سمجھ تو گئی اور جلدی کے مارے خود ہی دینے کے لئے اُٹھی بھی مگر پھر بھی رازداری کے خیال اور دل کے تقاضے سے اتنا پوچھ ہی لیا "کیا ہوگا؟"

انصار "جلدی دیجئے بھی۔ اختر بھائی اباجان سے ملنے کے لئے ابھی آئے تھے بیٹھے بیٹھے غش کھا کر گر پڑے ہیں" اور یہ کہتا ہوا گلاب کیوڑے کی بوتل ہاتھ میں لئے لپکتا ہوا باہر چلا گیا۔ لیکن انصار کے باہر پہونچنے سے پیشتر ہی اخفائے راز کے بڑھتے ہوئے خیال اور افشائے راز کے اندیشے نے بیہوشی پر غالب آکر اختر کو اس کی اجازت دیدی کہ وہ اپنے ہوش حواس میں آجائے غشی کے رفع ہوتے ہی اختر جلدی سے اُٹھکر بیٹھ گیا اور میر باقر حسین صاحب اسطرح کہنے لگے "کیوں صاحبزادے اب کیسا مزاج ہی؟ یہ تمھارا ابھی کیا حال ہوگیا تھا!"

اختر "حضور کیا عرض کروں۔ اُسی کمبخت اختلاج کا دورہ ہوا تھا۔ بس اسیطرح یکبیک ہوجاتا ہی" اور یہ کہکر پھر بڑے شوق سے نظر کو اُس جگہ پہونچایا جہاں جمال یار کی تجلی نے ابھی اسکی آنکھوں کے نیچے چکاچوند کردی تھی۔ لیکن اب یہاں کیا تھا نظر کو بہت حرمان نصیبی کے ساتھ پلٹنا پڑا اور یہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہگئے۔ میر باقر حسین صاحب کو اختر کا والد سے چونکہ بہت خلوص تھا اسوجہ سے وہ اسوقت اختر کی حالت دیکھکر بہت رنج اور افسوس میں تھے اور جو باتیں انکی زبان سے نکلتی تھیں وہ انکے قلبی کیفیت کی ترجمان بنکر اس امر کی خبر دے رہی تھیں کہ ان کو اختر کے ساتھ بہت خصوصیت اور محبت ہی حسینہ نے اختر کو جس وقت سے غش کھاکر گرتے ہوئے

دیکھا تھا وہ اپنے ہوش اور حواس مین نہ تھی محبت کا بڑھا ہوا جوش رہ رہکر اس امر پر ابھار رہا تھا کہ کسیطرح اختر کا حال معلوم ہوتا - محمدی خانم بھی دیکھنے کے لیے بار بار باہر جانے کا ارادہ کرتی تھی مگر حسینہ اس خیال سے کہ شاید کسی کو کچھ شبہہ نہ پیدا ہو اُسکو باہر جانے سے روک رہی تھی - وہ اسی گھبراہٹ مین چپ بیٹھی تھی کہ انصار نے وہ بوتلین لاکر رکھدین جو ابھی لیگیا تھا اور کہا "لو اب انکی ضرورت نہین - اُنکا مزاج اب اچھا ہی"

اس خبر کے سنتے ہی حسینہ باغ باغ ہو گئی اور اُسکے سپید اور مغموم چہرے پر ہلکی ہلکی سرخی دلی مسرت کی خبر دیتی ہوئی نمایان ہو گئی دل ہی دلمین خدا کا لاکھ لاکھ شکر بجا لائی اور پھر محمدی خانم سے ادھر اُدھر کی باتین کرنے لگی - محمدی خانم اس قدر عرصہ تک حسینہ کے پاس بیٹھنے اور اُسکی طبیعت کے رنگ دیکھنے سے خوب اچھی طرح تاڑ گئی تھی کہ اختر کی محبت حسینہ پر اپنا پورا قبضہ کئے ہوئے ہی مگر شرم اور لحاظ کے مارے اُسکی زبان سے کچھ نکلتا نہین ہی - اُس نے بیٹھے بیٹھے پھر اختر کا ذکر چھیڑا اور اُس کے بڑھے ہوئے شوق اور محبت کی باتین کرنے لگی - اس گفتگو نے بہت طول کھینچا اور اسی سلسلہ مین اُس نے موقع موقع سے حسینہ کو اس امر پر بھی مجبور کیا کہ کسی طرح وہ اختر سے ایکبار مل لے اور جو اُسکو کہنا ہو وہ اپنے ہی کانون سے سن بھی لے -

حسینہ کا دل اختر سے ملنے کے لیے خود چاہتا تھا اور اگر یہ نہین تو شکوے شکایت کی غرض سے وہ دو بدو ہونا ضرور چاہتی تھی مگر شرم اور حیا کے قدرتی پہرے ان خیالات کو بھی کسیطرح دماغ سے دل تک نہین پہونچنے دیتے تھے - جب محمدی خانم نے اُس کو بیطرح مجبور کیا تو اُسنے بہت حسرت اور افسوس کے لہجے مین کہا "دیکھو محمدی خانم بیشک اب تم میرے اُن حالات سے واقف ہو گئی ہو جن سے مجکو بھی واقف نہین ہونا چاہیئے تھا (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) مگر یہ ایک اتفاقی اُفتاد تھی جو ہو گئی اور اسکے ساتھ وہ ناسمجھی کے زمانہ کا فعل بھی - اب سن اور زمانہ نے اُنکو اور ہمکو دونونکو اچھی طرح عقل اور شعور عطا

کر دیا ہی اور وہ قدرتی احکام جو کمسنی کی وجہ سے ہمارے پاس آتے ہوئے کبھی پیش پیش کرتے تھے اَب ہمکو اچھی طرح اس امر پر مجبور کر رہے ہین کہ شرع کے احکام کی ہم پوری طرح سے پابندی کرین - ایک غیر مرد سے جوان عورت کا ملنا جلنا گو وہ کیسی ہی پاکبازانہ محبت کے ساتھ کیون نہو لیکن عقل اور شرع کے بالکل خلاف ہی اور پھر ایک شریف خاندان کی لڑکی کے لیئے تو مرجانے ہی کا مقام ہی - تو یہ تو یہ مجھسے اسکی کبھی امید نہین رکھنی چاہیئے - ایسا مجھسے نہین ہو سکتا "

محمدی خانم "تو کیا شرع اور انسانیت اس امر کی اجازت دیتی ہی کہ کسی بیگناہ کا خون کیا جائے ؟ صاحبزادی صاحب ! مین آپسے سچ کہتی ہون اگر آپ اُن سے نملین گی تو وہ اپنی جان دیدینگے - دیدینگے ضرور دیدینگے - کوئی شک نہین "

یہ سنتے ہی حسینہ کی محبت نے پھر جوش کھایا اور اُس جوش سے اُٹھنے والے بخارات نے عقل کی آنکھون کے سامنے ایک پردہ سا چھوڑ دیا جسکی وجہ سے اُسکی قدرتی روشنی کچھ کچھ دھندلی ہو چلی اور پھر وہ اسطرح کہنے لگی "یون تو اپنی جان کا ہر شخص کو اختیار ہی جو چاہے سو کرے مگر اس سے فائدہ ! اول تو میرا وہان تک جانا یا اُنکا میرے پاس تک پہونچنا ہی دشوار ہی - خیر یہ بھی سہی مگر بدنامی اور رسوائی کس درجہ ہوگی اگر کسی نے دیکھ لیا تو پھر کیا ہوگا اور اگر بالفرض یہ بھی گوارا کر لیا جائے تو ہم تم سے پوچھتے ہین کہ یہ آنکھین اُن کے سامنے کسطرح ہونگی جنھون نے کبھی کسی غیر مرد کو نہین دیکھا اور وہ زبان کیونکر چلے گی جسکی ذرا سی آواز بھی کسی غیر مرد کے کانون تک نہین پہونچی - یہ مانا کہ مین نے اُنکو دیکھ لیا ہی اور اُنھون نے مجکو مگر جب اسکو پانچ چھ برسین گذر گئین تو اسقدر زمانے نے گویا ہمکو اور اُنکو بالکل غیر کر دیا - پھر اَب کسطرح یہ آنکھین اُنکے سامنے ہو سکتی ہین "

یہ وہ جملے ہین جنکو حسینہ نے محمدی خانم کے اُن اقوال کے جواب مین کہے جو صورت [illegible] بڑے اصرار کے ساتھ محمدی خانم کی طرف سے [illegible] کے سامنے پیش کیے

جاتے تھے۔ شرم کے مارے حسینہ سے خط کا جواب بھی نہین لکھا گیا مگر اتنا کہا کہ اسوقت موقع نہین ہی پھر کسی وقت لکھونگی"۔

محمدی خانم اَب سناٹے مین ہی۔ اُسکی ہمت اپنی اس قدر کوششون کو رائگان جاتے ہوئے دیکھ کر پست ہوئی جاتی ہی اور اَب وہ اپنے دل سے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہی ہی "مین نے اختر سے کیا وعدہ کیا تھا اور کیا پیش آیا۔ میرا خیال تھا کہ میرا کہنا سننا حسینہ کے محبت بھرے دل پر اپنا پورا اثر کر جائیگا مگر اَب اسطرح کام نکلتا نظر نہین آتا۔ پھر مین کیا کرون۔ مین نے تو اُنکے سامنے اس امر کا بیڑا اُٹھایا ہی کہ جسطرح ہوگا اُنکو تمھارے پاس لے آؤنگی"۔ اسی قسم کے خیالات کے ادھیڑبن مین وہ مصروف تھی کہ یکبارگی اُسکے مایوس چہرے پر کچھ رونق سی آگئی اور وہ حسینہ سے پھر آنے کا وعدہ کرکے فوراً رخصت ہوگئی

اختر حسین بھی میر باقر حسین صاحب سے رخصت ہوکر اَب اپنے مکان پر پہونچگیا ہی۔ جمال یار کی ایکبار جھلک دیکھ لینے سے دل مین جو سوزش پیدا ہوگئی ہی۔ اُسکی کچھ انتہا نہین ہی وہی پیاری صورت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی اور یہ اُسی شوق اور اضطراب کے عالم مین بیٹھا ہوا بہت ہی انتشار کے ساتھ محمدی خانم کے آنے کا انتظار کررہا ہی لیکن آہ محمدی خانم کے آتے ہی محمدی خانم کے آنے کی خوشی خاک مین ملگئی اپنی ناکامی پر افسوس کرنے لگا۔ بہت تفصیلی طور پر سب باتین پوچھین اور اُنکے ہر ایک پہلو پر اچھی طرح سے غور کیا۔ گو ان باتون مین بھی بہت سی ایسی باتین تھین جو حسینہ کی دلی محبت کی خبر دینے والی تھین مگر ہائے وہ ایسی زوردار نہ تھین کہ ایک کم نصیب عاشق کے مضطرب دل کے تسکین دینے کے لیئے کافی ہوسکتین اُسکا مایوس دل کسی نازک طبع معشوق کیطرح بگڑنے لگا اور آنسو بیقرار ہوکر آنکھون سے بہنے لگے۔ شکستہ دل یا حرمان نصیب عشاق کی اضطرابی حالتین ضرور آدمی کا دل ہلا دیتی ہین اور دیکھنے والون کو اُنکی قابل افسوس حالت پر رحم آہی جاتا ہی۔ اختر کو اسطرح بیقرار دیکھ کر محمدی خانم کی نظر عنایت اور ہمدردی

نے بیزار ہوگئی اور پھر بہت دیر تک غور کرتی رہی۔ غور کا عام قاعدہ ہی کہ جس قدر گہری فکر سے کام لیا جاتا ہی اُسی قدر خون کا دورہ جسم کے اندرونی سطح کی جانب زیادہ ہو جاتا ہی اور یہی حال تھوڑی دیر محمدی خانم مین بھی دیکھا گیا مگر دم بھر مین انھین نظرون نے یہ دیکھا کہ اسکے اُوداس اور متفکر چہرے پر غیر معمولی سُرخی پیدا ہو گئی۔ ایک ادا کے ساتھ مسکرائی اور مسکرا کر کہا "آپ پریشان نہون مین نے ایک ایسی پُر اثر تدبیر سوچی ہی جس سے یقیناً آپ کا کام نکل جائیگا مگر آج ہی اسکا موقع ہو آپ اتنا کیجیے کہ کسیطرح کہہ سُنکر اپنے گھر مین ایک مجلس عزا کر دیجیے مگر آج ہی شب مین پھر دیکھیے تو کیا ہوتا ہو"
عشاق کے دلکی تو عجیب کیفیت ہوتی ہی۔ کام نکلے یا نہ نکلے مگر ذرا سا سہارا ہونا چاہیے اشتیاق کے مارے کچھ ایسا اعتبار ہو جاتا ہی کہ اللہ کی پناہ اور ایسی توقع ہو جاتی ہی کہ اگر دنیا مین پھر کوئی چیز اسکا مقابلہ کر سکتی ہی تو وہی اُنکی بے اعتباری ہی جو اُن کو اپنی حرمان نصیبی کی وجہ سے بہت زیادتی کے ساتھ ہوتی ہی۔ آخر یہ سُنتے ہی خوش ہو گیا محمدی خانم کو بہت کچھ دیا۔ آیندہ کے لیے بھی امیدوار کیا اور جلدی سے اُٹھکر اُسی فکر مین مشغول ہو گیا جسکے لیے محمدی خانم نے ابھی کہا تھا۔

ساتوان باب

مرثیے کا جھگڑا

اِس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

شروع موسم برسات کی سہانی رات ہی۔ تارے نکلے ہوئے ہین۔ چاندنی چھٹکی ہوئی ہی اور تخمیناً پہر بھر رات سے کسیطرح زیادہ ابھی رات نہین گئی ہی۔ آسمان کے اُس

گرد آلود چھپر کے دھو جانے کی وجہ سے جسپر مختلف موسمون کی چلنے والی ہواؤن نے زمین سے اُٹھتے ہوئے غبار کی ایک تہ جما دی تھی۔ اسوقت کی پھیلی ہوئی صاف صاف چاندنی کچھ اسطرح کا اپنا عجیب لطف دکھا رہی ہی کہ وہ آنکھین بڑے ذوق اور شوق کے ساتھ ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین جنکی نظر کو نیچر کی دلفریبیان دیکھنے کا کچھ چسکا سا ہو گیا ہی۔ آسمان پر چھٹکے ہوئے تارون اور چودھوین رات کے چاند سے نکلتی ہوئی شعاعون مین نیلے نیلے آسمان کے دلفریب عکس نے ملکر نور کے اُس نقص کو دفع کر دیا ہی جو وہ نظر کی خیرگی کے ساتھ آنکھون کے لئے قدرتی طور پر پیدا کرتا ہی۔ خاک اُڑاتی ہوئی گرد اُس دل کی طرح بیٹھ گئی ہی جو خوشی کا کوئی غیبی سامان دیکھکر مدتون کے بعد ذرا آرام کرنے کے لئے سینے مین کسی جگہ بیٹھ گیا ہو اور اُس سبزے مین بھی کچھ ہری ہری پتیان اپنی قوت نامیہ کا جوش دکھاتی ہوئی نکل چلی ہین جنکو زمانہ کی مخالف ہواؤن نے سکھا سکھا کر بالکل کانٹا بنا دیا تھا اور کانٹا بھی وہ جسنے رہ نوردان منزل عشق کے پاؤن کے چھالے پھوڑنے کے لیے خوب ہی نوک تیز کی ہو۔ خیر یہ تو کھلے میدانون کی باتین ہین اسکا حال تو کچھ اُنھین کو خوب معلوم ہوگا جنکو کسیکے ملنے کا شوق۔ کسیکی تلاش۔ عشق کا جنون خیز مادّہ اور دل کی وحشت اس وقت جنگل۔ پہاڑ اور کھلے ہوئے مقامون مین لیے ہوئے پھر رہی ہوگی۔ لیکن ہماری پاک اور محدود نظر خاص سنبھل کی آبادی ہی مین بھی جو سین دیکھ رہی ہی وہ بھی دلچسپی سے خالی نہین ابھی چھٹکی ہوئی چاندنی مین سامنے والی سڑک پر خلاف معمول یہ روشنی کیسی۔ ادیکھی؟ وہ دیکھیے اُس سڑک کیطرف جو چودھری سرائے محلہ مین شمال سے جنوب کیطرف آکر اُس سڑک سے ملگئی ہی جو مغرب کی طرف سے آکر ایک چوراہہ بناتی ہوئی بازار کو چلی گئی ہی۔ ہان دیکھی! لالٹین کی سی روشنی معلوم ہوتی ہی۔ دیکھیے نا اسیطرف کو تو بڑھی چلی آتی ہی۔ بیشک لالٹین ہی کی روشنی ہی۔ وہ کیا قریب آ گئی۔ یہ لالٹین ایک شخص کے ہاتھ مین ہی

جسکو ہم جانتے پہچانتے نہین ہین اور جو ایک جانے والی ڈولی کے ساتھ داہنے ہاتھ پر
برابر چلا جا رہا ہی - بائین ہاتھ پر بھی ایک عورت معلوم ہوتی ہی جو ڈولی کے پردے
کو ہاتھ لگائے ہوئے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہی - گو اُس طرف لالٹین روشن ہی اور
فلک اوّل کی قدرتی قندیل بھی سارے عالم کو منور کیے ہوئے ہی مگر تاہم اس قدر
کافی روشنی نہین ہی کہ ہم اس عورت کو اچھی طرح پہچان سکین مگر ہان اتنا ضرور ہی کہ
اسکی صورت ہماری نظر مین کچھ آشنا معلوم ہوتی ہی - یہ سواری آتے آتے جب سڑک
چھوڑکر ایک گلی کی طرف مڑی تو اس عورت نے کسی سے گھبراہٹ کے لہجے مین کہا "دوستم!
رستم!! لالٹین مجکو دیدو اور تم مکان پر چلے جاؤ - دیکھو بیوی کے ہاتھ کا رومال گر گیا ہی
ذرا دوڑکر لے تو آؤ "

قیاس سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاید رستم اسی شخص کا نام ہی جسکے ہاتھ مین لالٹین تھی
اس وجہ سے کہ اس عورت کے یہ کہتے ہی لالٹین اُسنے فوراً حوالہ کردی اور خود اُس
طرف کو پلٹ پڑا جسطرف سے یہ ڈولی ابھی آرہی تھی - جاتے جاتے یہ ڈولی اَب
ایک کمرے کے پاس لگا دی گئی ہی جسکا بند دروازہ کھٹکٹانے سے کھول دیا گیا -
کہار علیحدہ کر دیے گئے - اور کوئی حور وش عورت ڈولی سے اُترکر کمرے کے اندر داخل
ہوگئی - یہ کون عورت ہی؟ کیسا گورا گورا پیارا پیارا چہرہ ہی - کس غضب کا حُسن ہی
بلا کی شوخی ہی - اُف اور آنکھین کیسی بڑی بڑی ہین - بالکل جادو بھرا ہی - معاذ اللہ
دل نہین سنبھالا جاتا آنکھ سامنے نہین ہوتی - کیا اس حسن و جمال کی صورتین روضہ
رضوان کے سوا دنیا مین بھی ہوتی ہین؟ دنیا کے کس پردے مین ہوتی ہین! کیون
کیا حور اس سے اچھی ہوتی ہوگی؟ شاید ہی ہو جبھی ہم تو اس گومگو کے معاملے مین کچھ
کہہ نہین سکتے کوئی کچھ کہے مگر اس سے زیادہ اور حسین ہونا تو معلوم ہی - یہ کہان سے آئی ہی!
یہ کس کا مکان ہی؟ کیا اچھا سجا ہوا ہی - سبحان اللہ مگر سنسان کسقدر رہی

کوئی نظر نہین آتا۔ لیکن اسکو پہنے دیکھا ضرور ہی۔ کس کا مکان ہی۔ کہین یہ اختر کے رہنے کا تو کمرہ نہین ہی! بیشک بیشک وہی معلوم ہوتا ہی۔ دیکھیے نا وہی دیوانخانہ ہی۔ وہ زنانخانہ ہی اور وہ پائین باغ۔ تو یہ حوروش عورت کہین حسینہ تو نہین ہی ہان ہان بیشک وہی ہی وہی۔ خوب ہی پہچانا۔ مین کہتا تھا کہ ایسا خداداد حسن بھلا اَور کسیکو کب نصیب ہو سکتا ہی۔ تو عجب نہین وہ ساتھ والی عورت بھی محمدی خانم ہی ہو۔ لیکن حسینہ یہان کہان؟ یہ کیا معاملہ ہی۔ اچھا اور اختر؟ مگر دیکھنا تو سہی وہ دروازے کی آڑ مین چھپا ہوا کون کھڑا ہی! - اہا لیجیے وہی حضرت تو ہین ہی ہی۔ ماشاء اللہ کیون نہو۔

حسینہ نے اس کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی حیرت کے ساتھ چارون طرف دیکھا اور جب اسکی طبیعت مین خود بخود کچھ شک پیدا ہوا تو یہ محمدی خانم سے کسیقدر چین بابرو ہوکر کہنے لگی "ای ہی محمدی خانم تم مجھکو کہان لے آئی ہو؟ یہ کسکا گھر ہی۔ کچھ سٹھ تو نہین ہو گئی ہو"

محمدی خانم "ای حضور اللہ اللہ کیجیے۔ خدا کی قسم۔ جناب امیر کی قسم یہ میر صاحب ہی کا مکان ہی۔ کسی غیر کا نہین۔ بھلا اور کہین مین لیجا سکتی تھی۔ میری مجال تھی"

حسینہ "خواہ مخواہ کے لیے تم میری آنکھون مین خاک ڈالتی ہو۔ کیا مین کبھی انکے گھر آئی نہ تھی۔ یہ وہ مکان ہی نہین۔ مین کبھی نہ مانون۔ اور یہان تو خیر سے کوئی نظر بھی نہین آتا۔ نہ چچی جان ہین۔ نہ کوئی نہ کوئی۔ آخر تم مجھکو کہان لے آئی ہو۔ بتاتی نہین"

اس وقت حسینہ کا سرخ سرخ چہرہ بتا رہا تھا کہ غصے نے اسکے خون مین اور خون کے ہیجان نے اسکی طبیعت مین ایک بڑا انقلاب پیدا کر دیا ہی۔ وہ سناٹے مین تھی نہایت وحشت کے ساتھ چارونطرف آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتی تھی اور یہان کا غیر معمولی سناٹا اور بڑھی ہوئی خموشی اسکے نازک دل کی الجھن مین دم بدم ترقی کرتی جاتی تھی وہ اسیطرح حیرت سے دانت کے نیچے انگلی دابے ہوئے چپ کھڑی تھی کہ آخر کچھ تو اپنے دلی شوق

سے بیتاب ہوکر اور کچھ اس خیال سے کہ مبادا اسکے غصّے کا جوش اس کی آواز کو بقصد
بلند نکر دے کہ اور ون کے کان مین پہونچکر اس راز کو فاش کر دے وحشت مین بھرا ہوا
سامنے آیا اور آتے ہی بے اختیار حسینہ کے پاؤن پر گر پڑا حسینہ پہلے تو بسطرح یکبار گی جھجک
پڑی اور جب اُسنے اختر کو پہچان لیا تو وہ اپنا سر تھام کر رہگئی جسمین طبیعت کے سنسنانے
کی وجہ سے سارے جسم کے اجزے منتشر حواسون کے سنبھالنے کے لیے جمع
تھے۔ محمدی خانم کو کھڑے کھڑے خدا جانے کیا خیال آیا کہ وہ بہت گھبراہٹ
کے ساتھ اس کمرے کو ان دونون کے لیے خالی چھوڑ کر باہر نکل گئی حسینہ کے
آنیکے بعد یہان ایک طرف رکھی ہوئی کلاک (گھڑی) کی بڑی سوئی اپنے محیط کے بقدر
حصے کو طے کر گئی تھی جسقدر ایک نازک خیال شخص کے ذہن مین دنیا کا آباد حصّہ ربع مسکون
اپنے کرہ کے پورے محیط کے ساتھ چوتھائی حصّہ کی نسبت رکھتا ہی لیکن اختر ایک
اسی طرح کسیکے نازک نازک پاؤن پر سر رکھے ہوئے پڑا تھا اور حسینہ اسیطرح پیکر تصویر
بنی ہوئی چُپ سناٹے مین کھڑی جسطرح شرم نے حیا کا پتلا بنا کر اسکو پہلے کھڑا
کر دیا تھا۔ نہ پیچھے ہٹتی تھی نہ آگے بڑھتی تھی۔ نہ پاؤن کھینچتی تھی۔ نہ اسکو اختر سے بحث
تھی اور نہ اب محمدی خانم پر غصّہ آتا ہی۔ اُلجھن تھی سنّاٹا تھا۔ حیرت تھی اور رونے
سے کام تھا۔ آنکھون سے آنسو ٹپ ٹپ ٹپک رہے تھے اور سسکیون کا نہ منقطع
ہونے والا سلسلہ اُسکے سارے اعضا کو جنبش دے رہا تھا جسکے ذریعہ سے اختر کو
بھی اُسکے رونے کا علم ہو گیا۔ بے اختیار ہو کر اُسنے پاؤن سے سر اُٹھایا اور دیکھا
کہ صانع حقیقی کی بنائی ہوئی ایک قابل پرستش صورت آٹھ آٹھ آنسوؤن ربع رہی ہی
ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور شوق مین بھری ہوئی نظر لطف نظارہ اُٹھانے کیلئے آنکھون کے
پردون سے نکلکر باہر چلی۔ گو شرم سے لجائی ہوئی حسینہ کو اسوقت حیرت اور غیرت
نے بالکل بے حس و حرکت کر دیا تھا۔ اُس کے جسم کی ساری قوتین اختر کے

دل کی طرح بیکار ہوگئی تھین مگر پھر بھی اُسکے بے حس اعضا مین قدرتی طور پر اسقدر
ادراک باقی تھا کہ اُسنے جلدی کے ساتھ دوپٹے کے آنچل سے اپنا پیارا پیارا چہرہ چھپا لیا اور ہاتھ سے
چھپا کر ادھر سے اُدھر مُنھ پھیر بھی لیا - اختر کی بیخودی اور انفعال پر اب اُسکی بے صبری
غالب آچکی تھی اور عرض حال کی مجبوری ہمکلامی کا شوق اور اُسکی پیاری پیاری سرمگین آنکھون
مین بھرے ہوئے آنسو اُسکو مجبور کر رہے تھے کہ وہ اپنی زبان سے کچھ کہے بالآخر جب
وہ بالکل اپنے اختیار سے باہر ہوگیا تو ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اُسنے اسطرح کہا "آہ
مین نہین جانتا تھا کہ میرا ایک ایسا فعل جسکے کرنے پر مین محض اپنے دل کے شوق اور
محبت کے بڑھتے ہوئے اصرار سے مجبور ہوگیا تھا اس قدر آپکے خلاف طبیعت گذرے گا
ورنہ شاید اسی شوق شوق مین مرجانا قبول کر لیتا مگر ایسا صدمہ آپکے نازک دل کو نہ پہونچاتا
افسوس میری ساری خوشی آپنے خاک مین ملادی - ہاے کیا وقت تھا اور کسطرح گذرا"
اس جملے کے ختم کرنے کے بعد اختر کا خیال تھا کہ اسکے جواب مین کسی کے پیارے
پیارے لب اب متحرک ہوکر اُسکی بیجان امیدون کے ساتھ کچھ مسیحائی کا اعجاز دکھائینگے
مگر آہ حسینہ سی ایک دوشیزہ اور عفیفہ عورت کی بڑھی ہوئی حیا بھلا کب اس امر کی اجازت
دے سکتی تھی کہ وہ ایک غیر مرد سے ہمکلام ہو - گو لڑکپن کے باہمی ارتباط اور عرصہ کی
محبت نے اسکو کسی قدر بے تکلف ضرور بنا دیا تھا اور اسی کے ساتھ دلی شوق بھی اُس کو
بعض بعض اوقات اُبھار رہا تھا مگر پھر بھی شرم کے مارے مطلق اس امر کی جرأت
نہ پڑتی تھی کہ وہ اپنی اُس آواز کو سنائے جو ہوش سنبھالنے کے بعد اتفاقیہ طور پر بھی کسی غیر
مرد کے کانون تک نہین پہونچی تھی مگر ہان اختر کی اس قدر تقریر سے اُسکی خود رفتگی
مین اسقدر کمی تو ہوئی کہ اُسکو اپنی حالت کا کسی قدر ادراک ہو چلا اور وہ اپنی طبیعت کی
سنسناہٹ - دل کی بیچینی - سر کی گردش - تھرتھراتے ہوئے ہاتھ اور ڈگمگاتے
ہوئے پاؤن کی حالت دیکھ دیکھکر اُسیطرح آنکھ بند کیے اور مُنھ چھپائے ہوئے ایک

ہاتھ بڑھا کر دیوار وغیرہ کو اس لیے ٹٹولنے لگی کہ اگر کوئی چیز ملجائے تو اُس کے سہارے سے کھڑی ہون - اختر پر بھی گو اسوقت ایک قسم کی بیخودی کی کیفیت طاری تھی لیکن عشاق کو اپنی جان کا چاہے ہوش ہو یا نہو - مگر عین اُسی بیخودی مین بھی اپنے معشوق کے حرکات سکنات کا خوب ہی ادراک ہوتا ہی - اختر فوراً سمجھ گیا اور گو پاس ادب یہ وکتا ہی رہا کسی کی کھنچی ہوئی ابرو کے پڑے ہوئے بل منع ہی کرتے رہے مگر اس نے ایک نہ سنی اور دونون شانے پکڑکر اسکو ایک آرام چوکی پر بٹھا ہی دیا - اَب حسینہ آرام کرسی پر ایک طرف کو سمٹی ہوئی بیٹھی ہی اور اختر اپنے بیقرار دل کو ایک ہاتھ سے سنبھالے ہوئے سامنے کھڑا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لے رہا ہی جب اس حال پر بھی تھوڑی دیر گذر گئی اور اختر نے دیکھا کہ اُسکی مُہر خموشی اَب کسی طرح ٹوٹتی ہی نہین ہی تو اُسکی طبیعت کی پژمردگی جمال یار کے نظارہ مین بے لطفی پیدا کر چلی - اہل اللہ اور حقیقی عشق والون کی طرح موت کی ڈراونی صورت اسکو ایسی پیاری پیاری معلوم ہونے لگی جسطرح اہل دنیا کو حیات کی ظاہری صورت نہایت دلفریبی اور دلبری کے ساتھ نظر آتی ہی اور وہ ایسے دل کو چیر کر پھینکدینے پر راضی ہو گیا جو حسینہ کی خموشی اور خفگی کی وجہ سے اسکی جان پر ایک حشر برپا کیے ہوئے تھا - اُسکے چہرے پر فوراً ایک قسم کی مایوسی پیدا ہو گئی اور وہ انتہائی درجہ کے مایوس لہجے مین اسطرح کہنے لگا " کیا اَب آپ سچ مچ مجھسے نہ بولیے گا؟ آہ اپنے جان دادہ عاشق اور اپنے شیدائی سے ایسی ناخوشی - ایسی خفگی اور یہ نفرت! پھر اَب میرا جینا فضول ہی - بالکل فضول - تمکو قسم ہی میری نعش پر بھی نہ رونا " اور اسقدر کہنے کے بعد کوچ کی طرف بڑھا اور لپک کر اُس تلوار کو اُٹھا لیا جو کوچ کے قریب دیوار سے لگی ہوئی رکھی تھی - تلوار کا تڑپکر میان سے نکلنا تھا اور حسینہ کا بے اختیار نتھے سے کلیجے کا کانپ جانا تھا - گھبرا کر کرسی سے اُٹھی اور دوڑکر اپنے نازک نازک حنائی ہاتھون سے اختر کا وہ ہاتھ پکڑ لیا جسمین تلوار کھینچکر چلنے کیلئے تیار تھی

مگر آہ پیارا پیارا چہرہ ابتک دو ہی مگر ابتو عالم ہی اور ہی۔ ماشاءاللہ سن بھی ہی ق
خیال سے کہ کہین سر کی نجائے ابھی ہی اور طبیعتون مین اُمنگ بھی۔ خدا کے فضل
زبردست ہاتھون کو کیا روک سکے تین درد بھی۔ درد مین مزے کی کھٹک بھی ہی اور خیر سے
ایک وحشت مین چلے تھے مگر خدا کچھ ذوق بھی ہی اگر ایک کی شوق بھری نظر مست
قسم کی برقی قوت تھی کہ اختر نے کے ڈورے ڈال رہی ہی تو دوسری طرف کو حیا کے
تھی جو ذرا بھی ہاتھ چلتا۔ مگر ہان آہ سیکی غضب ڈھانے والی اُٹھتی جوانی۔ گدرائے
پھر ایسے جینے سے تو مر جانا ہزار درجے بہ ہون اور آنسوون مین بھیگی ہوئی نکیلی پلکون مین بھی
رہ سکتا ہون آہ مجھسے یہ تمھاری بھری ٹھائے دل کو سینہ کے اندر سے نکالے ہی
ہرج ہی کیا ہی چھوڑو میرے ہاتھ کو چھوڑو" عالم مین اُس شرم اور حیا کا تماشا
حسینہ "(بہت پست اور شرمائی ہوئی آواز مین) ہائے اللہ یہ کیا ہی اور اس امر کی
میری ساری عزت اور آبرو اسطرح بُلاکر خاک مین ملا دیگئی اَب اور اُسپر ایک خون کا الزام
بھی میرے سر رکھا جاتا ہی"
اختر "نہین آپسے کیا مطلب۔ آپ کے سر کیون الزام آنے لگا۔ میری قسمت مین
یہی لکھا تھا۔ مگر مین نہین جانتا کہ مجھسے زیادہ اور ایسا وہ کون ہی جسکو آپکی عزت اور آبرو کا
خیال ہوگا۔ مین اور آپکی عزت اور آبرو کا دشمن! واہ رے نصیب"
اس جملے کے ختم کرنے کے بعد اختر کا خیال تھا کہ پھر لب نازک کچھ ہلین گے اور جسطرح ابھی
میری جان بچا لیگئی اب پھر ایک روح افزا صدا میرے کانون مین آئیگی۔ مگر نہین اس کا جواب
نہ تھا۔ ہان یہ تو ہوا کہ حسینہ کا ہاتھ اختر کی کلائی پر سے اُٹھا اور ذرا اور آگے بڑھ کر
اختر کی اُن اُنگلیون کو اُٹھانے لگا جو تلوار کے قبضے کو پکڑے ہوئے تھین اس
مرتبہ تلوار کے چھیننے مین نزاکت بھرے زور سے معمولی طور پر کام نہین لیا گیا تھا
بلکہ مدد کے لیے دوسرا ہاتھ بھی لگا لیا گیا تھا اور اس خیال سے کہ تلوار چھیننے مین کہین کھیچے

پھر گیا تھا۔ اتفاق سے عین چھیننے کی
نکھین چار ہوگئین اور حسینہ نے
بھی اختر کی طرف دیکھا۔
تم کہ دیر تک لڑی رہتی تھر تھرا کر
ہ جیسے رہ گیا۔ کچھ پیشانی پر بل پڑ گئے
ے نکلا وہ چھوڑ دو بھی نہین چھوڑ و گے!
معلوم اس نظر مین کس غضب کی شوخی تھی
دٹ کر کیسی شرارت بھری تھی۔ کچھ قہر بھی
ریہ بچاوٹ بھی ہائے یہ تو سب کچھ تھا مگر غضب تو یہ تھا
پہ کچھ پیار بھی تھا۔ بس یہ معلوم ہوا کہ یکبارگی بجلی سی چمک گئی آنکھین بند بھی
ہوگئین اور کھل بھی گئین۔ بیشک اختر سے اگر اسوقت سے ہفت صد ہفتاد و قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ۔ کا اصلی مطلب پوچھا جاتا تو ہمارا خیال تھا کہ شاید اس کا مطلب
بیان کرنے والا اس دنیا مین اختر سے اچھا کوئی دوسرا نہ نکلتا۔ تلوار اختر نے
آہستہ سے ویدی اور حسینہ اُسکو علیحدہ پھینک کر اُسی کرسی پر بیٹھ گئی جسپر پہلے بیٹھی تھی۔
حسینہ پر اسوقت بلا کا جوبن ہے۔ اُٹھتی جوانی نے اُسکے بےمثل حسن مین اور بھی دلفریبیان
پیدا کردی تھین۔ رنگ نکھر آیا تھا۔ پستئی رنگ کی گرنٹ کا چست گھٹنا پہنے ہوئے ہے
پیازی رنگ کی کرتی ہے اور کپاسی رنگ کا دوپٹہ وہ غضب ڈھا رہا ہے کہ بس
خدا کی پناہ۔ جان کی امان۔ ایمان کی سلامتی۔ اختر کا جب دل آیا تھا وہ اور زمانہ
تھا۔ محبت کو کوئی جانتا نہ تھا کہ کسے کہتے ہین۔ دل مین کوئی ولولہ کسیکے تھا نہین۔
ارمان اور تمنا کو کوئی جانتا نہ تھا اور بات تو یہ تھی کہ اُن دنون مین خیر سے وہ چیز ہی نہ تھی
جوان سب باتون کو پیدا کرتی ہے۔ نہ جذب تھا نہ کشش۔ نہ کوئی ادا سیکھے سے واقف تھا اور

نہ کسی کو شکوہ شکایت کی عادت تھی مگر اب تو عالم ہی اور ہے۔ ماشاء اللہ سن بھی ہے حق بھی ہین۔ دلون مین جوش بھی ہے اور طبیعتون مین اُمنگ بھی۔ خدا کے فضل سے صاحبدل بھی ہین اور دل مین درد بھی۔ درد مین مزے کی کھٹک بھی ہے اور خیر سے طبیعتون مین اُس کھٹک کا کچھ ذوق بھی ہے اگر ایک کی شوق بھری نظر مست آنکھون سے نکلکر پیار اور محبت کے ڈورے ڈال رہی ہے تو دوسری طرف کو حیا کے مارے آنکھ اوپر اُٹھ نہین سکتی مگر کیسی غضب ڈھانے والی اُٹھتی جوانی۔ گدرائے ہوے بدن اور شرم سے جھکی ہوئی آنکھون اور آنسوؤن مین بھیگی ہوئی نکیلی پلکون مین بھی ایک بات نکلتی ہے جو خواہ مخواہ ہاتھ بڑھائے دل کو سینہ کے اندر سے نکالے ہی تو لیتی ہین۔ اختر اَب چپ کھڑا ہوا بیخودی کے عالم مین اُس شرم اور حیا کا تماشا دیکھ رہا ہے جو حسینہ پر بہت مضبوطی کے ساتھ قبضہ کیے ہوے ہے اور اس امر کی تدبیرین سوچ رہا ہے کہ کسطرح اپنا رازِ دل اس کو سناؤن اور کسطرح اسکی پیاری پیاری باتین سنون کہ یکبارگی کچھ آہٹ ہوئی۔ پاؤن کی چاپ سے کان کھڑے ہوئے دروازہ کھٹکا اور دونکی جان سن سے ہو گئی۔ اس وجہ سے کہ انکو بیخودی اور بے احتیاطی نے ابتک دروازے کی شکنی بھی نہین چڑھانے دی تھی حسینہ بھی تھر تھر کانپنے لگی اور ابھی گھبراہٹ مین اسکو کہین چھپ رہنے کا بھی موقع نہین ملا تھا۔ اختر جھپٹکر دروازے کیطرف چلا ہی تھا کہ بھڑا ہوا دروازہ کھلا اور محمدی خانم اندر داخل ہوئی۔ خدا خدا کر کے دونکی جان مین جان آئی اور اختر اُس سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگا خدانے بڑی خیریت کی کہ تم تھین قریب تھا کہ میری جان ہی نکل جائے"

محمدی خانم "مگر حضور آپنے بھی تو غضب ہی کیا تھا۔ کوئی ایسی بے احتیاطی کرتا ہے دروازہ بھی نہ اندر سے بند کر لیا واہ اور جو کوئی اور آجاتا"

حسینہ "(بے اختیار ہو کر) اُنھ۔ کیا ہرج ہی کیا تھا۔ آپکی اور انکی جوتی سے جبر

سے خاندان کی اس قدر بے آبروئی ہوئی تھی اور سہی "
ستر " مین نہین جانتا کہ یہان کے آنے مین بے آبروئی اور رسوائی کی کونسی بات ہوگئی کسیکو معلوم ہی کیا! کیون محمدی خانم "
محمدی خانم "نہین حضور ایسی بات ہو سکتی ہی! کیا مجال جو کسیکو کانون کان خبر ہو بھی اپنی ناک کٹا ڈالون - مگر آپکو دروازہ اندر سے ضرور بند کر لینا چاہیئے تھا "
اختر : - کیا کہون کس کمبخت کو اس قدر ہوش بھی تھا - نہین نہین مین کمبخت نہین ہون مین اسوقت بڑا خوش قسمت تھا - آہ مین تو یہ سمجھ رہا تھا کہ خواب دیکھ رہا ہون یا میرے ایسے کہان نصیب - مگر تم کہان چلی گئین تھین - مین تو جانتا تھا کہ تم یہین کہین باہر کھڑی ہو "
محمدی خانم " نہین حضور مین تو صاحبزادی صاحب کے مکان پر دوڑی ہوئی گئی تھی وہ تو کہیئے میری تدبیر چل گئی ورنہ غضب ہی ہوگیا تھا - جب مین نے انکے اماجان سے جاکر کہا کہ جناب میر صاحب کے گھر مین آج مجلس ہی بیوی کو اور صاحبزادی صاحب کو بلایا ہی تو پھر میرے کہنے سننے سے انھون نے انکو سوار تو کر دیا لیکن اُنکی کہین بھیجوا تھی - وہ تو وہان تشریف لے گئے مگر اپنے آدمی رستم سے کہہ گئے کہ تو سواری کے ساتھ جانا - بھلا فرمایئے اب مین رستم کو کیونکر ساتھ آنے سے روک سکتی تھی خیر وہ موا سواری کے ساتھ ساتھ ہوا مگر جب یہان سواری آگئی تو سچ کہون مین بہت گھبرائی دل مین کہتی تھی کہ اللہ اب کیا کرون اور اسکی موجودگی مین یہان کر کے پاس سواری کسطرح لیجاؤن - مگر قربان جایئے اُسکی کبریائی کے فوراً ایک بات میرے ذہن مین آئی اور مین نے رستم سے کہا کہ رومال رہگیا ہی دوڑ کر لے آ - خیر وہ فقرہ تو میرا چل گیا اور یہان یہ پہونچ بھی گئین مگر مین نے خیال کیا کہ جب وہ زنانخانہ کے دروازے پر آکر مجھکو پکارے گا تو میرا سارا فریب سب پر کھل جائے گا اسلیئے مین یہان سے دوڑی

اور اُسکو راستہ ہی مین لیا۔ رومال مین نے لے لیا اور کہا کہ تم اَب جاکر آرام کرو ناحق کے لیئے وہان دو تین گھنٹے بیٹھے رہو گے۔ سو ڈھائی گھنٹے کے بعد چلے آنا۔ خیر خدا کا شکر ہی کہ وہ میرا کہا مان گیا اور اصل بات یہ تھی کہ تھا مو انیند مین بھرا۔ اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہوگیا اور مین چلی آئی "

حسینہ کی نازک طبیعت یہ غضب کی باتین سُن سُن کر غُصّے کے مارے سانپ کیطرح بل کھا رہی تھی۔ جب محمدی خانم کی طول طویل تقریر ختم ہوئی تو وہ بہت غصّے کے لہجے مین اسطرح کہنے لگی " اُف ری مکارہ۔ یہ فریب۔ یہ جعل۔ مین کہتی تھی کہ آیا جان سے میرے لے چلنے کے لیے آخر اسقدر کیون اصرار ہو رہا ہی۔ ہان یہ مطلب تھا! اَب کمبخت یہان سے لے بھی چلیگی کہ نہین۔ اُف تیرے کاٹے کا تو منتر ہی نہین مین کیا جانتی تھی۔ الامان۔ الحفیظ۔ مگر خیر دیکھ تو سہی اسکا کیسا مزا چکھاتی ہون "

اختر " نہین۔ اسمین محمدی خانم کا کچھ قصور نہین ہی وہ محض بے گناہ ہی بالکل مجبور یہ خطا تمھارے اسی خطاوار کی ہی۔ اسکو جو چاہے سزا دے لیجیے۔ سامنے حاضر ہی "

اختر کا خیال تھا کہ شاید حسینہ اَب اس موقع پر اُس سے ضرور ہمکلام ہوگی لیکن جب چند لمحے اسپر بھی گذر گئیے تو اختر نے پھر بیتاب ہو کر کہا " ہائے کیا اس بات کی قسم کھائی ہی کہ مجھسے نہ بولوگی۔ آخر میری خطا؟ جواب دو " لیکن اسکا بھی کچھ جواب نہ تھا۔ مگر ہان محمدی خانم کی اس تقریر سے ہمارے وہ خیالات ضرور ہمکو کسی قدر انفعال کے ساتھ واپس لینے پڑے جو بہت بدگمانی کے ساتھ ایک دوشیزہ لڑکی کے پارسا دامن پر بدنما دھبا لگانے کے لیے چلے تھے۔ حسینہ کا اختر کے پاس اسطرح آنا بیشک تعجب سے خالی نہ تھا لیکن اب ہمکو معلوم ہوا کہ یہ سارے فریب اور چالاکیان خدا غارت کرے اُسی کمبخت محمدی خانم کی ہین جسکا قیافہ ہماری طبیعت کو پہلے ہی مشکوک کر رہا تھا ایسی شوخ اور چنچل عورتین جو کچھ نکرین وہ تھوڑا ہی۔ خدا ان سے محفوظ رکھے۔ آج شام

کو اختر سے مجلس عزا کی بابت جو گفتگو ہو رہی تھی - غالباً وہ اسی غرض سے تھی - اختر کے کہنے سے جب اُنکی والدہ نے مجلس کرنے کا ارادہ کیا تو محمدی خانم نے باتون باتون مین میر باقر حسین صاحب کے گھر کا کچھ تذکرہ چھیڑ دیا - اس گھر سے اور میر باقر حسین صاحب کے گھرانے سے چونکہ قدیم سے مراسم اور بہت انتہا محبت تھی اسوجہ سے [illegible] خلوص نے اختر کی والدہ کو اس امر پر مجبور کیا کہ اگر میر باقر حسین صاحب کی بیوی اور اُنکی صاحبزادی بھی مجلس مین شریک ہو کر داخل ثواب ہون تو اچھا ہے اور ملاقات بھی ہو جائیگی - فوراً انھون نے محمدی خانم سے کہا "اچھا محمدی خانم! تم ذرا میر باقر حسین صاحب کے گھر چلی جاؤ نا - ہماری بندگی کہنا اور کہنا اگر تکلیف نہ ہو تھوڑی دیر کے لیے تشریف لے آئین - مجلس ہے"

محمدی خانم کو پہلے سے اس امر کو بخوبی جانتی تھی کہ میر باقر حسین صاحب کی بیوی آج گھر مین نہین ہین مگر اُسکے لیے اس قدر حیلہ کافی تھا - عین وقت پر خوش خوش میر باقر حسین کے گھر پہونچی اور اُن سے کچھ ایسا اصرار کیا کہ گو اُنکی طبیعت کے یہ کیسی قدر خلاف بھی تھا کہ ایک جوان کنواری لڑکی اسطرح بغیر اپنے کسی بزرگ کے غیر گھر مین جائے مگر کچھ تو آپس کے بڑھے ہوئے مراسم اور کچھ محمدی خانم کے اصرار کے سبب سے بیچارے نے مجبور ہو کر حسینہ کو سوار ہی کر دیا -

محمدی خانم نے اب پھر تھوڑی دیر کے لیے انکو تخلیہ کا موقع دیدیا تھا - وہ باہر کھڑی ہوئی نگہبانی کر رہی تھی اور اندر اختر اسیطرح حسینہ کو ہمکلام ہونے پر مجبور کر رہا تھا جب اختر کی لجاجت کا درجہ اُس کے شوق - حسینہ کے سکوت کیطرح انتہا سے گذر گیا تو حسینہ نے مجبور ہو کر بہت دبی زبان سے کہا "یا اللہ تو اب اسکی کیا ضرورت ہے کہ مین بالکل بے حیا ہی ہو جاؤن - اور مین کہون تو کیا کہون - مجکو تو کچھ کہنا بھی نہین آتا (منھ موڑ کر) کہان تھے - کب تشریف آئی - مزاج اچھا رہا؟ لے اب جانے دیجیے - آپکا

کہا بھی ہوگیا"

اختر یہ آخری جملہ سنکر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا "واہ واہ قربان جائے آپکی اس مزاج پرسی کے کیا خوب حال پوچھا سبحان اللہ خیر خدا آنکو خوش رکھے۔ تم نے اگر اس بے اعتنائی کے ساتھ بھی پوچھا تو بہت پوچھا مگر آہ ہم کیا بتائین کہ ہمارا کیا حال ہے ؎ نہ پوچھو کچھ مصیبت وہ منزل مصیبت کی یہ خدا پر خوب وشمن ہو گذر جسطرح کرتے ہین ؟ آج تیسرا دن لکھنؤ سے آئے ہوئے ہے۔ بس جسدن آپ کا خط پایا اُسی دن چلدیا"

یہ جملہ سنتے ہی حسینہ کا چہرہ زرد ہوگیا اور اُس دن کے جوش جنون اور جوش جنون کے ساتھ اپنے خط لکھنے کو یاد کرکر اپنی حماقت اور بے حیائی پر نفرین کرنے لگی۔ اُسنے اپنے چہرے کے متغیر کرنیوالے خیالات کو بہت ہی استقلال کے ساتھ روکا اور پھر بہت تعجب کے لہجے مین اسطرح کہا "ہائین میرا خط۔ میرا خط کیسا؟ مین خط کیون لکھنے لگی"

اختر "بجا یعنی احسان کرکے مکرنے کی بھی کوئی ضرورت ہے۔ مگر ہان وہ تو عادت پڑی ہوئی ہے۔ ہائے دل لیکر بھی تو تم ہی مکرتی ہو۔ خود ہی تو لکھا اور فرماتی ہین کیسا خط" اور جیب سے اُسکا خط نکال کر کہا "یہ کیا میرے پاس ابتک خط موجود ہے۔ بھلا اسمین مکرنے کی کیا بات تھی۔ مین تو اس محبت اور عنایت کا شکریہ ہی ادا نہین کرسکتا"

حسینہ "(حیرت کے لہجے مین) دیکھون۔ اور کسی نے لکھا ہوگا" اور ہاتھ بڑھا کر اختر کے ہاتھ سے خط چھین لیا۔ اختر ہائین ہائین کرتا ہی رہا اور اُسنے جلدی جلدی پرزے پرزے کرکے اُسکو پھینکدیا اور پھر ایک ادا کے ساتھ اسطرح کہا "یہ میرا خط نہین تھا۔ مین کیون لکھتی اور اگر لکھا بھی ہوگا تو اُسوقت مین اپنے حواس مین نہونگی"

اختر "(بہت غمگین آواز مین) تو پھر آپنے چاک کیون کرڈالا۔ ہائے وہ تو تمھاری ہی نشانی تھی۔ مین تو اُسکو دیکھ دیکھکر اپنا دل خوش کرتا تھا۔ چار پانچ روز سے تنہائی مین بھی بڑا مونس تھا۔ ہائے اسکو مین نے تعویذ بنانے کے لیے رکھا تھا اور تم نے اسکو

چاک کر ڈالا۔" اتنا کہا اور آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔
حسینہ :۔ (جھنجلا کر) بس انہیں باتوں سے تو میری طبیعت مین آگ لگ جاتی ہے۔ آدمی کو کہنا وہی چاہیئے جسکو دل سے اگر پوری مناسبت ہو تو خیر کچھ تو ہو یہ تو نہو کہ کہیں ذرا لگاؤ بھی نہو"
اختر :۔ تو کیا مین اسمین جھوٹ بھی کہتا ہون۔ اللہ اکبر آپ کو ابھی میری محبت ہی مین شک ہے"
حسینہ :۔ (پست آواز مین) جی نہین۔ خدا نکرے۔ بالکل سچ خیر اس جھگڑے کو تو جانے دیجیے۔ مین جھوٹی سہی غلطی ہوئی۔ معاف کیجیے۔ مگر للہ مجکو یہان سے جانے دیجیے اگر کہین کسیکو خبر ہوگئی تو ہائے مین تنگ خاندان تو کہین کی بھی نرہی"۔ اور پھر رونے لگی۔
اختر :۔ یا اللہ تو اسقدر گھبراتی کیون ہو۔ یہان سے اٹھکر اندر چلی جانا۔ کسی کو خبر بھی نہوگی۔ کیا تم کبھی یہان آتی جاتی نہ تھین۔ مگر مین اسوقت تک ہرگز نہین جانے دونگا جبتک تم اس بات کو صاف نہین کروگی۔ آخر تم نے یہ کہا کیا تھا۔ ہائے تمھارے لیے تو سڑی سودائی تک بن گیا اور تمھین ابھی میری محبت ہی مین شک ہے"
حسینہ :۔ (کچھ چین بابرد ہوکر) اسمین مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اپنے دل سے پوچھنا چاہیئے۔ جو کوئی جسکا ہوگا۔ ہوگا۔ خدا اسکو مبارک کرے۔ میرا اسمین کیا ذکر۔ مجکو ایسی واہی تباہی باتین اچھی نہین معلوم ہوتین۔ دل مین کچھ ہو زبان پر کچھ۔ کرتے کیا ہین اور کہتے کیا ہین"۔ اور پھر اسطرح بیچین ہوکر آٹھ آٹھ آنسوؤن رونے لگی کہ اگر سسکیان اور سسکیون مین ہچکیان آکر حائل نہو جاتین تو ایسا خیال ہوتا تھا کہ بہنے کا غیر منقطع ہونے والا سلسلہ سب بھرے ہوئے بخارات کو یکبارگی نکالکر ختم ہوگا جسکے ساتھ ہی ساتھ شاید دل اور دل کے ساتھ خدانخواستہ دم بھی نکلجائے۔ اختر یہ حال دیکھکر بیتاب ہوگیا اور ہاتھ جوڑکر اسطرح کہنے لگا "پیاری خدا کے لیئے اجازت دو کہ تمھاری آنکھون

سے آنسو پوچھون - دیکھو میرا دل اس معاملہ مین تم سے زیادہ نازک ہی اور بہت صدمے اُٹھائے ہوئے بھی - وہ رونے کا مدتون سے عادی ہو رہا ہی - اَب یہ آنکھین تمھارا رونا نہین دیکھ سکتین "

حسینہ " (سر ہلاکر) نہین - ان آنسوؤن کو کوئی نہین پوچھ سکتا - یہ قسمت کا رونا ہی - انکو اگر کوئی پوچھ سکتا ہی تو میرے کفن کا دامن " اور بے اختیار ہو کر رونے لگی -

اختر " (گلوگیر آواز مین) خدا کے لیے اَب نہ روئیے - بس - یہ پیاری آنکھین تُو لانیکے لیے ہین - رونے کیواسطے نہین - آہ مین سمجھ گیا - بیشک مین تمھارا خطاوار ہون مین نے تمھارے ساتھ بڑی بیوفائی کی مگر نہین - مین نے نہین - یہ میرا قصور نہین ہی مین ایسا سخت صدمہ تمھارے نازک دل کو کبھی نہ پہونچاتا - ابا جان اور اماجان کا خدا بھلا کرے یہ سارے ظلم انھین لوگون کے کیے ہوئے ہین - ہائے مین تو کسیطرح راضی ہی نہ تھا سب نے میری جبراً شادی کر دی - ہائے میرا گلا کُند چھری سے کاٹ ڈالا - مگر پیاری حسینہ یہ دل تمھارا ہی - اسپر کسی کا زور نہین - اسکی تم مالک ہو - تم کو یہ مبارک - اسکو کوئی نہین لے سکتا - کیا مجال - کیا مقدور "

حسینہ " (بھرائی ہوئی آواز مین) خیر - ان باتون کے بنانے سے کیا مطلب مین کچھ کہتی ہون - اور نہ مین اسلیئے روئی تھی - بس اَب مجکو یہان سے جانے دیجیے - یہی آپکی عنایت کافی ہی "

اختر " یون نہین - جبتک آپکے دل کا شک نہین نکل جائیگا مین نہین جانے دونگا "

حسینہ " اَب زبردستی کی تو بات ہی دوسری ہی مگر "

اختر " کہیے کہیے - زبان دبانے سے کیا مطلب - ادھر دیکھو میری طرف مگر شبہہ نہین جائیگا - ہائے کسطرح تمکو یقین دلاؤن - اور کچھ نہ سہی تم نے فقط ایک اسی بات پر تو غور کیا ہوتا کہ اگر میری طبیعت کو کچھ بھی اُن سے تعلق ہوتا تو مین سنبھل چھوڑ کر لکھنؤ مین

تنہا کیون رہتا"

حسینہ "(جھنجلا کر) اُنھ - مجکو ان جھگڑون سے کیا مطلب - ہوگا - میری بلا سے اب تم مجکو جانے بھی دوگے کہ نہین"

اختر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ محمدی خانم نے اندر آ کر کہا "اے حضور اب انکو جانے دیجیے مجلس عرصے سے ہو رہی ہو - اب ختم ہونے کے قریب ہی ہو - ورنہ پھر مشکل پڑ جائیگی"

حسینہ "بڑی بات جو تم نے اپنی منحوس صورت دکھائی - ڈولی لگی ہو؟"

محمدی خانم اسکے جواب مین ہان کہنا ہی چاہتی تھی کہ اختر نے بات کاٹ کر کہا "ابھی نہین - ذرا ٹھہرو محمدی خانم تم پر ایسی کیا جلدی پھٹ پڑی ہو - ابھی تو خدا خدا کر کے انکی زبان کھلی ہو"

محمدی خانم "نہین حضور - وہ راہ چلیے کہ نبھ جائے - انکی آبرو پر حرف بھی نہ آئے اور میری ناک بھی سلامت رہجائے"

اختر "اچھا تو مین ان سے ایک بات اور پوچھ لون (حسینہ سے مخاطب ہو کر) ہان تو بتا دیجیے کہ اب آپ کا اطمینان ہو گیا - دل صاف ہی - کیون؟"

حسینہ "(ٹھنڈی سانس لیکر) ناحق کے لیے مجھسے یہ بار بار سوال کیا جاتا ہی اس کا جواب بہت سخت ہی جسکے سوچنے سمجھنے اور پھر الفاظ کا جامہ پہنانے کے لیے ان سب مصیبتون اور کاہشون کو جھیلنا ضروری ہی جو اس چار دن کی کمبخت زندگی مین پیش آنیوالی ہین - آہ اسکا جواب اُسدن دونگی جبدن ساری خلقت آپکو شاباش اور مرحبا کہنے کیلیے خدا کے سامنے کھڑی ہوگی اور خدا ہمارا اور آپ کا انصاف کرنیکے لیے تخت عدالت پر بیٹھا ہوگا"

حسینہ نے یہ کلمات جسوقت اپنی زبان سے ادا کیے تھے اُس وقت اُسکا وہ چہرہ بالکل سُرخ ہو گیا تھا جسکو شرم اور اندیشے نے پہلے بالکل سپید کر دیا تھا اور بے اختیار آنسو آنکھون سے ٹپ ٹپ گر رہے تھے - اختر کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا اور وہ بڑی حسرت اور مایوسی کے ساتھ اس پیارے پیارے چہرہ کی طرف دیکھ رہا تھا جو کیسے منھ تھوتھا لینے

کی وجہ سے کچھ عجب عجب دلفریبیون کا منظر بنگیا تھا غصے سے چین جبین یار کا عکس لمپ کی تیز روشنی مین بجلی کیطرح تڑپ رہا تھا - ابرو کسی خنجر آبدار کی طرح وہ بھی جو کیسی کی جان لینے کے لیے چلا ہو کھنچی ہوئی تھین اور نکیلی اور برگشتہ پلکین آنسوؤن مین بھیگ بھیگ کر نوک سنان سے بھی کہین زیادہ بڑھ گئی تھین - حسینہ نے آنکھ اُٹھا کر ایک مرتبہ اپنی قہر آلود نظر سے اُسکی طرف دیکھا - دیکھکر مُسکرائی اور تبسم مین آبدار دانتون کی تڑپتی ہوئی روشنی ہنسی کا رنگ جماتی ہوئی اُس سرخی کو لے اُڑی جو ابھی اسکے چہرے پر غیر معمولی طور پر بڑھ گئی تھی مگر آہ حسینونکو تو کچھ بگڑنے اور ستانے کی عادت ہوتی ہی - فوراً ہی سر جھکا لیا گیا اور یہ کہتی ہوئی کرسی سے اُٹھ کھڑی ہوئی "افوہ بیچارے کو کسقدر صدمہ ہی! اے محمدی خانم چلو"

حسینہ کا یہ کہنا تھا کہ اختر بے اختیار ہو کر اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک ٹھنڈی سانس لیکر اپنی بھرائی ہوئی آواز مین اسطرح کہا "کہان جاتی ہو - ہائے میرے دل کو تو سمجھاتی جاؤ - ادھر تم سدھارین ادھر مجھسے یہ چھوٹے - اُف تم بڑی سنگدل ہو - تمھارا پتھر کا دل ہی - بڑی بے رحم ہو ابھی کیا ارشاد ہوا تھا - مجکو صدمہ نہین ہی؟ تم صدمہ کا حال دیکھنا چاہتی ہو نکھاؤن" اور یہ کہکر پھر اس تلوار کیطرف بڑھا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے چھین کر حسینہ نے علیحدہ پھینکدی تھی محمدی خانم نے تیور بدلے ہوئے دیکھ کر جلدی سے اُٹھالی اور حسینہ سے مخاطب ہو کر اسطرح کہنے لگی "یہ تو یہ صاحبزادی صاحب - اب ایسا بھی غصہ کس کام کا - آدمی کو ذرا تو خیال چاہیئے کیا دشمنون کی جان لینے کا ارادہ ہی - معاذ اللہ ایسی خفگی اچھی نہین"

حسینہ "(دبی زبان سے) ای ہی تو ایسا مین نے کہا کیا تھا! اور کچھ جھوٹ کہا تھا؟ تو پھر اسقدر کوئی بنے کیون"

اختر "(محمدی خانم کی طرف ہاتھ بڑھا کر) لاؤ بھی تم مجکو تلوار دیدو - مین انکو اچھی طرح دکھا دون کہ اسطرح بنتے ہین"

حسینہ "(محمدی خانم کو ہاتھ کے اشارے سے منع کر کے) نہین محمدی خانم خبردار دیکھو

تم انکو ہرگز نہ دینا بکنے دو"

محمدی خانم:" تو پھر آپ ایسی طعن طرز کی بات ہی کیون کہتی ہین جو تلوار سے بھی زیادہ کام کر جائے۔ دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے مگر پھر بھی دل سے نہ نکلے۔کسیطرح نہ نکلے"

حسینہ:" ہائے اللہ۔ سب میرے ہی دشمن ہین۔ یہ کمبخت بھی مجھی کو کہتی ہے۔ مین نے کیا کہا جسکی یہ آگ لگائی ہوئی ہی انکو کوئی نہین کہتا (اختر کی طرف دیکھکر) ہونٹھ کھڑے کیسے ہین بیچارے گویا کچھ جانتے ہی ہنین"

اسقدر کہنے کے بعد حسینہ کی نظر اختر کی طرف سے پھر گھڑی کی طرف سوئیون پر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ اب دس پر بیس منٹ آگئے ہین۔ وحشت نے یا اور گھبرا کر پھر اسطرح کہنے لگی بھئی اللہ یہ کیا غضب ہی جانے نہین دیتے۔ یہ وقت آیا ہی اور مین ابتک یہین بیٹھی ہون۔ خدا کیلئے مجکو جانے دو" حسینہ نے جس طریقہ سے اس جملہ کو ادا کیا تھا وہ دیکھنے کے قابل تھا۔ اُس کے چہرے کا رنگ اُسیطرح فق تھا جسطرح صبح کا تارا نکلنے کے بعد اور ستارون کا۔ یا شب وصل کی صبح کو کسیکے گھر مین مہمان آئے ہوئے اُس حسین کا جسنے اپنی خمار آلود آنکھین کھولتے ہی یہ غضب کا معاملہ دیکھا ہو کہ صبح تو ہو گئی ہی آفتاب نکل چکا ہی۔ زرد زرد سرخی مائل دھوپ چارون طرف پھیل گئی ہی اور ہائے ابتک وہ سو ہی رہا تھا حسینہ کی آنکھین گھڑی کی سوئیون پر لگی ہوئی تھین اور لمبی لمبی سانسین بتا رہی تھین کہ دل کی گھبراہٹ اسوقت اسکے سینے مین ایک حشر برپا کئے ہوئے ہی۔ اُسکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے تھے۔ وہ اپنے دونون نازک ہاتھ اختر کے سامنے جوڑے ہوئے تھی اور جس لب و لہجے سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے وہ عاجزی خوشامد اور گڑگڑاہٹ کا پہلو لئے ہوئے تھا۔ وہ بہت متوحش تھی اور اُسکا اضطراب بتا رہا تھا کہ اب یہ انتہا درجہ کی گھبرائی ہوئی ہی۔ ای حسینون کی اچھی اچھی صورت پر جان دینے والو ای تیغ ابرو کے گھائلو۔ تیر نظر کے بسملو۔ بھولی بھولی صورت والون کے ایک ایک ناز و کرشمے پر سو سو تمناؤن سے جان اور ایمان صدقے کرنیوالو۔ ای بیچین دل کو اپنے اپنے سینہ

مین پیئے پیئے پھرنے والے لوگو اور اے حضرت عشق کے رہے سہے نام لینے والو تمہین اپنے ضبط ہی کی قسم ہی خدا کے لیے سچ کہنا تم مین سے کوئی بھی اپنے محبوب اور اپنے دل اور جان کے مالک کو اس اضطراب سے اس گھبراہٹ اور اسطرح منت و عاجزی کرتے ہوئے دیکھ سکتا ہی؟ ہم تم مین سے نہین ہین مگر ہان رقیق القلب ضرور ہین سچ کہین ہمارا تو یہی خیال ہو کہ ایسی منت اور ایسی عاجزی کوئی نہین دیکھ سکتا۔ اختر بے اختیار ہو گیا اور گو اُسکی ساری باتین راز محبت بنی ہوئی دل ہی دل مین رہین مگر حسینہ نے اُسکے دل کیطرح اُسکی زبان کو بھی اپنا طرفدار کر لیا اور بالآخر اسکو یہ کہتے ہی بنائے بہت اچھا۔ جو آپ کی خوشی۔ اور کیا کہون اور کہون تو کیونکر کہون"

حسینہ جب اختر کی طرف سے پھری تو پھر محمدی خانم کے سامنے اسیطرح ہاتھ جوڑکر کہنے لگی وہ دیکھو محمدی خانم۔ اب میری عزت اور آبرو تمھارے ہی ہاتھ ہی۔ تم مجکو بے حیا ضرور کہتی ہوگی اور ضرور ہو بھی گئی۔ مگر یہ کس نے کیا۔ نہین کہونگی۔ مین خود تھی جو ایسا ہوا۔ مگر خدا کے لیئے اسکا کہین تذکرہ نہ کرنا" اور یہ کہکر ابر نوبہار کیطرح پھر رونے لگی۔ محمدی خانم نے بہت تسلی دی۔ اخفائے راز کا وعدہ کیا اور پھر اُسکی مضبوطی کے لیئے قسمین بھی کھائین۔

اس دو گھڑی کی ملاقات نے اختر کے پُرارمان دل مین گو معشوق طبعون کی شوخی مزاج کیطرح خوب چٹکیان لے لیکر۔ بگڑ بگڑکر اور مچل مچل کر بہت چاہا کہ اپنی اُن تمناؤن کو نکلنے کی اجازت دے جو عشق کا بڑھا ہوا جوش اور شوق کا بڑھا ہوا ولولہ اُسکے دل مین پیدا کر رہا تھا مگر ایک طرف حسینہ کی شرمائی ہوئی آنکھین۔ آنکھون مین بھرے ہوئے آنسو۔ اُسکا گھبرا گھبرا کر جانیکے لیئے تقاضا کرنا اُسکے پیارے پیارے چہرے کا اضمحلال اور اُس اضمحلال نے گھبراہٹ کی آمیزش اور اُسکے بے مثل حُسن کا رُعب اختر کو کسی طرح اس امر کی اجازت نہین دیتا تھا کہ وہ اپنے دریائے شوق کی اُٹھتی ہوئی لہرون کا کچھ بھی مد و جزر دکھا سکے۔ نہین۔ وہ اپنے ہوش و حواس مین نہ تھا۔ بیخودی اسپر پوری طرح سے اپنا قبضہ کیئے ہوئے تھی۔ اور اُس اتفاقی ملاقات کی خوشی اُسکو دنیا و مافیہا

سے اس درجہ بے خبر کیے ہوئے تھی کہ ارمان اور تمناؤن کے بڑھے ہوئے تقاضے۔ حضرت
دل کے بڑھے ہوئے ارادے اور ناجائز خواہشون کی غضب کی چٹکیان یہ سب ایسی معلوم
ہوتی تھین جیسے خواب کی باتین۔ اگر اُسکی بڑھی ہوئی بیخودی اُسکو کسی وقت اس امر کا موقع بھی
دیدیتی تھی کہ وہ ان دور از وہم وخیال باتون کو واقعی سمجھے تو اسکے ساتھ ہائے دم بھر کے بعد
کسیکے چلے جانے کا روح فرسا خیال ان سب لطفون کو کچھ ایسا خاک مین ملا دیتا تھا کہ اُسکو خدا
کی دی ہوئی اس خوشی مین افسوس سے بھی اسقدر فرصت نہین مل سکتی تھی کہ بیچارہ اپنی
دلی خواہشون کے متعلق زبان کھولے۔ تاہم اختر نے بہت استقلال سے کام لیا اُسنے اپنے بے قابو
دل کو ہاتھ جوڑ جوڑ کر بہت سنبھالا اور منت سماجت کر کر دو ایک باتون کی نسبت کہا بھی اور بہت اصرار
سے کہا مگر خدا سلامت رکھے حسینہ کی شرم اور لحاظ کو ہائے اُسکی ایک خاموشی نے اُن سب
باتون کو اُسکے ارمان بھرے دل کے اندر اسیطرح سربمہر رکھا جسطرح ناامیدی اور حرمان نصیبی
نے گرہ پر گرہ لگادی تھی یا جسطرح حسینہ کی بل پڑی ہوئی پیشانی کی گرہ کسیطرح کھلنے ہی نہین
آتی تھی۔ اُس کے سارے ارمان بیدل ہوکر سر پیٹتے ہوئے خانۂ دل مین بند ہوگئے دل
اپنا سا منہ لیکر رہ گیا اور حسینہ ڈولی پر سوار ہوکر زنانخانے مین چلی گئی۔

حسینہ کے جانیکے بعد اختر کے دل پر کیا گذرا؟ آہ وہ دل پکڑ کر رہ گیا۔ دنیا اُسکی نظرون مین
تاریک ہوگئی۔ صبر و قرار اُسکے دل سے اُسیطرح چلے جسطرح ابھی حسینہ بے دلاسا دیے اُس سے
رخصت ہوئی تھی۔ اور پھر وہ سب جانکاہ مصیبتین اُسکے غمگین دل پر طاری ہوگئین جن کی
یورش شب فراق مین کسی حرمان نصیب عاشق پر ضرور ہونا چاہیئے۔ حسینہ تو دو گھڑی اندر
بیٹھکر اپنے گھر چلی گئی مگر آہ اختر کا رات بھر یہی شغل تھا کہ کبھی کمرے کے اندر جاتا تھا اور کبھی
گھبراکر باہر نکل آتا تھا۔ اُسکا محبت بھرا دل بار بار اسکو اس امر کا یقین دلا رہا تھا کہ حسینہ جب اندر سے
رخصت ہوگی تو مجھسے ضرور ملکر جائیگی لیکن جب یہ خیال غلط نکلا اور حسینہ چلی بھی گئی تب بھی اُسکا یہی
یقین تھا کہ حسینہ اب کوئی دم مین گھر سے آتی ہی ہوگی۔ مگر جب رات بھر کی اُسکی بیچینی دیکھتے دیکھتے

مرغان سحر نے گھبرا کر شور مچایا تو اُسوقت اُسکو اس امر کا ہوش آیا کہ رات شب وصال نہ تھی فراق کی رات تھی اور جو کچھ دیکھا وہ خواب تھا - ہان جنون کے وحشت خیز ولولون کی وجہ سے بیقرار دل کو ہاتھ پر لیکر رات بھر ٹہلتے ٹہلتے پاؤن شل ہوگئے تھے - دل مین ٹیس تھی کلیجے مین کسک تھی جس سے کسیقدر اس امر کا دھوکا گذرتا تھا کہ شاید رات کے واقعے کا بھی حقیقت مین کچھ وجود تھا - اختر سے اگر اسوقت کوئی پوچھتا کہ رات کی ملاقات مین کیا ہوا؟ تو شاید اختر روکر یہی جواب دیتا کہ کچھ نہین - نہ دل کا کوئی ارمان نکلا - نہ کوئی تمنا بر آئی - نہ شکوے شکایت ہوئے - نہ کسی کا شوق - دل کا غبار نکلا اور نہ بھری ہوئی کدورت سے کسی کا دل ہی صاف ہوا - ہان یہ تو ضرور ہوا کہ اختر کی اس حرکت سے حسینہ کسیقدر اور خفا ہوگئی یا کچھ محبت کی دبی ہوئی آگ بھڑک اُٹھی اور کچھ دل کا درد کسیقدر اور ترقی کر گیا - اب یہی اور رات دن حسینہ کا خیال - خیال ہی اور محبت کی زیادتی - زیادتی ہی اور جنون کا جوش - اختر ہی اور کوئے یار اور اکثر رات دن وہین انکا رمنا بنا رہتا ہی - میر باقر حسین صاحب سے بھی بہت کچھ محبت بڑھائی ہی - کرار اور انصار سے بھی یارانہ ہوگیا ہی اور اپنا مطلب نکالنے کے لیئے اُسی اسکول مین نام بھی لکھا لیا گیا ہی جسمین حسینہ کے بھائی پڑھتے ہین لیکن پڑھنا کیا ہی وہی حسن اور محبت کی کتاب پڑھتے ہین جو اُنکے بہت سے ہم سبق وامق اور فرہاد حضرت عشق سے پڑھتے رہے ہین اور ہو بہو وہی طریقہ اختیار کیا ہی جو انکے ہم لقب قیس عامری کا تھا حساب مین اگر کچھ دل بہلتا تھا تو اعداد کی طرح گھنٹے اور گھڑیون کے گننے یا جبر مقابلے کے سوالات حل کرنے مین - ہسٹری مین اگر ان کو کچھ دلچسپی تھی تو وہ انھین عشاق کی سوانح عمریان تھین جو انکی جان سے دوران سے پیشتر عشق کی مصیبتین سہتے سہتے دنیا سے چل بسے - جاگرفی مین جو سبق یہ خوب یاد کرتے تھے وہ وہی ہوتا تھا جسمین اونچے اونچے پہاڑ - وحشت خیز بیابان اور خار دار میدانون کا تذکرہ ہوتا تھا - لاجک کے سُنے سنائے مسائل مین تصورات کے مباحث تصدیقات سے انکو اچھے معلوم ہوتے تھے - اقلیدس کی مختلف شکلون

ہین یہ حضرت رات دن اُسی شکل کو ڈھونڈتے تھے جس کے ذریعہ سے وصل کی کوئی صورت اور شکل نکلتی - اور اگر سائنس مین کچھ جانتے تھے تو بس اسیقدر کہ بخارات یون بنتے ہین جسطرح آہین - اور پانی یون بنتا ہی جسطرح آنکھون سے آنسو - خیر اس پڑھنے لکھنے کے شغل نے اُنکو کوئی علمی نفع دیا ہو یا نہین مگر نام لکھانے سے جو اُنکی اصلی غرض تھی وہ ان کو ضرور حاصل ہو گئی - حسینہ کے بھائیون سے ان کی دوستی بہت بڑھ گئی اور حسینہ کے گھر آنے جانیکے لیئے ان کیواسطے یہ اچھا حیلہ ہو گیا - یہ دونون لڑکے اپنی کم سنی کی وجہ سے بہت کچھ انکے کام آئے اور انھین کے ذریعہ سے سلام پیام بھی آنے جانے لگا -

لیکن حسینہ کی غیور اور باحیا آنکھون نے پھر ایک مدت تک اختر کی صورت نہین دیکھی اور نہ اپنے ان رازون کو اختر پر ظاہر ہونے دیا جو اختر کی محبت یا اسکی شرم اور لحاظ نے اسکے دل مین امانت رکھے تھے لیکن اس کے اُن آزاد ہاتھون نے جو قلم کے ذریعہ سے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے مین اور کسی کے دست نگر اور محتاج نہ تھے بہت دبی زبان سے کنایہ مین اشارے اشارے مین اختر پر اس امر کو کسیقدر ضرور ظاہر کر دیا کہ جب تمھاری شادی ہو گئی تو اب مجھسے کسیطرح کی امید نہین رکھنی چاہیئے - محمدی خانم کی طرز گفتگو اور صاف بیان سے بھی اختر کو یہ معلوم ہو گیا کہ اُسکی شادی ہو جانے نے حسینہ کے پُر ارمان دل کے ساتھ بڑی دغا کی - اب رات دن اسکو اسی رنج و غم مین رونا ہی - رونیکے ذریعہ سے ان بخارات کو دفع کرنا ہی جو اسکے مکدر دل سے آہین بنکر رات دن اُٹھا کرتے ہین - اسکی دلی کدورت کے دفع کرنیکے لیے گو اختر کی بیچین کر دینے والی تحریرون اور محمدی خانم کی پرزور تقریرون نے سفارشی بنکر حسینہ کے غبار بھرے دل کو لاکھ لاکھ طور پر صاف کرنا چاہا مگر حسینہ کے نازک دل پر کچھ ایسی چوٹ لگی تھی کہ صفائی نہ ہونی تھی نہ ہوئی - لیکن اصل بات یہ ہو کہ محبت کے جلوہ مین ضرور اثر ہی اور اگر نہ ہو بھی تو عشاق کی بیتابیان کبھی نہ کبھی اپنے کرشمے دکھا ہی دیتی ہین - جب اختر کا اضطراب حسینہ نے اپنی خفگی سے

بھی بڑھا ہوا دیکھا تو پھر اسکو کچھ رحم آہی گیا اور اسکے آہ و نالے کارگر ہو ہی گئے۔ لیکن حسینہ کے محبت بھرے دل کو اگر رحم آبھی گیا تو اس سے کیا ہو سکتا تھا۔ ایک عفیفہ اور دوشیزہ شریف زادی کے اختیار ہی مین کیا تھا اور وہ کیا کر سکتی تھی عقد اسکے اختیار مین نہ تھا اور نہ وہ خلاف شرع کوئی حرکت کر سکتی تھی۔ ایسی مجبوری اور بے بسی کے عالم مین اختر کے مایوس دل کو اگر کوئی چیز ڈھارس دے سکتی تھی تو وہ وہی مبارک طریقہ تھا جو دنیا مین ہر ایک ارمان بھرے دل کی جائز طور پر آرزو مین نکالنے کا ذریعہ بن سکتا ہے یعنی عقد۔ مگر ہندوستان کے رسم اور رواج کی رو سے اس معاملہ مین اختر کی کوئی تحریک ویسی ہی غیر ممکن تھی جیسی ایک بے زبان عورت کی ہونی چاہیئے وہ ایجاب و قبول جسکو شارع علیہ السلام نے دولھن کی دلی رضامندی اور آپس کے جذبہ اور انجذاب پر موقوف رکھا ہے ہندوستان کے دستور نے اُسکو بالغ لڑکون اور لڑکیون سے زبردستی چھین کر بالکل اُنکے ورثا کے ہاتھ مین دیدیا تھا اور زمانے کا رنگ دیکھ دیکھ کر کسی طرح اسکی جرأت نہین پڑتی تھی کہ وہ اپنی اُس خواہش کو کسی ذریعہ سے اپنے والدین کے کانون تک پہونچائے جو اُسکے دلمین ایک شور اُٹھائے تھی اختر اور حسینہ اسی گومگو کی حالت مین تھے کہ میر باقر حسین صاحب کی رخصت کا زمانہ ختم ہوگیا اور وہ سنبھل سے جہدہ پور تشریف لیگئے۔ لیکن پھر بھی انکا بگڑا ہوا مقدر اسقدر انکے ساتھ یاوری کر گیا کہ میر باقر حسین صاحب اپنے سب متعلقین کو یہین چھوڑ گئے اور انکی خبرگیری کا انتظام بھی اختر کے والد اور اختر کے سپرد کر گئے جسکی وجہ سے ان حضرت کو حسینہ کے گھر روز آنے جانے کا اور بھی اچھا موقع ملگیا۔

محبت کی آنکھ اور شوق مین بڑھ بڑھ کر پڑنے والے قدم کبھی کسی کے چھپائے نہین چھپتے ہین آنکھون آنکھون مین اختر کی نگاہین تاڑلی گئین اور ان کی حد سے بڑھی ہوئی بے اعتدالیان غماز بنکر اکثر لوگون کے کانونمین وہ باتین جاکر کہہ آئین جو ہون کہنے کو تو سبھی چھپانے ہونگ مگر کہین چھپ نہین سکتین۔ تھوڑے ہی دنون مین اسکا راز الفت انکی دلی لگن کا ہونے لگا

گلی کوچون مین پھرتا ہوا سنبھل کے ہر ایک گھر مین پہونچ گیا اور غم نصیب حسینہ کو محبت کے دل مسلنے والے صدمے کے ساتھ اپنی رسوائی کی جگر خراش خبر کو بھی خود اپنے انھین کانون سے سُنا پڑا جن مین عفت اور پارسائی کی ہوا اچھی طرح بھری ہوئی تھی۔

آٹھوان باب

بے مرضی کی شادی ایسی ہوتی ہے

دیکھ اے دشمن ایمان کہ وفا پر تیرے
کس قدر صبر مسلمان کئے بیٹھے ہین

گلشن ہستی مین آکر آپنے بہت مُنہ بند کلیان بھی دیکھین ہونگی اور مرجھائے ہوئے پھول بھی۔ دلتنگ غنچے بھی اکثر دیکھے ہونگے اور گلچین ظالم کے چُنے ہوئے پھول بھی۔ آہ وہ غنچے بھی دیکھے ہون گے جنکا مرثیہ بہت پُراثر لہجے مین لوگ اسطرح پڑھتے ہین ع حسرت اُن غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے + مگر ان سب نے آپکے دلونکو اسقدر افسردہ نہ کیا ہوگا جس قدر کہ اس کھلائے اور ٹھٹھرے ہوئے پھول نے جس کمبخت کے کھلنے کے اب دن تھے۔ آہ وقت بھی تھا اور موسم بہار کی جان بخش ہوا سے کچھ کچھ کھلا بھی تھا مگر ہائے عین وقت پہونچکر زمانے کی سرد مہری سے کچھ ایسی اوس سی پڑ گئی کہ اُسکی کچھ کچھ کھلی ہوئی پنکھڑیان جسقدر کھلی تھین بس اُسیقدر کھلی رہ گئین۔ نہین اُسکا دل کچھ ایسا منقبض ہوا۔ ایسا افسردہ ہوا کہ وہ ایک ٹھنڈی اور اُلٹی سانس کے ساتھ اپنی پنکھڑیون کے اُن لبونکو بھی لیتا ہوا اندر کسی گوشے مین مُنہ چھپا کر پڑ رہا جن سے اُسکی پُراثر آہین خوشبو بنکر پھیلنا چاہتی تھین۔ اب اُسکی صورت بالکل ایک غمگین اور افسردہ دل کی ہے جو غم اور رنج کے مارے فضائے عالم تو در کنار وہ اُس فضائے سینہ کو بھی سات سلام کر کے چُپ اُداس سر جھکائے ایک گوشے مین بیٹھا ہو اُسکی بیماندار پنکھڑیان اسقدر ٹھٹھر رہی ہین کہ ابھی اسکے دم مین دم ہے گو آہ اُسکی

پنکھڑیوں کے کناروں پر وہ سیاہی دوڑ چلی ہی جو روح نکلنے سے کچھ پہلے ہر جسم پر اپنا اثر دکھلا جاتی ہی۔ وہ دل کی گرہ کی طرح سمٹ کر رہ گیا ہی اور یہ غضب کا صدمہ اُسکو اور بھی دل تنگ کئے دیتا ہی کہ اُسکے پہلو مین ادھر اُدھر کچھ پھول پھولے ہوئے ہین کہین پھول رہے ہین۔ کچھ پھول کر مرجھا گئے ہین اور جو ابھی نہین پھولے ہین وہ پھولنکو تیار ہین یہ ایک سربستہ راز ہی اور اسکے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے اس عالم ایجاد مین ہمکو ایک ایسی مثال بھی ضرور دینی پڑے گی جو خارج مین موجود ہو اور آنکھون کو نظر بھی آئے آنکھ اٹھایئے اور دیکھیئے۔ دیکھیے وہ غمگین صورت چپ سر جھکائے چاندی کے پلنگ پر بیٹھی ہی بس ہم اسکو مثال مین پیش کرتے ہین۔ اسکا گھونگھٹ سے کسیقدر چھپا ہوا مُنہ۔ اسکی نیچی گردن اور گردن کے ساتھ اسکی کسیقدر جھکی ہوئی کمر۔ اس کا مکلف لباس اور زیور اسکا حد سے بڑھا ہوا سکوت اور معمول سے زیادہ شرمائی ہوئی آنکھین دیکھنے والے کو بتا رہی ہین کہ اگر یہ کوئی نئی نویلی دُلھن نہین ہی تو اسمین بھی شک نہین کہ یہ ابھی اُن قیدون سے بالکل آزاد بھی نہین ہوئی ہی جو ایک حال کی دلھن کے لیے ضروری ہین اُسکی صورت شکل مین بجز اس معمولی حسن کے اور کوئی نئی بات نہین نکلتی ہی جسکو اٹھتی جوانی قدرتی تقاضے سے خواہ مخواہ ہر شخص مین پیدا کر دیتی ہی اعضا دیکھنے مین گو کسیقدر سڈول تھے مگر حد سے زیادہ بڑھی ہوئی نزاکت اور اسپر اور کسی وجہ سے غلبہ کر جانے والی لاغری نے اُسکے اعضا کو خوبصورتی کے دائرہ سے نکالکر دیکھنے والی نظرون مین اُسیطرح کا واک کر دیا ہی جسطرح معشوقون کی بیدہنی اور کمر یار کی نزاکت مین حضرات شعرا کی بیجا موشگافیان اور اُنکے حد سے بڑھے ہوئے مبالغہ نے بیچارے حسینون کو حسن کے دائرہ سے نکالکر خواہ مخواہ کے لیے ایک مضغہ گوشت بنا دیا ہی۔ اسکے سن کا تقاضا اور ابھی حال مین اسکا دلھن بننا خیال دلاتا تھا کہ جوانی کی امنگ اور شراب کی ترنگ اسکو بالکل بدمست بنائے ہوگی مگر اسکے پریشان بال۔ اسکی حیرت زدہ آنکھین۔ اسکی مایوس نظر۔ اسکے چہرے کا اُڑا ہوا رنگ۔ اسکی آنکھون مین بھرے ہوئے

آنسو اور رہ رہکر اُسکا ٹھنڈی سانسین لینا بے اختیار ہمارے دل کو بیچین کئے دیتا ہی
یہ کون ہی؟ آہ یہ وہی پھول ہی جس کے کھلنے کا وقت تھا مگر ہائے مرجھا گیا - یہ غم
نصیب اختر کی بیوی ہی - کون بیوی؟ - وہی بیچاری جو والدین کی زبردستی سے ان
حضرت کے پلو باندھی گئی تھی - اسکے چہرے کا گھلتا ہوا رنگ دیکھکر یہ نہ سمجھیے گا کہ اسکا رنگ ہی
اسقدر صاف ہی - نہین حسرت اور غم نے اسکے خون سے ان سیاہ سیاہ زرونکو منھ لگا کر چوس
لیا ہی جو کیمیاوی ترکیب کی رو سے لوہے کے اجزا کہے جاتے ہین اور جن کے سُرخ سُرخ سیّال
مین ملجانے کی وجہ سے خون جسم حیوانی کیلئے ایک اعلیٰ درجہ کا ٹانک مکسچر (مقوی مرکب) بنجاتا
ہی اسکے زرد زرد ہاتھون کے سُرخی مائل رنگ کی نسبت یہ خیال کیجئے گا کہ یہ مہندی کا رنگ ہی
نہین یہ ایک قسم کی برقی سُرخی ہی جو کف افسوس ملتے ملتے اسکے رنگ مین پیدا ہو گئی آہ
یہ چاردن کی دُلھن اور اسکا یہ حال! لیکن آخر اسکی وجہ کیا ہی؟ شاید آپس کی نااتفاقی شاید
نہین یقیناً اختر کی بے توجہی نے اس بیچاری کا یہ حال زار کردیا - آہ! اسکے ہنسنے بولنے اور خوش
خوش زندگی بسر کرنیکے دن تھے یا اسطرح رنج و غم مین زندگی کی سخت گھڑیان کاٹنے کا زمانہ ای
اپنی ازدول عزیز اولادون کے خیراندیش مان باپو - ای غیرون کے حال سے نصیحت
پکڑنے والے لوگو - دیکھو اور غور سے دیکھو - یہ تمھارے اُنھین لخت جگر اور کلیجے کے ٹکڑون کا
قابل افسوس حال ہی جنکو تم نے خون جگر پلا پلا کر پرورش کیا - بہت نازون سے پالا تھا
انکی شادی کی بہت سی خوشی کی تھی لیکن افسوس ہی کہ تم کو انکی شادی کے ذریعہ سے
دو گھڑی کی عارضی خوشی نے اس امر کا بھی موقع نہ دیا کہ تم انکے دلی جذبات اور طبیعت کے
میلان اور ایک دوسرے کی خواہش اور رضامندی کیطرف توجہ کرتے - تم نے آنکھین بند
کرکے اس زبردستی کے سودے سے اُنکی آیندہ قسمتون کا بہت ناانصافی کے ساتھ فیصلہ
کردیا اور یہ نہ سمجھے کہ اُنکی یہ ناراضی ساری عمر اُنکے عیش و آرام مین کسقدر خلل انداز ہوگی -
اس بیان سے ہماری یہ غرض نہین ہی کہ اس معاملہ مین ان ناجائز اور آزادی کی

بد نما رسمون کا اتباع کیا جائے جنکو تثلیث کے کلمہ پڑھنے والون نے جائز بنالیا ہی - لیکن اسی کے ساتھ ہم اسکے بھی طرفدار نہین ہین کہ اس معاملہ مین اُن دُولھا دُلھن کی رضامندی اور نارضامندی صورت شکل - اختلاف مزاج اور ایکدوسرے کے حالات سے مطلق بحث نہ کیجائے جنکو ساری عمر ایک دوسرے کے ساتھ نباہنا ہی - اے اختر کی غم نصیب بیوی تیری غمگین صورت تیرے مایوس چہرے اور تیری آنسو بہانے والی آنکھون نے ہمارے دل کو اسوقت اسقدر بیچین کر دیا ہی کہ ہم اپنی راہ سے بھی بہک کر بیخودی کے عالم مین اُس راستے پر جا پہونچے ہین جو ایک واعظ یا لکچرار کے لئے البتہ موزون تھا - اب ہمکو پھر انھین روشون پر چلنا چاہیے جو ایک ناولسٹ کے لیئے بھلی معلوم ہوتی ہین -

اب اسوقت رات کے تخمیناً سات بجے ہین اور تاریکی غم نصیب عشاق کی سیہ بختی کیطرح ہر طرف چھائی ہوئی ہی - اس سین کو گرمیون کے موسم مین دیکھکر کوئی یہ نہ کہے کہ سات بجے اندھیرا کیسا - جب زمین کی بیضاوی گردش اکتوبر نومبر کے مہینے سے زمین کے اُس حصے کو آفتاب کے سامنے بارہ گھنٹے سے کم ٹھہرنے دیتی ہی اور آفت ناگہانی کیطرح رات کی تاریکی روز روشن پر اسیطرح غالب آجاتی ہی جسطرح روز وصل مین آپ نے شب فراق کے اندھیر کو وقت سے پیشتر آتے ہوئے دیکھا ہوگا - گلابی گلابی سردی پڑ رہی ہی اور اختر کی بیوی اسیطرح غمگین بیٹھی ہوئی اپنے دل سے یہ باتین کر رہی ہی "واہ رے مقدر - واہ رے نصیب تیرا کیا کہنا ہائے سابقہ ہوا تو ایسے شخص سے جسکو ذرا اُنس نہین - خاک محبت نہین اور محبت تو محبت توجہ نہین - نام کو خیال نہین اماں جان اور ابا جان کا خدا بھلا کرے کہ اُنھون نے اپنے سر کا ایک بار سا اُتار کر پھینکدیا اور اس امر کا مطلق لحاظ نہ کیا کہ جن کے ساتھ اس کمبخت کی مٹی خراب کرتے ہین وہ ہین کس رنگ مین اُنکی حالت کیا ہی مین تو بہت عرصے سے اپنی ہمجولیون مین یہ باتین سنتی تھی کہ اُن کو میر باقر حسین صاحب کی بیٹی سے تعلق ہی پھر کیا اور کسیکو اسکی خبر نہ تھی سہائے اُن کا دل تو حسینہ کی پُر شکن زلفون مین پھنسا ہوا ہی - وہ تو اُسکی محبت کی زنجیر مین جکڑے

ہوئے ہین - اُن کے سر پر تو عشق کا جن سوار ہی - اُن کو بیری کیا پروا - مین مر بھی جاؤن تو اُنکی بلا سے - آج کل تو مین سنتی ہون کہ بہت کچھ پینگ بڑھے ہوئے ہین - رات دن سو سو مرتبہ آتے جاتے ہین اور حسینہ کے بھائیون کو بھی خوب گانٹھ لیا ہی خیر اسکا تو پہلے ہی سے یقین تھا کہ ان کو میرے ساتھ دلبستگی ہو چکی اگر آہ اب انکے ارادے کچھ اور معلوم ہوتے ہین ہائے اگر انھون نے حسینہ سے عقد کر لیا تو پھر مین کیا کرون گی"

اس خیال کے آتے ہی اسکا دل اندر سے رو دیا - دل کو دیکھکر دماغ مین بھی انقباض پیدا ہوا پٹھے کھچے - سر نے چکر کھایا - اور ارمان اور حسرتون کے غمکدہ سے اُٹھنے والے بخارات آنسو ہو کر آنکھون سے ٹپک پڑے - وہ اسیطرح بیٹھی ہوئی اپنے نصیبون کو رو رہی تھی کہ ایک عورت نے باہر سے آکر اسطرح کہا "بیوی بیوی میان نے چائے بنانیکے بے حکم دیا ہی"

یہ بیچاری اپنے رنج مین مبتلا بیٹھی تھی - اسکو اپنے ہی درد دل سے اسقدر کب فرصت تھی کہ وہ اسکو یوہی چھوڑ کر کسی دوسرے کام مین مشغول ہوتی لیکن انکی ساس آج ایک تقریب مین کہین باہر گئی تھین اسوجہ سے اُن سب ضرورتون کا انجام انھین بیوی کے آنکھ کے اشارے پر موقوف تھا جو گھر کے کاروبار مین وقتاً فوقتاً پیش آتی رہتی ہین انھون نے بادل ناخواستہ چائے کے سامان درست کرنے اور بنانے کا اشارہ کیا اور پھر کچھ منھ بگاڑ کر اسطرح کہنے لگی "وہ ابھی تو ایسی سردی بھی نہین پڑتی ہی - خدا جانے چائے پیکر کیا ہوگا - دشمنون کے کچھ یون ہی دل دماغ بہت درست ہین جواب اور چائے کی گرمی پہونچائی جائیگی"

باہر سے آنیوالی عورت "وہ ای بیوی اُنھون نے کچھ اپنے لئے تھوڑی ہی بنوائی ہی وہ تو آئے ہین نہ اُنکے بڑے دوست - وہی نہ میر باقر حسین صاحب کے صاحبزادے"

اختر کی بیوی "ہان - بی حسینہ کے بھائی صاحب آئے ہین - پھر کیون نہین - تو یہ کہو یہ چائے کی چاہ نہین ہی اور ہی کیسی چاہ ہی - بناؤ بھئی"

ان کا اسقدر کہنا تھا کہ سماوار مین پانی اُسیطرح گرم ہونے لگا جسطرح رقابت کے جوش سے اُنکی

رگون مین خون جوش کھانے لگا تھا یا جسطرح قدرتی طور پر زمین سے اُٹھنے والے بخارات عشاق کے بے اثر آہون کی طرح اُس چرخ مینائی کے گنبد مین چکر لگا لگا کر رہجاتے ہین جنکو بجز ستانے اور دل دکھانیکے اور کوئی چلن ہی نہین آتا۔ جلدی کے مارے ستاواہی مین چائے بھی چھوڑ دی گئی اور چونکہ اس بیچاری کو گھر کی کسی چیز سے واقفیت تو تھی نہین قند بہت تلاش کیا مگر اتفاق سے گھر مین کہین نہ ملا جسکے لانیکے لیے ایک عورت جلدی سے دوڑائی گئی اور دلی مخالفت کی چھیڑ بات بات مین حسینہ کا ذکر اسکی زبان پر لانے لگی۔ خیر اب اسکے خون شدہ دل سے چائے کو ہمرنگ ہونیکے لیے کچھ نہ کچھ دیر ضرور لگے گی آئیے جب تک ہم اپنے دوست اختر سے نہ مل آئین۔

وہی اختر کے رہنے کا خاص کمرہ ہی جسکی سجاوٹ کو ابھی پہلے باب مین آپنے بہت اعلے درجے کا دیکھا تھا۔ مکلف فرش بچھا ہوا ہی۔ اختر بیٹھا ہی اور حسینہ کے دونون بھائی اسکے ساتھ بیٹھے ہوئے آپس مین کچھ ہنس بول رہے ہین۔ انکا قیمتی مکلف لباس بتا رہا ہی کہ یہ اسوقت کسی تقریب مین جانیوالے ہین لیکن اب اگر انتظار ہی تو چائے کا۔ خاصدان سامنے رکھا ہوا ہی۔ حُقّہ مُنھ سے لگا ہوا ہی اور ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بیکر حقّہ کے دھوئین کے ساتھ دود جگر بھی نکالا جاتا ہی۔ رہ رہ کر چائے کا تقاضا بھی ہوجاتا ہی۔ اور جب دیر پر دیر ہوتی چلی جاتی ہی تو تقاضے کے ساتھ آدمی پر غصّہ بھی آجاتا ہی۔ خیر خدا خدا کرکے چائے کی پیالیان آئین تو مگر جلدی کے مارے یکے بعد دیگرے ایک ایک پیالی باہر آئی۔ پہلی پیالی کرار کو دیگئی۔ دوسری انضار کو اور جو آخر مین آئی وہ خود اختر پھونک پھونک کر پینے لگا۔ اسکے حلق سے نیچے چائے کا اُترنا تھا کہ دفعتہً مزاج بگڑا طبیعت مالش کرنے لگی۔ آسمان کے چکر اسکے سر مین آگئے متلی بڑھی اور استفراغ پر استفراغ ہونے لگا فوراً زہر کا شک گذرا اور چونکہ ابتدا سے اسنے اپنی بیوی کے دل کو بہت صدمے پہونچائے تھے اُسکے دل کو بہت دکھایا تھا۔ ان اعتبارات سے اُسکو اپنے اُس شک و شبہہ کے ترقی دینے

کا پورا موقع بھی مل گیا جو اسطرح بے موقع قے پر قے ہونے سے انسان کے دل مین پیدا ہو سکتا ہو اسنے سب سے پہلے اپنا یہ خیال جسپر ظاہر کیا وہ وہی انصار اور کرار تھے جو حسینہ کے بھائی ہونیکی وجہ سے اسکے ساتھ ہمزبان بننے کے لیے ایک قسم کا استحقاق بھی رکھتے تھے۔ تسلہ بہت غور سے دیکھا اور اُسمین سُرخ سُرخ خون کی قے موجود ہونے نے اُن کے رہے سہے ہوش کو اور بھی اُڑا دیا۔ سناٹا ہو گیا اور زہر دیے جانے کا یقین کلی آگیا۔ گو ان سب کی کمسنی نے انکو بھی اسقدر ہوشیار اور تجربہ کار نہین بنایا تھا کہ یہ اس گھبراہٹ کے عالم مین انجام کا خیال رکھتے مگر تاہم یہ بہت خیریت گذری کہ زہر کے حال سے کسی دوسرے کو واقفیت نہوئی ورنہ اہل پولس کا دست تصرف تھوڑی ہی دیر مین اُن سب لوگون کی عزت اور آبرو خاک مین ملا دیتا جو اندر سے باہر تک اسوقت گھر مین موجود تھے پھر بھی اختر سے نرہا گیا اور اُسکی دلی گھبراہٹ نے اُسکو اس امر پر مجبور ہی کر دیا کہ وہ کسی کو بھیجکر فوراً اپنی ماں کو وہاں سے بلوائے جہاں وہ آج مہمان گئی تھین۔ انکے والد بھی آجکل اتفاق سے سنبھل مین نہ تھے ورنہ شاید اسوقت اُنکا اضطراب تھوڑی ہی دیر مین اس خبر کو طشت ازبام کر دیتا۔ ابھی تھوڑی دیر بھی نہین گذری تھی کہ انکی والدہ انکی علالت کی خبر سُنکر گھبرائی ہوئی آگئین اور انھون نے بہت پوشیدہ طور سے انپر اس امر کو ظاہر کر دیا کہ اسطرح مجکو زہر دیا گیا اور اس ذریعے سے اپنے وہ دلی بخارات نکالے گیے جو ایک عرصے سے میری بے اعتنائیان اُنکے دل کو ستا ستا کر اُنکے سینے مین پیدا کر رہی تھین۔ انکی والدہ اس خبر کو سنتے ہی گھبرا گئین سناٹا گذر گیا اور ہاتھ پاؤن پھول گئے مگر تھین تجربہ کار۔ گو انکا دل اسوقت انکے قابو مین نہ تھا مگر زبان پر کچھ زور باقی تھا جسکی وجہ سے کیسکو کانون کان اسکی خبر نہونے دی۔ اور وہی معمولی تدبیرین مخفی طور پر ہونے لگین جو زہر نکالنے کے لیے معمولاً تریاق کا کام دیتی ہین غلغلا کرے اختر کی طبیعت سنبھل چلی اور گھنٹے دو گھنٹے کے بعد وہ اپنی صحت مین آگیا۔ مگر ہان اتنی دیر کی تکلیف نے اُسکے اُن اعضا کو بالکل سُست کر دیا جنکی تر و تازگی سب

حضرت عشق کی نذر ہو گئی تھی۔
یہ خبر جب حسینہ کے کان تک پہونچی تو گو وہ زہر دیے جانیکی خبر تھی مگر اختر کی طبیعت سنبھل جانیکے بعد وہ حسینہ کے کانون سے گذرتی ہوئی اسکے پژمردہ اور مایوس دل کے ساتھ وہی سلوک کر گئی جو آبِ رحمت سوکھے ہوئے سبزے کے ساتھ کر جاتا ہی اور موسم بہار کی روح افزا ہوا کی سنسناہٹ خزان دیدہ اور اُجڑے ہوئے چمن کے ساتھ کر جاتی ہی اس واقعہ نے آیندہ کے لیے اسکو بہت کچھ امیدوار بنایا۔ بہت خوش ہوئی اور خوب دل کھول کر ہنسی۔ مگر اسکے خلاف مین جب اختر کی بیوی کو اختر کی اُن بدگمانیونکی خبر ملی جو زہر دینے کی نسبت اُسنے اپنی والدہ سے بیان کی تھین تو وہ اپنا سر پکڑ کر رہ گئی۔ آنکھونکے نیچے اندھیرا چھا گیا اور اس اندھیرے مین جو کچھ اسنے دیکھا وہ اسکا دل ہی خوب جانتا ہو گا۔ آگ کا ایک شعلہ سا اندر سے اُٹھا جو دل اور دماغ کو بے قابو کرتا ہوا آنکھون سے نکل گیا پسینے پسینے ہو گئی۔ اور اُسکے چہرے کے رنگ نے دل مین مختلف خیالات کے آنے سے قسمت کی طرح رنگ بدل گیا جھنجلائی بھی۔ غصّہ بھی آیا اور اُسی کے ساتھ آنکھون مین آنسو بھی۔ مگر ان سبکو اُسیطرح ایک حال پر قرار نہ تھا جسطرح اُسکے دل کو۔ اور گو اُسنے اپنی بریت کیلیے لاکھ لاکھ طرح سے کہا اپنی بیچرمی پر آٹھ آٹھ آنسوؤن رونے کے ساتھ ہزارون قسمین بھی کھائین مگر اسکے مقدر نے جو بدنامی کا دھبّا اسکے دامن پر لگا دیا تھا وہ کسیطرح چھٹائے نہ چھٹا۔
اس سے پہلے اختر کی بیوی کے اُداس چہرے۔ اُسکے پُر ملال حال اور اُسکی اضطرابی کیفیت نے ہمارے دل کو بیچین کر کے ضرور کسیقدر اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔ ہمکو اسکا سن۔ اُسکے دن اور پھر یہ بُرے دن دیکھ دیکھ کر پہلے بہت رحم آتا تھا مگر اسکی اس نازیبا حرکت نے ہمارے دلکو بھی نفرت دلا کر اسیطرح پھیر دیا جسطرح حسینہ کی محبت نے اُسکی طرف سے اختر کا دل ہٹا دیا تھا یہ مانا کہ اختر کی بے مہریان اور حسینہ کی طرف اُسکی بڑھی ہوئی توجہ دستِ ستم ہی کی مسل مسلکر اُسکے نازک دل کا وہی حال کر رہی ہو گی جو کسی اُس پھول کا ہونا چاہیے جو ٹہنی سے مسلکر

پھینکدیا جاتا ہی۔ مگر پھر بھی وہ اُسکا شوہر تھا اور اسکی اطاعت اور محبت اُسپر فرض تھی۔ لیکن ایمان کی یہ ہی کہ جب صدمے اُٹھاتے اُٹھاتے صبر کرتے کرتے دل مین خیال اور محبت کی گنجائش باقی نہین رہتی تو انسان کے دل مین جو کچھ آجاتا ہی کر گذرتا ہی۔ جہان زن و شو مین موافقت نہوئی اور میان بیوی پر کیا موقوف کوئی ہو جب نا موافقت ہی کی ٹھہری تو پھر یہی چاہتا ہی کہ جو کچھ ہونا ہو ہو جائے۔ ہم نہین تو کچھ نہین۔ سارا زمانہ ہیچ ہو۔ مخالفت کا نتیجہ ہمیشہ بُرا ہوتا ہی خصوصًا جب اسکا گذر اُن دو دلون مین ہو جاتا ہی جنمین بہت محبت تھی یا ہونی چاہیئے۔ تو پھر عداوت اور دشمنی بھی اُنہین اسی درجہ کی پیدا ہو جاتی ہی جس درجے کی محبت ہونا چاہیئے تھی۔ اختر کا دل تو ابتدا ہی سے اپنی بیوی کی طرف مائل نہ تھا۔ ہمیشہ بے لطفی کے ساتھ گذرتی تھی۔ اب تو اپنا دلی تنفر ظاہر کرنیکے لیئے اُسکے پاس ایک قوی وجہ بھی موجود تھی۔ اُسنے گھر مین آنا جانا تک ترک کر دیا اور اسیکے ساتھ اُسنے یہ بھی خیال کیا کہ اس سے کنارہ کرنیکے لیئے اس سے اچھا اب کوئی دوسرا موقع نہین مل سکتا۔ اس خیال کے آتے ہی اسکی ان ارمان اور تمناؤن مین نئے سر سے ایک جان آگئی جو اپنے نصیبون کو رو پیٹ کر یاس کے عالم مین بیٹھ رہی تھین۔ شوق نے بڑھکر حضرتِ دل کو مبارکباد دی۔ کلیجہ خوشی سے اُچھل پڑا اور اس واقعہ پر ابھی آٹھ دس روز بھی نہین گذرنے پائے تھے کہ ان حضرت نے وحشت مین آکر ان الفاظ کو بھی اپنی زبان سے صاف طور پر کہدیا جو میان بیوی کے باہمی رشتہ کاٹنے کیلئے شریعت کیطرف سے آبدار تلوار کے برش سے بھی بڑھے ہوتے ہین۔

طلاق کا ہونا تھا کہ اُسکی بیوی جو اب اِسکی بیوی نہ تھی اس سر کو تھام کر رہ گئی جسمین آسمان کا چکر زمین کے پانون اور دونون کی گردش بھی آگئی تھی۔ اسکا وہ خون اُسکی رگو نمین خشک ہونے کے قریب آگیا جسکے دوران پر حیات کا مدار ہی۔ خون کے ساتھ جسم کے رطوبات بھی سرخت ہو گئے تھے جسکی وجہ سے آنسو بھی اسوقت اُسکی آنکھ مین نام کو نہ تھے۔ ہان یہ معلوم ہوتا تھا کہ روح دھوان بنکر آنکھون سے نکل رہی ہی اور ساری دنیا اسکی نظر

مین سوتی ہوئی جاتی ہی جسکی وجہ سے بدمزہ ہوکر یہ کچھ اسطرح اپنی آنکھین بند کیے لیتی ہی گویا
دنیا کے کُل کائنات اسکی نظرون مین کالی بلا معلوم ہوتے ہین - اور جب بیخودی کو ذرا
اسکے حال پر رحم آجاتا ہی اور یہ اپنی بند آنکھین کھول کر چارونطرف دیکھتی ہی تو بہت ڈراونی
ڈراونی صورتین نظر آتی ہین جنکو دیکھکر یہ کانپ کانپ جاتی ہی اور پھر اسطرح اپنا سنبھلنے والا
دل دونون ہاتھون سے پکڑ کر کہتی ہی کہ ای میرے بگڑے ہوئے نصیب - ای میرے
کمبخت مقدر اور ای میرے جانی دشمن آسمان یہ کیسی میرے ساتھ دغا کی - آہ
مین نے تیری ایسی کونسی خطا کی تھی جسکا تو نے مجھے اسطرح عوض لیا - ہائے مجکو تو
کہین کا نہ رکھا - مین تو بے موت مر گئی - ای میرے خدا - ای مولا مشکل کشا - اب مین کیا
کرون کہان جاؤن - اور ہائے یہ غضب تو دیکھو مجھپر تہمت کیسی دھری گئی ہی - مین کسطرح اپنا
مُنہ کسیکو دکھاؤن گی - سب مجکو کیا کہین گے - ہائے اللہ - مین کمبخت تو زہرہ کے نام سے
بھی واقف نہ تھی - بس اُسدن میرا چائے کا بنانا میرے حق مین سم ہوگیا - ہائے اگر مین
ایسا جانتی تو چائے کے قریب ہی کیون جاتی - کچھ نہین - وہ تو اول ہی روز سے اس
فکر مین تھے - فقط الزام سے بچنے کیلیے ایک آڑ ڈھونڈھتے تھے جو ملتی نہ تھی - مگر انسان کا
دل جب ایک بات کے کرنے ہی پر آگیا تو پھر کیا - خطا چاہے ہو یا نہو وہ تو کسی نکسیطرح
سے اپنا ارادہ پورا ہی کرے گا - یہ سارا حیلہ بہانہ تھا - بس بات یہ ہی کہ حسینہ پر انکا دل آیا
ہوا ہی اور حسینہ کا اُنپر - وہ کیا بغیر اسکے ساتھ نکاح کیے سوئے ہانپنے والے بھی ہین -
توبہ - اُنھنے تو جادو کر دیا ہی - جادو - مگر کسی بیکس کا ستانا اچھا نہین ہوتا - خدا نے چاہا
تو دیکھ لینا حسینہ کسی نہ کسی دن میرا صبر پڑے گا تجھپر ضرور - نہین مین کسکو کیون کوسون - یہ
ساری عنایتین اماجان اور اباجان کی ہین اگر وہ دیکھ بھال کر میری شادی کرتے تو آج یہ
روز بد مجکو دیکھنا کیون نصیب ہوتا - اور اسقدر باتین کرنیکے بعد وہ اسیطرح چپ ہوگئی جسطرح
کوئی بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوجاتا ہی - بیشک اس بیچاری کے لیے یہ بہت بڑا منحوس دن تھا

گویا آج سے وہ ظاہری عیش و آرام بھی اُس سے رخصت ہوا جو کھانے پینے سے تعلق رکھتا تھا
اب اُسکے سامنے وہ سب واقعات اپنی ہیبتناک شکلون مین متشکل ہو ہو کر آتے تھے جو ایک
ایسی کم نصیب عورت کو پیش ہونا چاہیئے جسکا خاوند دنیا سے چل بسا ہو اور اُسکی ساری
عزت و آبرو خاک مین ملانیکے لیئے چرخ ستمگار نے رنڈاپے کا خطاب اسکو عطا کیا ہو خیر یہ تو
اُسکی قسمت کا رونا تھا جسپر اسکو ساری عمر رونا رہیگا لیکن دیکھنا یہ ہو کہ اس بیچاری کو یہ
روز بد دیکھنا نصیب کیون ہوا - اس موقع پر وہ وضع کے پابند لوگ جنکے ہاتھ پاون - دل اور
دماغ رسم اور رواج کی زنجیرون مین بےطرح جکڑے ہوتے ہین اور جنھون نے رسمی باتون کو بھی معاذاللہ
معاذاللہ خدائی احکام کے قریب سمجھ لیا ہی سارے الزام اس بیچاری کی تقدیر ہی کے سر
رکھینگے لیکن اگر ہم سے پوچھا جائے گا تو ہم بے تامل پکار کر کہدینگے کہ اگر اختر کا مزاج
رنگ اور اُسکی رغبت کا پہلے سے امتیاز کر لیا جاتا اور اُسکی خواہش کے موافق اُسکی شادی
کیجاتی تو نہ کبھی آپسمین ایسی بے لطفی ہوتی اور نہ اُس بیچاری کی آج اسطرح مٹی خراب ہوتی
نہ کسی نے اختر کی جان لینے کا قصد کیا تھا - نہ کسی نے چائے مین زہر ملایا تھا - بات فقط اتنی
تھی کہ جلدی کے مارے سماوار ہی مین چائے پکائی گئی تھی اور بڑھی ہوئی جلدی اور بار بار
کے تقاضے سے اتنا موقع نہ تھا کہ علیحدہ چائے دان مین چائے دم کیجاتی جسکی وجہ سے چائے
کے ٹانک ایسڈ اجزا جو ایک قسم کے زہریلے مادے کو بھی اپنے پردے مین چھپائے ہوتے
ہین اور جنکے نقصان دینے کا لحاظ ہمیشہ چائے پینے والون کو رکھنا بھی چاہیئے اسوقت
جوش کھانیکی وجہ سے پانی مین حل ہو گئے اور اُن کو اُس طبیعت مین اپنے سمی اثر
سے انقلاب پیدا کر دینے کا ایک اچھا موقع ملگیا جسمین مرض عشق کی گرمی - تپ فراق
کی حدت اور جوانی کی حرارت نے سودے کے ساتھ صفرا بھی بہت بڑھا دیا تھا - چائے کا
گرم گرم پینا اسوقت اور بھی سونے مین سہاگا ہو گیا اور استفراغ کی نوبت آگئی - اسکے
مرے ہوئے دل کو تھمنے کے واسطے ایک عورت کے بازار آنے جانے زہر کے نکلنے سے جانا نکلا

شبہہ دلایا جسکو پیالیوں کے علیحدہ ہونے نے اور بھی اسکو قوت دیدی اور چائے کے سُرخ سرخ رنگ نے خون کی قے کا دھوکا دیا۔

اس واقعہ کو گو وہ اچھی طرح سے خود بھی سمجھ گیا تھا اور طلاق دینے سے پیشتر ہی جانتا تھا کہ مین اپنی بیکس بی بی پر یہ ایک سخت سے سخت ظلم کر رہا ہون مگر وہ اپنی دلی نفرت سے مجبور تھا اور یہ بھی اُسکو پورا یقین تھا کہ ان سے بغیر کنارہ کشی کے حسینہ سے عقد کا ہونا بہت مشکل ہے اور مشکل بھی ایسا جو کسیطرح ہو ہی نہین سکتا۔ الغرض اُسکی اس حرکت سے اُس کے سب اعزا و اقربا اسکو بُرا بھلا کہتے تھے۔ خود اسکی مان بھی اس سے اسی سبب سے بہت ناخوش تھی اور سسرال والے تو ان کے جانی دشمن ہی ہو گئے۔ ہر طرف سے انکے کانون مین لعن اور نفرین کی صدائین آتی تھین اور جہان نکل جاتے تھے وہان انکے چھپانے کیلیے چارونطرف سے وہ اُنگلیان اُٹھ جاتی تھین جنکا غضب کا اشارہ دل دوز تیر بنکر کلیجے کے پار ہوجاتا تھا مگر انکو کسی بات کی پروا نہ تھی۔ انکا بیقرار دل کسی بندھی ہوئی امید کے بھروسے پر انکے پہلو مین بہت آرام سے بیٹھا تھا اور یہ دل خوش کُن خیال انکے خوش کرنیکے لیے کافی تھا کہ اب کیا ہی۔ نگہ انتظار مین جو کانٹے تھے وہ خدا کے فضل سے غبار راہ بنکر نکل گئے اور جو مشکلین تھین وہ اب آسان ہو گئین۔ یہ سب کچھ تھا لیکن اس خوشی کے زمانے مین بھی باپ کی ناخوشی کا خیال ایک قسم کا صدمہ دیجانیکے لیے اکثر اوقات انکے پاس آ آ کر انکا مزاج پوچھ جاتا تھا اور یہ اسوقت دانت کے نیچے انگلی داب کر رہجاتے تھے یہ اسی اندیشہ مین تھے اور یہی خیال لگا ہوا تھا کہ باپ کو کیا جواب دونگا۔ اور کیا وہ کہین گے کہ میر جعفر حسین صاحب آگئے اور اُنکے آتے ہی یہ بھی سناٹے مین آ گئے۔ اسوقت لیمپ کی روشنی انکے شرمائے ہوئے چہرے پر تڑپ تڑپ کر دیکھنے والون کو انکا اندرونی حال بتا رہی تھی اور جو پہلے سے جانتے تھے اُن کو گذشتہ واقعات یاد دلا رہی تھی لیکن خدا بھلا کرے رات کی تاریکی کا کہ اُس نے اسوقت بہت پردہ داری کے ساتھ انکے چہرے کے بدلنے والے رنگ کو انکے باپ کی نظرونسے

کسیقدر چھپا چھپا کر ان باتون سے اُنکو غیر واقف رکھا جو اُنکی غیبت مین ہو گئین۔ لیکن جب اختر اُٹھکر باہر چلے گئے تو سارے گذشتہ واقعات انکی والدہ نے جناب میر صاحب سے بیان کر دئیے جنکو سنتے ہی پہلے تو ان کو اُس حیرت اور تعجب سے مقابلہ کرنا پڑا جسکو ان دور از وہم و قیاس باتون نے اُنکے کانون کی راہ سے پہونچکر دل اور دماغ مین پیدا کر دیا تھا جب اس سے رہائی ملی تو انکو اس امر کا فیصلہ کرنا مشکل پڑ گیا کہ زہر دینے کی کچھ اصلیت بھی ہی کہ نہین۔ اس موقع پر انکے غیظ اور غضب کا رُخ جسکی طرف تھا وہ وہی کم نصیب عورت تھی جسکو اُس کے برگشتہ بخت نے عیش و آرام سے بھی طلاق دلوادی تھی مگر جب میر صاحب کو یہ اچھی طرح سے معلوم ہو گیا کہ اس بیچاری پر فقط یہ مفت مفت کی تہمت ہی تہمت دھری گئی ہے تو رنج و غم سے انکے آنسو نکل آئے اور اسیکے ساتھ اختر کی شامت بھی آگئی۔ جب یہ غصہ تھوڑی دیر برا بھلا کہنے سے کم ہو چلا تو خود انکے انصاف نے انکو مجبور کرنیکے لیے انھین کی زبان سے اسطرح کہلانا شروع کیا وہ بیشک یہ میری ناعاقبت اندیشی تھی جو اختر کے میلان طبیعت کی طرف مین نے مطلق نگاہ نہین کی اور اس امر پر غور نہ کیا کہ قبل از عقد اختر کا ملول رہنا۔ اُنکا بڑھا ہوا سکوت اور اُنکی طبیعت کا رنگ آخر یہ سب کس بات کی نشانیان تھین۔ بیشک انکی بیوی کا حسن جمال اور اُنکی صورت شکل ایسی نہ تھی جو اختر سے نفیس طبع اور رنگین مزاج آدمی کی دلفریبی کے لیے کافی ہوتی اور انہین اعتبارات سے مین پہلے کھٹکا بھی تھا اور اُس رات تک اس شادی کے ہونے مین مجکو پس و پیش تھا جسمین انکو غش آیا اور یہ دولہ بنائے جاتے تھے مگر مین کیا کرتا اختر کی والدہ نے کچھ ایسی مجبوریان دکھائین کہ بالآخر مجکو بھی مجبور ہی ہو جانا پڑا اور اُسکا نتیجہ آج یہ دیکھنا نصیب ہوا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہی جو ہونا تھا وہ ہو گیا "

یہ وہ باتین تھین جو میر جعفر حسین صاحب بہت عرصہ تک اپنے غمگین دل سے کرتے رہے اور ساعت بہ ساعت اُن کا دلی افسوس ترقی کرتا گیا۔ اسیکے ساتھ انکے کانون مین اُن

بڑھے ہوئے مراسم کی خبرین بھی پہونچین جو اختر اور حسینہ کے درمیان مین اُنکی باہمی محبت نے پیدا کر دی تھین اور اُنکو اس امر کا بھی اچھی طرح سے یقین آگیا یہ جو کچھ ہوا حسینہ کی رائے سے ہوا اور فقط اس لیئے اسکے ساتھ ان کا عقد ہو سکے۔

میر صاحب کو ان واقعات پر یقین لانیکی خاص وجہ یہ تھی کہ اختر اور حسینہ کے عشق و محبت کا شہرہ ہر گلی کوچہ مین پھیلا ہوا تھا اور ایسی کوئی زبان نہ تھی جسپر اسکا تذکرہ نہ ہو جسکے سبب سے وہ کل خاندان حسینہ کا جانی دشمن ہو گیا تھا جس مین سے ایک کم نصیب ناشاد اور نامراد لڑکی کو وہ بُرا دن دیکھنا نصیب ہوا تھا جسکی تاریکی قریب قریب اسی روز سیاہ کے تھی جو بیچاری رانڈ بیواؤن کو ساری عمر دیکھنی پڑتی ہے۔ انھین لوگون نے حسینہ کو خوب جی بھر کر مطعون کیا اور اُسی غم اور غصہ مین وہ وہ تہمتین اور وہ وہ الزام حسینہ پر لگائے کہ حسینہ کو مُنھ دکھانے اور اُسکے اعزا کو کہین آنے جانیکے قابل نہین رکھا۔

انھون نے میر باقر حسین صاحب کو بھی جھوٹے خط لکھے اور انمین اختر کی بدوضعی کے وہ تعجب خیز اور افسوس ناک سین دکھائے گئے کہ دیکھنے والے کا دل پھیر دینے کے لیئے وہ اُس تماشے سے کم موثر نہ تھے جو ڈراما کی ابتدائی تاریخ بتانیکے لیئے پہلے پہل یونان مین کیا گیا تھا۔ خیر جس سے جس کسیکو رنج و صدمہ پہونچتا ہے وہ اُسکا برا چاہتا ہے لیکن اس وقت ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہمارا دوست یہان سے اُٹھکر گیا کہان اور کس حال مین ہے!۔

وہی کمرہ ہے جسکی دیوارین غم نصیب اختر کی رفیق و مونس بنکر اُسکے چارون طرف چپ سادھے مین کھڑی رہتی تھین جسمین اسکے ارمان اور تمنا یاس اور نا امیدی کا جامہ پہنکر اگر دل سے نکلتی تھین تو اسیطرح مقید ہو کر رہین رہجاتی تھین جسطرح عشاق کی بے اثر آہین منھ سے نکلکر خلا

+ ڈراما کی ایجاد پہلے پہل یونان والون نے کی جسکی خاص وجہ یہ تھی کہ یونان والے جمہوری سلطنت کے خواہشمند تھے۔ اور اسی ڈراما نے اُنکی اس خواہش کی کامیابی مین زیادہ مدد دی۔ اسکے بعد پھر ایتھنس والون نے اسکو بہت عروج پر پہونچایا۔ ایتھنس سے رومیون نے لیا۔ اور رومیون سے یورپ والون نے ۱۲

غارت کرے اس چرخ مینائی کے اندر ہی اندر گھٹکر رہجاتی تھین۔ اسکے چہرے پر اسوقت معمول سے زیادہ انتشار برس رہا ہی اور اسی انتشار مین وہ نشانیان بھی ملی جلی جا بجا نظر آتی ہین جو ایک غمزدہ دل سے اٹھکر عموماً انسانکے چہرے پر نمودار ہو جاتی ہین۔ ان قسم کی نشانیون کے علاوہ اسوقت اُس بڑہے ہوئے غور کی علامتین بھی اسکے چہرے پر پائی جاتی ہین جسکو کسی عقدہ لاینحل کی گتھیان سلجھانے کے اوقات مین فکر کرنے والے کا جھکا ہوا سر اور اُسکی کچھ کھلی اور کچھ بند آنکھین عین خاموشی مین بھی دیکھنے والے کو اپنی حالت بتادیا کرتی ہین۔ اسطرح چُپ بیٹھے بیٹھے اس نے ایک مرتبہ اُس ٹھنڈی آہ کو اپنے لب تک آنیکی اجازت دی جسکو اُس کے ہمہ تن غور ہونے نے ابتک مُنھ تک آنیکا موقع نہین دیا تھا اور اسطرح اپنے دل سے کہنے لگا " دیکھیے اب کیا ہوتا ہی۔ اماجان سارے واقعات یقیناً آج ہی کہہ سنائینگی اور دیکھیے اسمین کیا کیا اپنی طرف سے اور بڑھا چڑھا کر کہتی ہین صبح ہوئی اور مجھپر آفت آئی۔ یقیناً اباجان اب میری صورت دیکھنے کے بھی روادار نہونگے۔ ایسی حالت مین پیاری حسینہ کا تذکرہ بھی گو وہ کیسے طریقے سے کیون نہو مگر بے موقع ضرور ہی اور فقط بے موقع ہی نہین بلکہ ابھی یہ ذکر چھیڑ کر اُن سب الزامات کو اپنے سر لے لینا ہی جو ابتک مجھپر لگائے گئے یا آیندہ لگائے جائینگے آہ پیاری حسینہ تو میری وجہ سے بہت بدنام ہوئی مین تیری رسوائی کا اسیطرح باعث ہوا جسطرح کوئی عاشق اپنے معشوق کی حسن و جمال کے شہرے کا باعث ہوتا ہی۔ لیکن تیری ہی لیے مین نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ تیرے ہی وجہ سے ان سب بدنامیون کو اپنی عزت کا باعث سمجھتا تھا مگر آہ مین دیکھتا ہون کہ وہ سب کارروائیان اب میری ناکامی کی باعث ہوئی جاتی ہین آہ تو مجھکو نہین ملسکتی ہی۔ میری قسمت اچھی نہین ہی مجھکو اپنے مقدر سے ایسی امید نہین چاہیے بہت مشکل ہی ہو نہین سکتا آہ تجھسے ملنا جو اسقدر آسان نہین تو سہل ہی وہ دشوار تو نہین ہی کہ دشوار بھی نہین "۔ ان باتون نے اسکے غمگین دل کے ساتھ کچھ ایسی افسردگی پیدا کی جو ایوسی آمیز ہی تھی۔ بنکر اسکے چہرے پر چھا گئی

بہت رو دیا۔ بہت پُر درد آہین کین اور پھر خدا جانے کس قسم کی اُلجھن نے اس کے دل کو بیچین کیا کہ یہ دفعتہً گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسوقت ہم نے بہت سی غیر معمولی باتین اُس سے سرزد ہوتی دیکھین۔ کبھی یہ باہر صحن مین دیوانہ وار گیا۔ کبھی پھر اندر آیا۔ کبھی صندوقچہ کھولا۔ کچھ نکالا کچھ رکھا اور پھر بغیر کہے سنے کوئے یار کیطرف چلدیا۔

نوان باب

کہین چلدیئے

جوشِ وحشت سے کرون کیا سخت مشکل گھر مین ہی
گو زمین کافر کا مردہ ہی کہ یہ دل گھر مین ہی

اُسی شب کی وحشت ناک صبح ہی جبمین میر جعفر حسین صاحب اپنے گھر سنبھل مین پہونچکر رات بھر اُن تعجب خیز واقعات کو پہلے پہل سنا تھا جنھون نے اُنکے بہو اور بیٹے کو اُسیطرح زبردستی جدا کر دیا جسطرح انکی عارضی خوشی نے خواہ مخواہ کے لیئے ان دونون کو مجبوری کی زبردست رسیون مین جکڑ دیا تھا۔ یہ غضب کی باتین سُن سُنکر رات کی سخت گھڑیان کروٹین بدلتے بدلتے کسی کمبخت کا دم واپسین بنکر آخر آخر ہی ہوگئین اور تارے جھلا جھلا کر آسمان سے غائب ہو چلے۔ رات کی تاریکی نیا رنگ روپ بدلنے کے لیئے آبحیات کی تلاش مین ظلمات کی طرف بڑھی جسکو راستہ بتانیکے لیے کاہکشان نے خضر کیطرح آگے آگے قدم بڑھایا اور سپیدۂ صبح اُداسی کا رنگ بنکر اُسیطرح آسمان کے منھ پر ظاہر ہو گیا جسطرح بہت سرگردان اور پریشان ہونیکے بعد اسکندر کے مایوس چہرے پر ہوائیان چھوٹنے لگی تھین۔ مشرقی اُفق کی سُرخی افشائے راز کا نمونہ بنکر مغربی اُفق سے جھلک رہی تھی مرغان سحر شور مچاتے مچاتے تھک کر اب خاموش ہو گئے تھے۔ اور میر جعفر حسین صاحب زنانخانہ سے نکلکر دیوانخانہ کی طرف آہستہ آہستہ جا رہے تھے رات کی باتون کا خیال اُنکے اُس سر مین تھا جسمین جاگنے کا خمار بےطرح بھرا تھا اور طلاق

دینے کا افسوس انکے اس دل کو مسل رہا تھا حسین اختر کی حرکت اور اسکی ایک بیجا خواہش پر غصے کی بھڑکتی ہوئی آگ سے شعلے اُٹھ رہے تھے - بڑی خیریت یہ تھی کہ اختر باہر دیوانخانے ہی مین عموماً رات کو سوتا تھا ورنہ شاید آج ہی شب مین یہ جعفر حسین صاحب کا طیش اس بیچارے کے ساتھ بہت بُرا سلوک کر جاتا۔

میر صاحب اپنے دل ہی دل مین اختر کو بُرا بھلا کہتے چلے آتے تھے کہ دیوانخانے کے چبوترے پر اُن کو ان کنجیون کا گچھا ملا جو ہمیشہ اختر کے پاس رہتا تھا - کنجیون کو اسطرح پڑا دیکھکر جناب میر صاحب کا غصہ اور بھی ترقی کر گیا اور اختر کی بے پروائی اور خود رفتگی پر لعن اور نفرین کرتے ہوئے کنجیان لیکر آگے بڑھے - اسوقت غصہ سے اُنکا تمتمایا ہوا چہرہ - اُنکی سُرخ سُرخ آنکھین اور انکے ابرو پر بےطرح پڑے ہوئے بل بتا رہے تھے کہ اختر کی جانکی اسوقت خیر نہین لیکن دم بھر کے بعد یہ کچھ عجب اتفاق کا معاملہ دیکھا گیا کہ غیظ و غضب کے آثار اُن کے چہرے سے اسیطرح جاتے ہوئے نظر آئے جسطرح ابھی اُنکی آنکھون سے غصے کے مارے دھوان نکل رہا تھا - اختر کے رہنے کا کمرہ اسوقت اس دل کیطرح سونا پڑا تھا جسمین محبت کا درد نہو اور نہ درد کا مزا - دروازہ باب حیرت کیطرح کھلا ہوا تھا اور اختر کی جگہ اُداسی اسمین متمکن تھی - شب کی جلتی ہوئی شمع ابھی تک جھلملا رہی تھی - دھوان دہار آہون کیطرح اسکا دھوان معمول سے زیادہ اُٹھ رہا تھا اور نہ معلوم اُسکی لو کی رنگت کس خوف کے مارے اسوقت بالکل زرد ہو کر رہ گئی تھی - عشق کی آگ مین جلے ہوئے پروانون کی بےکفن نعشین اس امید پر چارونطرف فرش پر پڑی ہین کہ انکے حال زار پر رحم کھانیوالی چیونٹیان کسیطرح انکو کھا پیکر اُنکی مٹی ٹھکانے لگا دیتین ! اختر کو یہان نہ پاکر پہلے تو گمان ہوا کہ شاید چوکی پر ہونگے یا حوائج ضروری سے فراغت حاصل کر رہے ہونگے - لیکن جب وہ زمانہ بھی گذر گیا جو ایسی حاجتون کے پورا ہونیکے لیے کافی ہو سکتا ہے تو یہ خیال کیا گیا کہ شاید صبح کی ٹھنڈے ٹھنڈے وقت مین اُنکی معمولی وحشت انکو ہوا کھلانیکے لیے کہین باہر لیگئی ہے لیکن جب بلند

ہونیوالے آفتاب نے افق مشرق سے بہت اونچا ہوکر دھوپ مین تیزی پیدا کردی اور وہ ابتک نہ
آئے اور نہ کہین ڈھونڈنے والون ہی کو ملے تو انکے اعزا اقارب کی گھبراہٹ اور انتشار مین
اسیطرح ساعت بہ ساعت ترقی ہونے لگی جسطرح اب دن چڑھتا جاتا تھا اور پھر سبکو اس
امر کا شبہ ہوا کہ شاید سنبھل کے حدود انکی دلی وحشت کے دفع کرنیکے لئے کافی نہ ہوئے اور
یہ گھبرا کر کہین باہر نکل گئے میر جعفر حسین صاحب کے یہ اکلوتے بیٹے تھے جنکو انھون نے
بڑی تمناؤن سے بہت ناز و نعم کے ساتھ پرورش کیا تھا۔ انکو اختر کے ساتھ محبت بھی انتہائی
درجہ کی تھی جسکی وجہ سے اختر کی مفقود الخبری ان کو سخت صدمہ دے گئی اور یہ انکی جستجو
اور تلاش مین مصروف ہوئے خیر اختر کی تلاش مین انکو تو سنبھل کی اچھی طرح خاک اڑانے
دو آؤ جب تک ہم حسینہ کے مکان پر چلکر دیکھین تو سہی۔ آخر وہ ہین کہان عشاق کو کوئے
یار کے ساتھ ایک خاص دلچسپی بھی ہوتی ہی اسوجہ سے عجب نہین جو یہ حضرت بھی وہین ہون۔
حسینہ اسوقت اپنے اُسی کمرے مین بیٹھی ہی جسکو اکثر اوقات آپ نے حسینہ کے پرتو
جمال سے زیب و زینت حاصل کرتے دیکھا ہوگا۔ لیکن اسوقت اس کمرے مین جس قسم کی
اُداسی چھائی ہوئی ہی وہ اُس حیرت سے کسیطرح کم نہین جو انسان کو ایک شیش محل مین جاکر ہونی
چاہیے در و دیوار پر حسرت برس رہی ہی اور وہ جگہ جو اپنے موجودہ سامان کے اعتبار سے اب
بھی اپنی اصل حالت پر ہی مگر پھر بھی جو بے لطفی یہان پائی جاتی ہی اسکا اندازہ کچھ کچھ اُسی
بے لطفی کے قریب ہوسکتا ہی جو ایک ہرے بھرے پھولے پھلے چمن مین جاکر اُن مشتاق
آنکھون کو ہونی چاہیے جو جمال یار کو دیوانہ وار ڈھونڈتی ہون اور چمن اُس سے خالی ہو گو اسوقت
اس کمرے کی چھت اور دیوار کی آڑ موسمی سردی کو قوت بازو بنکر اس گرمی کو کسی طرح
یہان نہین پہونچنے دیتی جو آفتابی شعاعین قرص خورشید سے چھنکر اہل دنیا تک پہونچاتی ہین
معمول سے زاید یہان سردی کا عمل دخل ہو۔ مگر حسینہ کا دل زمانے کی سرد مہری سے
کچھ اس افسردگی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہی کہ یہان سے اُٹھنے کو کسیطرح اسکا جی نہین چاہتا۔

یا اس کا دل ہی اسکے اختیار سے کچھ ایسا باہر ہو کہ وہ یہان سے اٹھکر باہر کہین ایسی جگہہ بیٹھ ہی نہین سکتی جہان کہ ہواؤن نے دھوپ کی شعاعون مین اپنی خداداد قدرت سے اسقدر گرمی پیدا کر دی ہو کہ موسم سرما کی ناگوار سردی سے انسان بچنے کے لیے گھڑی دو گھڑی آرام سے بیٹھے - اسکا چہرہ بہت اُداس ہے - آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین اور بار بار ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین کچھ اسطرح لیجاتی ہین کہ خواہ مخواہ دیکھنے والے کا دل بیچین ہی ہوجاتا ہی - گو دن دوپہر ہونیکے قریب آگیا مگر نہ تو ابتک منہ دہا ہوا سر نہ پوچھا گیا ہی جسکو رات خواب ناز اور پھر بہنے والے آنسون نے اسکی پیاری پیاری آنکھون سے نکالکر باہر پھیلا دیا تھا اور نہ وہ اُلجھے ہوئے سر کے بال ہی برابر کئے گئے ہین جو رات الٹ پڑنے کے سونے اور کروٹین بدلنے سے بہت پریشانی کے ساتھ ادھر اُدھر اُلجھے پڑے ہین - وہ سناٹے کے عالم مین اپنی دونون کہنیان گاؤ پر ٹیکے ہوئے قالین کے فرش پر اسیطرح چپ بیٹھی تھی کہ محمدی خانم نے قریب آکر بہت آہستہ سے کہا "حضور منھ ہاتھ دھوئیے - خاصے کا وقت قریب آگیا ہی اور کوئی دم مین آپکی امّی جان آپ کو بلایا ہی تو چاہتی ہین"

حسینہ "اُنھ - ہٹی ہو گا - میری آج طبیعت ہی نہین اچھی ہے - تم کو اپنی ہی پڑی ہو مین کھانا وانا نہین کھاؤن گی - جاؤ"

محمدی خانم "ہی ہی بیوی ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا - بڑی مشکل ہو جائے گی - ایک تو یون ہی لوگ مشکوک ہین - خدا غارت کرے دشمنون کو وہ آئے دن یون ہی تہمتین لگاتے رہتے ہین کہ کس کس طرح بدنام کر رہے ہین - اگر اسطرح آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھین گے تو پھر اُن کو یہ کہتے کیا دیر لگے گی کہ وہ چلے گئے ہین اگر کوئی تعلق نہ ہوتا تو یہ اسقدر غمگین کیون ہوتین - اور تو اور خود آپکی امّی جان ہی کو یقین آجائے گا سا اسکا کیا نتیجہ ہوگا - دیکھئے آپکو علی مرتضے کی قسم - کھانا کھانے مین کچھ عذر نہ کیجیے گا - لے منھ دھو ڈالیئے"

حسینہ "جو جس کے جی مین آئے کہے - میری تقدیر مین یہی لکھا تھا (ٹھنڈی سانس لیکر)

پھر پانی لاؤ"

یہان کا یہ رنگ دیکھنے اور اسقدر باتین سننے سے یہ تو معلوم ہوا کہ اختر کہین چلے گئے
جنکی نسبت کھلے ہوئے قرینے یہ بھی بتا رہے ہین کہ اسکی اطلاع حسینہ کو پہلے سے تھی چاہیے
یہ معلوم ہو یا نہ ہو کہ وہ کہان گئے ہین مگر یقیناً وہ یہ جانتی ہو کہ گئے ضرور اور اسسے ملکر گئے
ورنہ ابھی تک تو اُنکے جانیکی خبر اُن کے اعزا اقارب کے نزدیک بھی شک و شبہہ کی حالت
مین ہی پھر اسکو اسقدر یقین کے ساتھ معلوم ہو جانا بہت تعجب خیز اور مشکل امر تھا اور اگر
بالفرض یہ خبر ابھی ابھی حسینہ کے کانون تک پہونچی ہوتی تو یقیناً اُسکا نازک اور محبت
بھرا دل یک بیک اس صدمے کو برداشت نکر سکتا اور یہ اسوقت اپنے اختیار سے
بالکل باہر ہوتی۔ محمدی خانم کی حسینہ کے پاس اسطرح مستعدی کے ساتھ ہر وقت کی
حاضر باشی زبان حال سے بتا رہی ہو کہ حسینہ اور اختر کی حکمت عملیون نے اسکو اس گھر مین
اب نوکر رکھا دیا ہو اور بیشک اگر ایسا ہوا تو سلام و پیام کے آنے اور لیجانے مین خاصا
خوب موقع ملے گا حسینہ اب وہین بیٹھی منھ ہاتھ دھو رہی ہو۔ خیالات کا ایک طوفان
ہی جو بڑھے ہوئے غم کیطرح اسکے دماغ سے دل مین آرہا ہو اور کلیجہ ہو کہ دل کا حال دیکھ
دیکھکر منھ کو آنیکا ارادہ کرتا ہو اور پھر رہجاتا ہی۔ اگر ہمارے کہنے کو کوئی مبالغا ور شاعری
نہ خیال کرتا تو ضرور ہم یہ کہتے کہ حسینہ کا اتنی دیر تک فقط ہاتھ ہی دھونا خالی از علت نہین
ہمارا خیال ہو کہ یہ بیٹھی ہوئی رنج و غم کے عالم مین کف افسوس مل رہی ہو۔ بار بار مُنھ پر
پانی ڈالنے سے یہ بہانہ ہو کہ در پردہ آنسو بھی پانی مین ملکر بہتے چلے جائین جنکو یہ خون جگر کی
طرح پینا تو بہت چاہتی ہو مگر وہ حلق کیطرح سے اُچھو ہو ہوکر آنکھون سے بار بار نکل ہی آتے ہین
وہ دھوئین کیطرح اُٹھتے ہوئے ابخرے جنکو آپ اسوقت اُسکے ہاتھ اور مُنھ سے نکلتے ہوئے دیکھ رہے
ہین جائز ہو کہ یہ اسی گرم پانی کی بھاپ ہی ہون جس سے وہ مُنھ ہاتھ دھو رہی ہو لیکن پھر بھی
ہم اتنا ضرور کہین گے کہ اس بھاپ کی آڑ مین وہ آہین بھی ضرور چھپی ہوئی ہین جو اسکے پُر درد

اور غمزدہ دل سے بے اختیار اسوقت نکل رہی ہون ۔

حسینہ اسوقت بالکل چپ ہی ۔لیکن زبان کیطرح اُسکا بیچین دل اب بھی اپنے شغل سے غافل نہین ہوا اور اپنے دل ہی دل مین آہستہ آہستہ یہ باتین ہو رہی ہین وہ معلوم نہین اب اسوقت وہ کہان ہونگے اور کس خیال مین ہونگے ۔ہائے کسطرح روتے ہوئے گئے ہین ۔ان کی رات کی تحریر نے خدا کی قسم میرا دل ہلا دیا اور پھر جب وہ دروازہ کے سامنے صحنچی مین آکر کھڑے ہوئے تو اسوقت اُنکا زار قطار رونا (آہ ایک ٹھنڈی سانس لیکر) تمام عمر یاد رہے گا ۔معاذ اللہ بیشک مجھ سے چھوٹنے کا انکو بہت ملال ہوا شاید وہ کبھی یہان سے نہ جاتے اگر انکو اپنے والد کا خوف ذرا بھی یہان رہنے کی اجازت دیتا اور مین خود بھی اُنکو نہ جانے دیتی اگر مصلحت وقت کا تقاضا اور دور اندیشی کا خیال مجکو بالکل مجبور نہ کر دیتا ہین آجکل بہت مطعون ہو رہی تھی اور اُن کی بے اعتدالیان اور بھی اُن کے رازون کو افشا کر رہی تھین جو گو بہت پاکبازانہ طریقے پر مبنی تھے مگر ایک شریف خاندان کی لڑکی کی عزت آبرو لینے کے لیئے بہت کافی تھے ۔ہائے اب سب لوگ کیا کہین گے جو کوئی اُن کے اسطرح یک بیک نکل جانے کا حال سُنے گا بس یہی کہیگا کہ حسینہ کے عشق نے اُن کو مجنون کر دیا ۔گھر سے نکل بھاگے اور تو اور خود اتا جان ہی اپنے دل مین کیا کہین گی ۔ہائے کسیطرح میری آنکھین اُنکے سامنے نہ ہونگی ۔اگر کچھ اور نہین تو اسقدر تو اُن کو ضرور معلوم ہی کہ اُنکا دل مجھپر آیا ہوا ہی اب یہ تو کسیطرح ممکن ہی نہین کہ میری الی افسردگی میرے چھپائے چھپ سکے اور میرے پژمردہ چہرے سے بدنامی کا داغ نکلکر ظاہر نہ ہو ۔ہائے اللہ پھر مین کیا کرون ۔سب یہی کہین گے کہ اختر کے چلے جانے کیوجہ سے اسکا یہ حال ہی ۔ای محبت خدا تجکو غارت کرے ۔ای عشق تو دنیا سے ناپید ہو جائے ۔ہائے تیرے ظالم ہاتھون سے خدا کے بندون پر کیسے کیسے ستم ہو رہے ہین ۔ای ارحم الراحمین تو میرا دل پھیر دے یا دل مین تحمل پیدا کر اور تحمل مین استقلال ۔اور اگر یہ کچھ بھی نہین تو پھر اُس دل ہی کمبخت کو

لے لے جوکسی صورت مجھکو چین نہین لینے دیتا۔ مین ایسی زندگی سے درگذری یا یہ جان نکل جائے تواس جھگڑے سے چھوٹون۔ مرجاؤن تو اچھا"

حسینہ اسی قسم کی باتین اپنے دل سے کررہی تھی کہ انکی والدہ آگئین ورگو وہ مُنھ ہاتھ دھونے کی حالت مین بہت کچھ دل کے بخارات آنکھونکی راہ نکال چکی تھی مگر اسوقت کی حالت دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابتک اسکا دل رونے سے خالی نہین ہوا ہی۔ اسکی آنکھونمین ڈبڈبائے ہوئے آنسو۔ اسکا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین آہستہ آہستہ لینا بتارہا تھا کہ اختر کے جانیکا رنج بے انتہا اسکے دل پر قبضہ کیے ہوئے ہی اور اسکے چہرے کا ایک بیک زرد ہوجانیوالا رنگ۔ اور اُسکی جھپی ہوئی شرمیلی آنکھین اس بات کی خبر دے رہی تھین کہ اسوقت اسکے دل مین چھپے ہوئے خیالات نے اسکی مان کو آتے دیکھکر کسقدر اسکو شرمندہ کیا۔ وہ اپنی ماںکو اسطرف آتے دیکھکر تعظیم دینے کے لیے ایک گھبراہٹ کے عالم مین سروقد کھڑی ہوگئی اور پھر بادل ناخواستہ اُسکو اپنے اُن خیالات سے زبردستی دامن چھڑانا ہی پڑا جسکی اُدھیڑبن مین وہ اسوقت اُلجھی ہوئی تھی۔

دسوان باب

المدد

مرنا شبِ فراق مین جینے سے خوب ہی
بہلیگا دل کہ زیرِ زمین اور بھی تو ہین

جب حسینونکی آنکھ کا لگا ہوا سرمہ اور عشاق کی تیرہ بختی کی سیاہی بڑھتے بڑھتے شام کی تاریکی مین ترقی دیجاتی ہی اور چارونطرف پھیلنے والا اندھیرا شبِ فراق کی آنیوالی بلاؤن کیطرح ساری دنیا مین ایک اندھیرا مچادیتا ہی۔ چڑیان جب شور کرتے کرتے اپنے نشیمنونمین تھک کے بیٹھ رہتی ہین اور نیچر کے کل کارخانون پر بے رونقی کی کچھ ایسی اُوس پڑجاتی ہی کہ نظر کی وہ نورانی شعاعین بھی جنکو قدرت کے کھیل تماشے دیکھنے کا کچھ چسکا سا ہوگیا ہی آنکھ کے سات پردون

کے اندر چھپکر بیٹھ رہتی ہین - ایسے وقت مین ہمارا بھٹکتا ہوا خیال سنبھل سے نکلکر ساری دنیا کی خاک چھانتا گوالیار کی طرف چلا ہی - گوالیار کی سنسان آبادی مین کچھ ایسی بے لطفی پیدا کرتی ہی کہ ہمارے خیال کا سلسلہ وہان سے گھبرا کر اس مقام کی طرف متوجہ ہوتا ہی جسکو اسکے شاہی مقام ہونے نے ایک خاص قسم کی زیب و زینت عطا کردی ہی اور جو لشکر گوالیار کے نام سے مشہور ہی - یہان کے مشہور مشہور محلے اور ڈفرن سرائے مین اختر کو ڈھونڈھتے اور یہان کی دلفریب آبادی کے خوش نما منظر کی سیر کرتے اُن کھُلے میدانون کیطرف نکل گئے ہین جن سے آوارگانِ دشتِ محبت کو کسی قسم کی دلچسپی بھی ہو سکتی ہی - اسوقت یہانکا وہ شرقی میدان ہمارے پیش نظر ہی جہان کا پھیلا ہوا اندھیرا نظر کو ایک قدم بھی چلنے کی اجازت نہین دیتا - اور یہ معلوم ہوتا ہی کہ عشاق کی سیہ بختی کی تاریکی کو دل بہلانیکے لیے اگر کہین جگہ مل سکتی ہی تو وہ یہی مقام ہی - یہان اس اندھیرے مین جا بجا جو طرح طرح کی صورتین نظر آتی ہین اُنہین سے بعض دیو اور جن کی اُن خیالی صورتون سے ملتی ہوئی ہین جنکا نقشہ ہر شخص کے دماغ مین قوت واہمہ اپنے تھرتھراتے ہاتھ سے کھینچتی ہی یا ہاتھی اور شیر سے یا اسی قسم کی اور صورتون سے جنکی ہم کوئی خاص مثال نہین دیسکتے - مگر ہان اتنا بتائے دیتے ہین کہ وہ انتہائی درجے کی ہیبت ناک تو ضرور ہین - اس بیان سے ہماری یہ غرض نہین ہی کہ یہ سب خوفناک چیزین وہان موجود بھی ہین بلکہ رات کی بڑھی ہوئی تاریکی نے اس میدان مین جو ہولناک سین پیدا کردیا ہی وہ اُس دل کے ڈرانے کیلئے کافی ہی جسکا ڈھارس دینے والا کوئی دوسرا نہ ہو اور وہ خوف کے مارے تنہا ایک ہی سینے مین دھڑک رہا ہو - وہ جو عجیب عجیب طرح کی صورتین ہم دیکھتے تھے وہ سب ہماری نظر کا قصور تھا اور ہمارے خیال کی خطا - وہ اونچے اونچے درخت تھے یا درختونکی جھاڑیان یا اونچی اونچی پہاڑیان تھین جنکو ہماری قوت متصرفہ کی غلطی نے وہ بھی ہمارے ڈرانے کے لیے نئی نئی شکلون کا جامہ پہنا کر ہمارے سامنے ڈراونی صورتون مین پیش کردیا تھا - ہو کا عالم ہی - وحشت برس رہی ہی - سناٹا ہی اور چارون طرف کوئی نظر نہین

آتا۔کوسون آبادی کا پتہ نہین۔نہ توکسی طرف سے کوئی آواز آتی ہی جس سے کانون کو کچھ دلچسپی ہو اور نہ کہین کچھ روشنی ہی نظر آتی ہو کہ آنکھونکو ذرا لطف تماشا ہی حاصل کرنیکا موقع ملے مگر ہان اب مشرقی افق سے نکلنے والے ماہتاب کے کچھ کچھ آثار نمودار ہو چلے ہین اور روشنی اگر زمین پر نہین تو آسمان پر ضرور کسیقدر اپنا رنگ جما چلی ہی۔ہوا کے معمولی سناٹے کے علاوہ بعض بعض اوقات شاخون کے جھونٹے اور درختون کے پتے ہلنے کی صدائین بھی آجاتی ہین جو سہمے ہوئے دل کے ڈرانے کے لیے اور بھی خوفناک آوازین ہو جاتی ہین۔ہوا کے جھونکے درختونکے ان سوکھے ہوئے پتون کو بھی رہ رہکر کھڑا کھڑا دیتے ہین جنکو مختلف ہوائین خدا جانے کہان کہان سے اُڑا کر یہان لے آئی ہین۔ان آوازون کے ساتھ کسی کسیوقت ایک غیر معمولی آواز بھی ہوا مین ملی ہوئی ہمارے کانون تک آجاتی ہو لیکن ایسے ویران اور سنسان مقام اور پھر ایسے وقت مین ایک ایسی آواز سنائی دینا جسکو انسان کے لب اور لہجے سے تعلق معلوم ہوتا ہی کسی طرح تعجب سے خالی نہین۔اس آواز کے سنتے ہی حیرت بہت مضبوطی کے ساتھ اُس دل پر قبضہ کرلیتی ہی جو خوف اور انتشار کے پہلے ہی تدر ہو چکا تھا۔فوراً قلب کو ایک غیر ارادی حرکت ہوتی ہو اور کچھ ٹھنڈے ٹھنڈے بخارات سارے جسم سے اُٹھکر اُن کانون مین بھر رہتے ہین جنمین ابھی ابھی اس آواز نے پہونچکر دل سے دماغ تک یہ انقلاب پیدا کر دیا تھا۔مگر دم مین ہوا کی بھری ہوئی سنسناہٹ نے غالب اگر خدا جانے اُس آواز کو کہان سے کہان غائب کر دیا کہ اب کان لگا لگا کر لاکھ لاکھ طرح سے سننے کا قصد کیا جاتا ہی مگر کچھ سنائی نہین دیتا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ہوا کی وہ تیزی کم ہوتی ہی اور پھر اُسی قسم کی آواز کانون مین آتی ہی جیسی ابھی ہمارے پاس آئی تھی۔اس بڑھی ہوئی حیرت سے پھر بھی ہمکو ابھی نجات نہین ملی تھی کہ ہوا کا ایک تیز جھونکا غضب ڈھاتا ہوا آیا اور اُس آواز کو کہین سے کہین اڑائے لیے چلا گیا۔پھر دم بھر مین ہوا کی رفتار سست ہوئی اور وہ آواز بہ نسبت پہلے کے کسیقدر زیادہ سنائی دی جس سے اس قدر ضرور امتیاز ہوا کہ یہ کسی کے رونے کی آواز ہی جو کسی مصیبت زدہ

کے مُنہ سے نکلکر بہت بھینی کے ساتھ سارے میدان مین گھرائی ہوئی پھرتی ہی۔ مگر یہ کون
روتا ہی کیلئے روتا ہی۔ اور کس طرف سے یہ آواز آتی ہی؟ یہ وہ سوالات ہین جو فوراً
ہمارے حیرت زدہ دل نے ہمسے کیے اور ہمکو گھبراکر انکے حل کرنیکی طرف متوجہ ہونا پڑا۔
چاند اب اُفق شرقی سے نکلکر کسیقدر بلند ہوگیا تھا۔ اُسکی نورانی کرنین چارونطرف پھیل پھیلکر
دنیا کو روشن کررہی تھین اور وہ میدان جو ابھی عرصہ محشر کی طرح ہولناک معلوم ہوتا تھا اب
بہت دلفریبی کے ساتھ دیکھنے والی نظرون کو اپنی طرف متوجہ کیے لیتا تھا۔ زمین بہت ہموار
تھی۔ میدان بہت وسیع تھا۔ اور آنے جانے والی نظر کے لیے کوئی روک ٹوک کرنیوالا
کوسون کہین نظر نہین آتا تھا۔ جابجا خودرو سبزے کا زمردی فرش پتھریلی زمین پر نیچر کے زبردست
حکم سے بچھا تھا۔ کہین صاف چٹیل میدان نظر آتا تھا جسپر چھوٹے چھوٹے کنکر اور پتھر کے ٹکڑے ہوا کے
پُرزور جھونکون سے ادھر اُدھر لڑھکتے پھرتے تھے۔ اور اُسپر وہ سپید سپید چاندنی بچھی تھی جسکی بناوٹ
مین ماہتاب کی شعاعی تارون سے کام لیا گیا تھا۔ چارونطرف وہ اونچی اونچی پہاڑیان
اپنا دلفریب سین دکھارہی تھین جو ابھی تھوڑی دیر پہلے اندھیرے مین کالی بلائین معلوم ہوتی تھین
اسوقت چاندنی نے انپر ایک نورانی سپید پوڈر پھیر دیا ہی جو ایک حد تک پہونچکر ختم ہوگیا ہی
اور پھر اُسکے بعد اُنکا وہی رنگ نظر آتا ہی جو رات کی تاریکی نے سیاہ سیاہ اُنکو عطا کیا تھا۔
ہوا چل رہی تھی۔ رات کا سناٹا پھیلا ہوا تھا اور وہ رونیکی دردناک آواز ہوا کے دامن مین
لپٹی ہوئی ساعت بساعت ترقی کے ساتھ آرہی تھی قدرت کے یہ کھیل تماشے ہورہے تھے
اور ہمارا خیال اُسطرف جارہا تھا جسطرف اس آواز کے آنیکا شبہہ استہ بتاتا ہوا لیے جاتا تھا
یہ آواز ایک درے سے نکل رہی ہی اور اُسکے قریب جاکر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص
ایک چٹان پر بیٹھا رو رہا ہی۔ سر جھکائے اور سر کے پریشان بال اُسکے مُنھ کو اپنے پردے مین
چھپائے ہوئے ہین۔ یہ شخص جس درد کے ساتھ اسوقت رو رہا تھا وہ بہت ہی دل بیچین کر دینے
والا تھا اور پہاڑ سے سخت دل چیز اُسی لب و لہجے مین جواب دینے کے لیئے بہت

مسند ہی کے ساتھ حاضر تھی۔ نعرے کرتے کرتے جب اسکا دل تھک گیا۔ آنسو بہاتے بہاتے جب اسکی آنکھین خشک ہوگئین تب یہ اپنے دلی بخارات نکالنے کے لیے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین لیکر اپنے اس سینے کو ہلکا کرنے لگا جسمین رنج وغم کے زہریلے اثر نے دل کے کام تمام کرنیکا پورا ارادہ کر لیا تھا اور شاید ایسا ہی ہوتا اگر مُنھ سے نکلنے والی آہین اس ہوا کا بہت بڑا حصہ لیے ہوئے سینے سے باہر نہ نکلتین جسمین کاربن کے سوا اور کچھ نہ تھا اور اس کے عوض مین وہ صاف اور تازہ ہوا ساتھ لیے اندر نہ جاتین جسمین حیات کا بخشنے والا مادہ آکسیجن بہت کثرت کے ساتھ ملا ہوتا ہی۔ اسکی خراب حالت اسکی گریہ وزاری اور اُسکا اسطرح غیر آباد مقام مین بیٹھ کر رونا اس امر کو اچھی طرح بتا رہا ہی کہ یہ فلک کجرفتار کا بہت ستایا ہوا ہی اور زمانے کے ہاتھون سے عاجز آکر اسنے ایسے مقامون کی سکونت بھی ترک کر دی ہی جہان ظالم زمانے کے بھیجے ہوئے ہاتھ ستم کرنے کے اکثر عادی ہوتے ہین جسکو دنیا والے آبادی کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ جب اُس نے اچھی طرح دیکھ لیا کہ اسکی آہین بھی اُسکے لیے اثر نالون کی طرح بیکار رہین تو اُس نے بہت افسردگی کے ساتھ ایک ٹھنڈی سانس لی اور آسمان کیطرف دیکھکر بہت پُر افسوس لہجے مین اسطرح کہا۔ ہائے ؎

پروانہ پاس شمع کے بلبل ہی گل کے پاس	اک مین کہ تیری بزم مین خلوت گزیدہ ہون

ای تفرقہ انداز فلک۔ ای ستم شعار زمانے۔ ای بخت برگشتہ۔ ای قسمت اور ای نصیب! کیا تجکو اب بھی رحم نہین آتا؟۔ ہائے اتنا اچھی طرح خاک مین ملا لیا۔ خوب دل کھول کر ستا لیا یا اب بھی کوئی حوصلہ باقی ہی؟۔ ہائے جسکے لیے مین مجنون بنا۔ سڑی بنا۔ آوارہ وطن ہوا اور بیوی کو بھی طلاق دی وہی نہ ملا!۔ ہائے پیاری حسینہ تو مجھ سے چھوٹی اور مین تجھ سے!!"

یہ آخری فقرہ بہت بھرائی ہوئی آواز مین کان تک پہونچا جس کے بعد ایک ٹھنڈی سانس کی دردناک آواز آئی اور اسکے بعد پھر دیکھا گیا کہ وہ شخص اُسی چٹان پر گر کر بیہوش ہوگیا جسپر ابھی وہ اپنے دلکو سنبھالے ہوئے بیٹھا تھا۔ گو اسوقت کی بڑھی ہوئی حیرت اور دل پر قبضہ کر لینے والے

تعجب نے ہمکو اس قابل نہین رکھا تھا کہ ہم عالم خیال مین بھی اس ترقی اور روحی قوت سے جسپر مسمریزم کا دارومدار ہی اس غش کھانیوالے شخص کی خبر لیتے مگر ہان اس شخص کا پر حسرت بیان - دردناک آواز اور حسینہ کا نام سنتے ہی ہمکو اس امر کا اچھی طرح یقین آگیا کہ یہ غش کھانیوالا وہی شخص ہی جسکو ہم سنبھل سے یہانتک ڈھونڈتے ہوئے آئے ہین - مگر یہ حضرت یہان کہان ؟ - یہ سنبھل سے نکل کر تھوڑے دنون تک آگرے کی سیر کرتے رہے اور جب وہان بھی وحشت نے زور کیا تو گوالیار پہونچے - چندے آدمیونکی طرح آبادی مین رہے اور جب سودے نے اور زور کیا تو آبادی کا رہنا چھوڑ کر پہاڑ اور میدانون مین مجنونانہ زندگی بسر کرنے لگے اسطرح زندگی بسر کرتے ہوئے اب انکو ایک مہینے سے کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہی اور یہان کی چارون طرف کی پہاڑیان انکے لیے وہی حکم رکھتی ہین جو لیلی کے عاشق زار قیس عامری کے لیے نجد کے ٹیلے - فراق کے صدمے سہتے سہتے اب انکے دلمین مطلق سکت باقی نہین رہی ہی اور اپنی حسرت نصیبی اور ناکامیان دیکھ دیکھ کر انکو اس امر سے یاس ہوگئی ہی کہ کبھی انکا نخل تمنا پھولے پھلے اور اُس اُجڑے ہوئے چمن مین پھر بہار آئے جسمین کمبخت خزان نے ہمیشہ کے لیئے اپنے ڈیرے خیمے ڈالدیئے تھے اتبک وہ اُسیطرح بیہوش پڑا تھا - اُسکی تنہائی دیکھ دیکھ کر پہاڑ چپ سناٹے مین اُسکے سرہانے کھڑا تھا اور پائینتی بیکسی کھڑی ہوئی ہاتھ مل رہی تھی کہ قدرتی حکم سے ہوا کی رفتار تیز ہوئی اور اُسکا روح افزا اثر جلد سے ہوتا ہوا اول دماغ تک پہونچا اور یہ ہوش مین آگیا - گھبرا کر اُٹھا اور دہشت زدہ پھر اُسی جگہ بیٹھ گیا جہان پہلے بیٹھا تھا - بیٹھے بیٹھے جنون کے اُٹھنے والے ولولون نے پھر دل مین ایک شور اُٹھایا اور یہ اسطرح کہنے لگا "ہان میری زندگی اب بیکار ہی جب وہ شخص ہی نہین مل سکتا جسکو دل چاہتا ہی اور جس سے زندگی کا لطف تھا تو پھر ایسے بے مزہ جینے سے کیا فائدہ ! پیاری حسینہ میرے لیے نہین تھی - ایسے میرے نصیب کہان ہائے وہ کیا اچھا خوش قسمت ہوگا جسکو اُسکے شوہر بننے کی عزت حاصل ہوگی اگر نہین مین اسکو خوش قسمت نہین کہونگا - میری رقابت کا جوش میری زبان سے اُسکو برا ہی کہلائیگا - ہان اس موقع پر مین ہوتا

توالبتہ خوش قسمت ہوتا۔ آہ کیسے کیسے بکھیڑے پڑ گئے کیسی کیسی خرابیاں پیدا ہو گئین مگر اُف اب کچھ ہو مجھکو ایک ناامیدی سے اتنی ساری امیدون کے دل کو تسکین دے لینے چاہیئے۔ مگر ہائے یہ بھی تو نہین ہی۔ انکو مجھ سے محبت بہت ہی۔ انکے ماں باپ بھی مجھ سے خوش ہین۔ پہلے بی بی کا ایک جھگڑا تھا اُن سے بھی کنارہ کشی کر لی۔ پھر اب کیا باقی ہی! نہین۔ اما جان کبھی اس امر کو جائز نہ رکھین گی انکو اپنی بھتیجی کے طلاق پانیکا سخت صدمہ ہی اور اسی سبب سے وہ حسینہ کو بھی بہت قہر آلود نظر سے دیکھتی ہین۔ آبا جان کے بھی شاید یہ خلاف مرضی ہوگا۔ اور اما جان کبھی اس امر پر اُنکو راضی نہ ہونے دینگی۔ اُنکے والدین کا دل بھی اسطرف کے لوگون نے کہہ سُنکر میری طرف سے بُرا کر دیا ہی۔ بھلا وہ کیون راضی ہونے لگے۔ اور اگر ہو بھی جائین تو یہ کمبخت میری تقدیر بھلا کب انکو راضی ہونے دیگی۔ خدا سمجھے اسکو۔ رہین ایک وہ! گو انکو میرے ساتھ ضرور محبت ہی لیکن انھون نے تو قسم کھالی ہی کہ وہ کبھی بلا جائز طریقے کے میرے ارمان اور تمناؤن کے نکلنے کا موقع نہ دینگی اور عقد کا ہونا نہ میرے ہی امکان مین ہی نہ انھین کے اختیار مین۔ اچھا۔ مین خود ہی آج اسکا فیصلہ کئے دیتا ہون مجھسے اب ناامیدی کے عالم مین جدائی کے یہ صدمے نہین اُٹھائے جاتے۔ یہ دل اب اس قابل نہین رہا۔ آہ اب اسمین برداشت کی مطلق طاقت نہین" اور یہ کہکر ایک جنون کے عالم مین اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسوقت اسکے بگڑے ہوئے تیور بتا رہے تھے کہ عشق کے جنون خیز ولولے نے ایک نیا جوش اسکے قلب مین پھونک دیا ہی۔ ساری دنیا اسکی نظرون مین تیرہ و تار ہی اور یہ زندگی سے بالکل بیزار ہو کر اب مرنیکے لئے چلا ہی۔ پہاڑیونکی چڑھائی پر اسکے قدم کچھ ایسے بڑھ بڑھکر پڑ رہے تھے جسطرح کوئی ہوائے شوق مین بھرا ہوا بہت تیزی کے ساتھ کوئے یار کی طرف جاتا ہو۔ جاتے جاتے اونچی پہاڑی کے ایک بلند قلعے پر یہ ٹھہر گیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑکر اپنی حسرت بھری نظر سے چارون طرف دیکھنے لگا۔ یہ قلعہ اپنی آس پاس کی سر بلند چوٹیون سے اسقدر بلند تھا کہ نیچے کے پڑے ہوئے بڑے بڑے پتھر اسوقت کی چاندنی مین بہت چھوٹے چھوٹے نظر آتے تھے جسکی خاص

وجہ یہ تھی کہ بُعد مسافت اُس ذرے کو آنکھون تک پہونچتے پہونچتے بالکل چھوٹا کر دیتا تھا جسکو
نظر بہت بڑے بڑے پتھرون سے لیکر اُنکی صورت کا عکس دکھانیکے لیئے آنکھ کے تل کیطرف چلی تھی۔
یہ اُسی طرح جوش مین بھرا کھڑا تھا اور رات کے سناٹے مین یہ پُرحسرت کلمے اُسکی زبان سے نکل نکلکر
پہاڑون سے سر ٹکراتے ہوئے سارے میدان مین گونج رہے تھے "اے ستانیوالے آسمان!
اے میرے پھرے ہوئے مقدر! لو تم سبکو مبارک ہو آج وہ دنیا ہی سے اُٹھا جاتا ہی جس کے
خاک مین ملانیکے لیے تمکو رات دن ایک نہ ایک نئے جور و ستم کی تلاش رہتی ہی۔ اے تمناؤ!
تم بھی خوش ہو۔ تم بھی آج عذاب سے چھوٹین۔ معاف کرنا۔ تمکو میرے دل مین آکر بہت
صدمے اُٹھانے پڑے۔ ارمانو چلو۔ ٹہلو۔ تمھارا یہان کام نہین۔ اب کسی اور دل مین جا کر جگہ
کرو۔ یہ گھر آج اُجڑتا ہی اب نہ اسمین تمھاری جگہ ہی اور نہ تمھارے مخالفون کی۔ آج اس گھر
سے ایک میّت نکلے گی جسپر فقط اسکی ایک بیکسی ہی نوحہ خوان ہو گی اور کوئی نہین۔ آ موت کے
مبارک فرشتے آ۔ اختر کی جان عذاب مین پھنسی ہوئی ہی۔ اسکو کسیطرح نجات دلا دے"
اسقدر کہنے کے بعد وہ اپنی جان عزیز پہاڑ سے گر کر دینا ہی چاہتا تھا کہ حسینہ کے خیال نے یکبیک
آکر اسکا دامن پکڑ لیا اور یہ رُک کر اسطرح کہنے لگا "ہان ہان میری پیاری حسینہ کے وضعدار
خیال مین تجھ سے نہین رخصت ہوا تھا۔ آ تجھ سے بھی گلے مل لون۔ تو میرا بڑا مونس تھا۔ بڑا
ہمدم۔ آہ میری رفاقت مین تجکو رات دن بہت مصیبتین اُٹھانی پڑین سادھر سے اُدھر۔ اُدھر سے ادھر
آنے جانیکی کشمکش نے تجکو بہت صدمے دیئے ہونگے۔ خیر معاف کرنا۔ یہ میری خطا نہ تھی۔ اس
دل کی خطا تھی۔ خدا اسکو غارت کرے۔ ہائے اسنے تو مجکو کہین کا نہین رکھا۔ پہلو مین آرام
سے بیٹھکر خوب بغلی گھونسے لگائے۔ آہ یہ کمبخت تو آستین کا سانپ ہی ہو گیا۔ پہلے تو حسن جا
کے کرشمے دکھا کر کسیکا والہ و شیدا بنایا۔ پھر کمبخت خود خراب ہوا اور اپنے ساتھ مجکو بھی خراب
کیا۔ سینہ چیر کر اسکو پہلو سے پھینک دینا چاہیئے۔ یہ اس قابل نہین ہی کہ کسی کے پہلو مین بیٹھے
یہ اس قابل ہی کہ زمین کھود کر دفن کر دیا جائے اور لوگون کی عبرت کے لیئے اُس کی نعش

سی ایک تربت بھی بنا دی جائے۔ ہان میری عنایت فرما جان اب تو میرے پاس سے جا۔ تیری دلچسپیان میرے مرنے مین بہت دیر لگائے دیتی ہین۔ ای حسینہ کے خیال اگر میرا خیال تبکو تیری رسائی حسینہ کے دلمین ہو تو کہدینا گذر گیا! برداشت کی طاقت نہ تھی مرگیا!! کسطرح مرا؟ اپنے بیقرار دل کیطرح غم کے پہاڑ پر چڑھا اور نیچے گر کر اسی طرح سے جان دیدی جسطرح طفلان اشک آنکھوں سے نکلکر پلکون پر چڑھتے ہین اور چڑھکر ایسے گر پڑتے ہین کہ پھر اُنکا پتہ بحر عدم کے سوا اور کہین نہین ملتا۔ بس پیاری حسینہ رخصت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ؟

یہ پرحسرت جملے اختر کی زبان سے نکل رہے تھے کہ اسکی بھرائی ہوئی گلوگیر آواز کیسکا دم ادا ہین بنکر رک گئی۔ آنسو جاری ہین اور ٹھنڈی سانسین بہت بیچین ہو ہو کر ہانپتی ہوئی دل سے لب تک آتی ہین اور ایک وحشت خیز سین پیدا کرتی ہوئی رات کے سناٹے مین پھیل جاتی ہین اختر بالکل اس امر پر تیار ہو کہ اپنے آپکو پہاڑ سے گرا کر اپنی جان کو ضایع کر دے۔ جنون خیز ولولون کے جوش ہو رہے ہین اور دنیا کی کل کائنات کی طرف سے اسکا دل کچھ ایسا ہٹ گیا ہی کہ اسنے اپنی مایوس آنکھین بند کر لی ہین۔ آہ اسی طرح سے جسطرح کوئی سکرات کے عالم مین قابض ارواح کی ہیبتناک صورت دیکھکر بے اختیاری کے ساتھ اپنی آنکھین بند کر لیتا ہو دیکھیے اُسکے اعضا کو ایک بے قاعدہ جنبش ہوئی۔ ارے اب تو اسنے پاؤن بھی لٹکا دیے۔ ہائے کیا وہ اپنی جان دے ہی دیگا! ای عشق کے جن۔ ای محبت کے دیو اور ای حسن کی پری تم سب اسوقت کہان ہو۔ پرانے فسانہ نگار تم سے ہر جگہ مدد لیا کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ تمھارا رمنہ اکثر پہاڑون پر رہا کرتا ہی۔ تم رات کو بھی اکثر نکلتے ہو۔ دیکھو ایسی چھٹکی ہوئی چاندنی مین پہاڑ پر یہ کون جانے دینے کو تیار ہی۔ آہ تمھارے ظالم اور ناترس ہاتھون ہی نے تو اس بیچارے کی یہ حالت کر دی ہی۔ ہائے کیا تمکو ایسے وقت مین بھی اسپر رحم نہین آتا؟ ای بیکسی دوڑ۔ ای حرمان نصیبی چل۔ مردہ تمناؤ تمھین زندہ ہو کر اسکو پکڑ لو۔ آہ کوئی نہین سنتا!۔ ہائے ارمانو کیا تم سب مر گئے۔ کیا تم مین سے ایک بھی ایسا نہین ہو کہ اختر کا

ہاتھ پکڑ لے یہ بیخودی تو ہی آ اتنا رحم کر جا کہ یہ اپنی جان کو ضایع نہ کر سکے۔ ہائے دوڑ کر کوئی مدد کو نہین آتا!! پہاڑ سناٹے مین کھڑا ہوا تھا اور اختر کا یہ حال دیکھ دیکھکر زمانے کی وہ دھوان دھار آہین بڑی تیزی کے ساتھ زمین سے آسمان تک انقلاب پیدا کئے ہوئے تھین جنکو اہل زمانہ ہوا کے نام سے تعبیر کرتے ہین۔ ہوا کی سنسناہٹ مین بالکل ویسی ہی آواز آرہی تھی۔ تارے آنسوؤنکی طرح آسمان سے ٹپکے پڑتے تھے درختون کی شاخین کسی آنیوالے خوف سے بید کیطرح کانپ رہی تھین اور اُنکے پتّے رنج وغم کے عالم مین کفِ افسوس مل رہے تھے۔ اختر گرنیکا پورا تہیّہ کر چکا تھا اور اُس کے اس ارادے کی خبر پٹھون کے ذریعہ سے ان سب اعضا کو پہونچ گئی تھی جو دل کی مملکت مین رعایا کے طور پر بستے ہین۔ اس ارادے کی حرکت مرکز سے محیط کیطرف لہرین لیتی جا رہی تھی۔ کُل قوتین اور اعضا اپنے بادشاہ کا حکم بجالانیکے لیئے تیار ہو گئے تھے اور اختر پہاڑ سے گرا ہی چاہتا تھا کہ یکبیک اسکی پشت کی جانب سے کسی نے آکر اسکے دونون شانے پکڑ لیئے۔

گیارہوان باب

کیسے پلٹے

پھر جی مین ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہین
سر زیر بارِ منتِ دربان کیئے ہوئے

رات کی تاریکی شب فراق کے اندھیرے یا کفر کی سیاہی کیطرح خدا خدا کر کے کم ہو چلی ہے اور صبح کی روشنی مشرقی افق سے نکل نکلکر اسیطرح چارونطرف پھیلتی جاتی ہے جس طرح اس گئے گذرے زمانے پر بھی اسلامی آفتاب کی شعاعین نور ہدایت بنی یورپ کے دور دراز ملکون مین پہونچکر ایک قسم کی ہلکی ہلکی روشنی پھیلا رہی ہین۔ تارے جھلملا جھلملا کر آسمان سے غائب ہو گئے ہین اور رات کی تاریکی چارونطرف سے سمٹ سمٹ کر اسیطرح مغربی گوشے کی طرف بھاگی چلی جاتی ہے جسطرح صبحدم کوئی حسین اپنے اُن بالونکو جو رات کی ہاتھا پائی اور

تکیہ پر ادھر اُدھر سر رگڑنے مین جوڑا کھلجانے کی وجہ سے بالکل پریشان ہو کر رہ گئے ہون
اپنے دونون ہاتھون سے ادھر اُدھر کر دے اور پھر چاند سا چہرہ نکل آئے - مرغان سحر اپنی
ان نواسنجیون کو ختم کر چکے ہین جو وہ خدائے وحدہٗ لاشریک کی یاد مین بہت تڑکے سے کر رہے
تھے - نسیم سحر کے جھونکے پھولونکے دلدادہ عشاق مین ایک نیا جوش پیدا کرنیکے لیے ہر ایک چمن
سے اُن دل آویز خوشبوؤن کو لئے ہوئے نکلے ہین جنمین رات بھر پھول کھلتے رہے اور بزم فلک
کے بیٹھنے والے اُنکی خوش رنگیان دیکھ دیکھ کر ایک ایسے روح افزا اور قدرتی عرق سے
گلاب پاشی کرتے رہے ہین جس کے جوہر کھینچنے مین بارہ گھنٹے آفتابی شعاعون کو اور بارہ گھنٹے
ماہتاب کی عنایتون کو صرف کرتے گذرے تھے - عنادل کے جھگھٹے چمنون مین ہو گئے اور انکے
روسیاہ رقیب بھونرے بھی پیچ و تاب کھاتے اسیطرف دوڑے چلے آتے ہین - اُن لوگون
کی بھی آنکھین کھُل گئی ہین جو رات شب وصل کے مزے لوٹتے لوٹتے ابھی سوئے تھے
اور وہ حرمان نصیب بھی گھبرا کر جاگ پڑے ہین جنکی آنکھ ساری رات تارے گنتے گنتے
ابھی کچھ یونہی سی لگی تھی - سہانا سہانا وقت ہی اور مشرقی اُفق کی طرف سے چھپے ہوئے
آفتاب کی زرد زرد سنہری شعاعین اسیطرح اپنے پر تو حسن کی جھلکیان دکھا رہی ہین جسطرح
کوئی حسین مُنھ چھپائے بے خبر سو رہا ہو - اور اُسکے پیارے پیارے رنگ کی شوخی دوپٹے
کے آنچل سے پھوٹی نکلتی ہو - پیاری حسینہ بھی ابھی جاگی ہی مگر آنکھونکی سرخی بتا رہی ہی
کہ خون کا رہا سہا حصہ سارے جسم سے کھنچکر دماغ مین اس لئے جمع ہو گیا ہی کہ وہ آنکھین
کسیطرح بیخود ہو کر آرام لین جو شب فراق کی سخت گھڑیان گنتے گنتے رات بھر آج بھی نہین
جھپکین - چہرہ بالکل اُترا ہوا ہی جسپر سُرخی کی جگہ اُداسی کی ایک تہ بھی دی ہوئی ہی اُن
سرمگین آنکھون سے حسرت ٹپک رہی ہی جنمین سرمے کے ساتھ ناز و کرشمے بھی بھرے ہوئے
نظر آتے تھے - سر کے بال حواسون کی طرح پریشان ہین اور آنسوؤن مین بھیگ بھیگ کر
پلکون سے کبھی نکل نکلکر اسکے بخت برگشتہ مین ملگئی ہی حسینہ جاگی تو مگر اب چپ پڑی ہی - کبھی

آنکھیں بند کر لیتی ہی اور کبھی کھول لیتی ہی مگر ایک حالت پر قرار نہین - ادھر سے اُدھر پہلو بدل رہی ہی اور یہ باتین دل ہی دل مین ہو رہی ہین وہ نہین معلوم کہان ہین کہان نہین - جب سے گئے کوئی خبر ہی نہین ملی - انکے والدین نے انکی تلاش اور جستجو مین چارونطرف آدمی تو بہت دوڑائے مگر خدا جانے وہ کس طرف نکل گئے کس طرف نہین - کہین پتہ ہی نہین ملتا اور ہائے کس بے سروسامانی کے ساتھ گئے ہین کیسکو ساتھ بھی نہ لے لیا "

یہ باتین کرتے ہی کرتے اسکا پرُدرد دل بھر آیا اور اسکی دیکھا دیکھی آنکھو مین آنسو بھی - مگر ماکے لحاظ سے چپکے چپکے ٹھنڈی سانسین لیتی اُٹھ بیٹھی اور حوائج ضروری سے فارغ ہو کر اُسی کمرہ مین جا بیٹھی جسکی خاموش اور ساکت دیوارین ہمیشہ اسکی مونس رہتی تھین - دل بہلانے کیلئے کتابین اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی مگر طبیعت کسی ٹھکانے تھی - ورق ادھر سے اُدھر اُلٹے پلٹے اور کتاب بند کر کے رکھدی - دوسری کتاب اُٹھائی - اُسکے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا - تیسری اُٹھائی وہ بھی بند کر دی گئی گویا اسوقت کتابون کا جائزہ تھا جو وہ بیٹھی لے رہی تھی - یہ کتابین اردو کی عموماً وہی کتابین تھین جو انسانی اخلاق بگاڑنے کے لیئے بُری صحبت سے کسیطرح کم اثر نہین رکھتین اُنمین یا تو حال کے شعراء کے دیوان تھے جو خیالی معشوق کی دلفریبیون اور گل و بُلبل شمع و پروانہ کے عاشقانہ مضامین سے بھرے ہوئے تھے - یا دو غیر مہذب ناول تھے جو انکے دیکھنے والونکی طبیعت مین بجز آوارگی پیدا کرنیکے کسیطرح اچھی باتونکی طرف رغبت نہین دلا سکتے تھے جسکی خاص وجہ یہ تھی کہ میر باقر حسین صاحب کے جانیکے بعد حسینہ سے مذہبی کتابین بالکل چھوٹ گئی تھین لیکن اُردو کے پڑھنے مین چونکہ وہ عاجز نہ تھی اسوجہ سے اب اسکا انھین کتابونکے دیکھنے مین کسیقدر دل بہلتا تھا جو اُس کے مذاق کی تھین اور جنکا رنگ اسکی طبیعت کے رنگ سے ملتا ہوا تھا - اسمین کوئی شک نہین کہ اختر کی محبت اور اُسکی مفقود الخبری نے حسینہ کو اب بالکل بے اختیار کر دیا تھا وہ اپنے اضطراب اور اُلجھن کی کیفیت کو لوگون سے لاکھ لاکھ طرح چھپایا چاہتی تھی مگر ہائے وہ اُسکے راز الفت کو آشکار کرنے کے لیئے

کیسطرح غمّاز سے کم نہ تھی - اسوقت بھی اسکا دل اسکے پہلو سے نکلا جاتا تھا اور گرم گرم بخارات سارے جسم سے آٹھ آٹھ آنسو بنے آنکھون سے نکلے پڑتے تھے کہ یکبارگی کسی عورت نے باہر سے اندر آکر اسطرح کہا "بیگم صاحب! بیگم صاحب!! حضور نے کچھ سُنا؟ میر جعفر حسین صاحب کے صاحبزادے ملگئے رات انکی خیر صلاح کا تار بھی آگیا"

حسینہ کی والدہ "(خوشی کے لہجے مین)! خدا کا شکر ہی کہان سے تار آیا ہی؟"

وہی عورت "حضور سنتی ہون مین پوری سے تار آیا ہی" زبان سے نکلتے ہی اس گفتگو کو وہ قدرتی ٹیلیفون جو نیچر کے حکم سے ہوا کا جامہ پہنے ساری دنیا مین پھیلا ہوا ہی اپنی بغل مین لیئے حسینہ کے کان تک پہونچا آیا اور گو اُسوقت اسکے بدگمان دل نے اُسکے کانون سے بہت مخالفت کی مگر تاہم یہ دیکھا گیا کہ اس خبر کے سنتے ہی ایک انبساطی کیفیت اس کے دل سے پیدا ہو کر چلی اور عضو عضو کو گدگداتی ہوئی جاتے جاتے اُن خشک ہونٹون پر تبسم بنکر نمایان ہوگئی جنکو دلی صدمات نے منھ لگا کر خوب ہی چوس لیا تھا - زرد زرد رخسارونکے رنگنے کے لیئے ایک قسم کی گلابی گلابی رنگت اٹھلاتی چلی - چہرے پر رونق سی آگئی اور سر جھکا کر یہ دل مین ہنسنے لگی - ابھی اچھی طرح اس خبر کا یقین نہ آیا تھا - فوراً محمدی خانم دریافت حال کے لیئے بھیجی گئی اور جب اُس نے بھی آکر اس خبر کی تصدیق کی تو بہت خوش خوش اسطرح اپنے دل سے کہنے لگی "خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ اُنکے بخیر و عافیت ملجانیکی خبر تو سننی نصیب ہوئی - (محمدی خانم سے مخاطب ہو کر) ہان کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ تار دیا کس نے ہی - خود اُنھین نے یا اور کسی نے؟"

محمدی خانم "ہان حضور مین نے دریافت کیا تھا - اُنھون نے تار نہین دیا ہی - اُن کے کوئی عزیز ہین وہان مین پوری مین - اُنھین نے تار بھیجا ہی - بیوی ایمان کی تو یہ ہی کہ خدا کو تمھارے رونے دھونے پر رحم آگیا - اتبو خوش ہو جیئے"

حسینہ "(کچھ شرما کر) ای ہٹو بھی - مین کسی کیلیئے کیون رونے لگی - واہ اچھی ملی پھوپک

محمدی خانم "ہان سچ تو ہی - آپ کو اُن سے بھلا کیا مطلب - تو یہ بھول ہی گئی تھی یہ رات دن روتی بھی تو مین ہی تھی - کیون"

حسینہ "(شرم سے سر جھکا کر) چلو اب چپ بھی رہو گی کہ نہین - کوئی سُن لیگا"

اسقدر کہا اور پھر خاموش ہو کر اُسی خوشی کا اندازہ کرنے لگی جو اُسکے نصیبون نے بڑی فیاضی کے ساتھ اسوقت اسکو عطا کر دی تھی - خون خوشی مین لہرین لیتا ہوا اسکے زرد زرد رخسارونکو پیار کرنیکے لیئے بڑھا اور وہ ارمان اور آرزوئین شرما شرما کر مبارکباد دینے کے لیئے دوڑی آئین جو رنج وغم کے عالم مین چپ سر جھکائے دل کے گوشون مین بیٹھی تھین - جلدی سے سجدۂ شکر ادا کیا اور پھر اسطرح اپنے دل سے باتین کرنے لگی "اب دیکھیے یہان بھی آتے ہین کہ نہین اور آتے ہین تو کب خدا جانے انکی مفقود الخبری کا زمانہ کسطرح بسر ہوا ہی - کیسے کیسے بُرے خیالات دل مین آتے تھے اور بدگمانی میرے ڈرانے کیلیئے کیسی کیسی ہولناک صورتین ذہن کے سامنے پیش کرتی تھی کہ معاذاللہ - نہین معلوم اس کمبخت دل کو اُنسے اسقدر کیون محبت ہو گئی ہی بس رات دن انھین کا خیال رہتا ہی طعن طرح طرح کی باتین سنتی ہون جسکو دیکھو وہ آوازے کستا ہی اور اس بدنامی پر بھی اس دل کا برا ہو کسیطرح نہین مانتا مگر ایمان کی تو یہ ہی کہ انکو بھی میرے ساتھ سچی محبت ہی میرے لیئے انھون نے کیا کیا دُکھ سہے - کسطرح اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر کسطرح میرے لیے اپنا گھر بار چھوڑ کر دشت غربت مین مارے مارے پھرے" خیر حضرت عشق کے سودائیانہ خیالات دیکھیے ابتک حسینہ کو اس قسم کی باتون مین مشغول رکھتے ہین - آیئے جب تک اختر کے گھر چلین دیکھنے تو ابھی اُسکو گوالیار کی پہاڑیون پر دیکھا تھا وہ یہان پوری کسطرح پہونچے - اختر کے گھر مین خوشی ہی خوشی نظر آتی ہی جسے دیکھیے ہنستے ہی دیتا ہی اور میر جعفر حسین صاحب اپنی بیوی کے پاس بیٹھے ہنس ہنس کر یہ باتین کر رہے ہین "خیر تو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہی کہ اختر کے ملجانیکی خبر ان کانون نے سُنی جنھین رنج لاف سے کر گھر بیٹھا رات سنے دنیا کی کوئی بات سننے کا لطف ہی نہین باقی رکھا تھا - آہ کسکو یقین تھا کہ

پھر اختر میں گے مگر خدا کو ہمارے اس بڑھاپے پر کچھ رحم آگیا اور وہ حضرت مین پوری کی طرف جا نکلے ورنہ وہ بھلا کس کے ہاتھ آنیوالے تھے۔ لیکن یہ یقینی بات ہو کہ جو عشق کا جن اُنکے سر پر سوار ہو۔ اُسکا یون ہی اُتر جانا بہت مشکل ہو اور حسینہ کی محبت اُنکے دل سے نکلجائے تو یہ خیر صلاح ہو۔ پھر ایسی حالت مین تو یہ بہت ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہو کہ حسینہ کے ساتھ انکے عقد ہو جانے کی فکر کیجاوے آخر شادی کرنا ہی"

میر صاحب جسوقت اپنی تقریر کے آخری جلے ادا کرنا چاہتے تھے اُسوقت انکی بی بی کی عجب حالت تھی۔ ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا اور انکے بدلے ہوئے تیور بتا رہے تھے کہ میر صاحب کی تقریر ختم ہونے پر انکے رائے کے ساتھ یہ مخالفت ضرور کرینگے مگر نہین ہمارا قیاس اسوقت کسیقدر غلط نکلا اور انکی بی بی اسطرح کہنے لگی "اچھا یہ باتین تو کچھ مشکل نہین پہلے کسی طرح انکو تو مین پوری سے بلانا چاہئیے۔ ایسا نہو کہ پھر خفقان اُچھلے اور وہ وہان سے بھی چلدین"

میر صاحب "اچھا تو مین یا خود ہی اُنکے لینے کے لئے مین پوری جاتا ہون یا کسیکو بھیجتا ہون" اور یہ کہکر باہر چلے۔ دیوانخانے مین اُن لوگون کا مجمع تھا جنکو جناب میر صاحب یا خود اختر سے لطف ملاقات حاصل تھا اور جنکو تار آنیکی اطلاع بھی ہوگئی تھی۔ میر صاحب کے یہان تشریف لاتے ہی ہر شخص کی زبان سے مبارکباد کے کلمے نکل نکلکر سارے دیوانخانہ مین گونج اُٹھے اور پھر وہی تذکرے شروع ہوگئے جنکو سب سے زیادہ اختر کی مزاجی وحشت سے تعلق تھا جب اس تذکرے کے ساتھ اور باتون کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا اور آنیوالے جا چکے تو خود پہلے میر صاحب ہی نے مین پوری جانیکا قصد کیا لیکن اس خیال سے کہ مبادا میر صاحب کے خوف سے وہ روپوش ہوکر پھر کہین چلدین ایک دوسرے صاحب مین پوری بھیجے گئے جنکو عزیز قریب ہونیکے سوا یہ بات بھی حاصل تھی کہ انکو اختر کے ساتھ دلی محبت تھی اور محبت کے ساتھ بہت بے تکلفی بھی۔ یہ صاحب مین پوری پہونچے اور بہت چلتے ہوئے افسون پھونک پھونک کر

بڑی دقتوں سے انکو اس امر پر راضی کیا کہ وہ سنبھل کی طرف چلیں۔
اسمین کوئی شک نہین کہ اختر کو سب سے زیادہ سنبھل آنے پر جس چیز نے مجبور کیا ہوگا وہ اسی پیاری حسینہ کے ملنے کا اشتیاق ہوگا جسکی محبت کا جنون خیز ولولہ اسکو جا بجا سرگردان اور پریشان لئے پھرتا تھا مگر یہ بات تو حسن اتفاق سے پہلے بھی اسکو حاصل تھی پھر اسنے کوئے یار کو چھوڑا ہی کیون تھا۔ اور اگر میر جعفر حسین صاحب کا خوف ہی فقط انکے نکلجانے کا باعث ہوا تو وہ اب بھی ہونا چاہیئے بلکہ اسطرح نکلجانے کا خوف اگر پہلے خوف کو اور مستزاد کر دیتا تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ بہر حال یا تو یہ بات ہو کہ حسینہ کے ملنے کا اشتیاق اب بدرجہ غالب آگیا کہ میر صاحب کے خوف کی اسکے سامنے کچھ وقعت نہ تھی یا کوئی ایسا قوی سبب ہوا کہ وہ مجبور ہوگیا ورنہ اُس کا آنا حقیقت مین تھا ایک امر دشوار۔
جسوقت یہ سنبھل مین داخل ہوئے اُسوقت مغرب کی طرف سے ڈوبنے والے آفتاب کی سنہری کرنین اسیطرح سنبھل کی اونچی اونچی عمارتون کی سپید منڈیرون پر لوٹ رہی تھین جسطرح اختر کی مشتاق آنکھون سے بیتاب نگاہین نکل نکل کر حسینہ کے سامنے نظر آنیوالے مکان کی دور ہی سے بلائین لے رہی تھین شام ہو رہی تھی اور دونو وقت آپسین ملنے کے لیئے اسطرح کوشش کر رہے تھے جسطرح اختر اور حسینہ کی تقدیر آپسین ملنے کے لیئے اسوقت انتہائی زور کر رہی تھی شام کی بسیرا لینے والی چڑیان خوشی کے عالم مین درختون کے جھومنے والی شاخون اور اپنے اپنے گھونسلون مین بیٹھکر نغمہ سنجیان کر رہی تھین اور راستہ بھر حسینہ کا مکان دیکھ دیکھکر حسرت کا بار بار یہی دل چاہتا تھا کہ اگر اسوقت ایک نظر بھی کسیکی پیاری پیاری صورت دیکھنی نصیب ہوجاتی تو کیا اچھا ہوتا۔
اختر کے دل مین شوق کا دریا اسوقت اسیطرح لہرین لے رہا تھا جسطرح مشرقی اُفق کی آڑ مین ساری دنیا تاریک کرنے کے لیئے ظلمات کا ایک دریا جوش کھا رہا تھا لیکن اسوقت کسیطرح موقع نہ تھا وہ اپنے بیتاب دل کو دونون ہاتھون سے تھامے ہوئے سیدھا اپنے گھر چلا گیا اور

انکے اعزا اقارب انکو دیکھ کر لپٹ گئے اور انکے باپ نے بھی بہت محبت کے ساتھ انکو سینے سے لگالیا اور پھر آبدیدہ ہوکر اسطرح کہنے لگے "آو بیٹا۔ اچھے رہے؟ آہ تمھاری مفارقت نے تو ہم لوگون کو زندہ درگور ہی کردیا تھا۔ کوئی اسطرح بھی نکلجاتا ہی! اگر تمھارا دل ایسا ہی گھبراتا تھا تو ہمسے کہا ہوتا"

میر صاحب اسی قسم کی باتین کررہے تھے اور اختر خجالت کے عالم مین اپنی گردن جھکائے ایک کرسی پر بیٹھا تھا اسکا سپید چہرہ بتا رہا تھا کہ ندامت اور شرمندگی بہت مضبوطی کے ساتھ اسوقت اس کے دل پر قبضہ کئے ہوئے ہی اور اُسی کے ساتھ باپ کا خوف اسکے اُڑے ہوے رنگ کی طرح اسکے حواسون کے پریشان کرنے مین کوشش کر رہا ہی۔ اندر سے تقاضے پر تقاضے آرہے ہین کہ جلد اندر جائین اور انکی مان کی وہ آنکھین اپنے نور نظر کو دیکھین جو عرصے سے اُنکے دیکھنے کے لیے آٹھ آٹھ آنسو رورہی تھین۔ گو اختر کی خجالت کیسطرح اسکو اندر جانیکی اجازت نہین دیتی تھی مگر لوگون کے کہنے سننے سے بالآخر اسکو مجبور ہوجانا پڑا اور یہ سر جھکائے اندر چلے۔ انکی مان انکو دیکھتے ہی بیتاب ہوکر لپٹ گئین۔ بہت دیر تک وہ آنکھین خوشی کا رونا روتی رہین جنکا فراق کے زمانہ مین بھی کبھی یہ شغل تھا اور پھر بلائین لیکر انکو بٹھایا اور وہی معمولی باتین ہونے لگین جو سفر سے ایک آنیوالے شخص سے اُسکے اعزا اقارب معمولی طور پر کیا کرتے ہین لیکن اختر چُپ تھا اور جب بہت اصرار کے ساتھ وہ اپنے حالات بیان کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا تو کہین کہین سے مختصر طور پر کچھ بیان بھی کردیتا تھا۔ مگر دل حسینہ مین لگا تھا اور خیال بہت دلچسپی کے ساتھ حسینہ کے گھر کی سیر کررہا تھا۔ انکی والدہ نے انکی وحشت کم کرنے کے لیے باتون ہی باتون مین یہ خبر بھی انکے کانون تک پہونچادی کہ اب تم اطمینان اور خوشی سے رہو۔ تمھارے اباجان نے میر باقر حسین صاحب کو تمھارے عقد کیلئے خط لکھا ہی۔ یہ ایک ایسی خبر تھی کہ جو اختر کے کانون تک پہونچتے پہونچتے اُنکے غنچۂ دل کو اُسیطرح شگفتہ کرگئی جسطرح شام کی چلنے والی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اُن کلیون کو کھلادیتی ہین جو خدا جانے

کس افسردگی کے عالم مین دن بھر منھ بند رہی تھین۔ اسکی رگون مین بھرے ہوئے خون سے ایک مرتبہ کچھ موجین اُٹھین جو لہرین لیتی ہوئی چہرے کی صاف جلد سے اُسیطرح سُرخ سُرخ نمایان ہوگئین جسطرح شام اور صبح کو نکلتے اور ڈوبتے ہوئے آفتاب کی سُرخ سُرخ کرنون کا عکس آسمان پر شفق بنکر نمودار ہوجاتا ہی لیکن شوق کو اسطرح بے حجابانہ اُبھرتے دیکھکر فوراً اُسکی آنکھون سے حیا اور شرم کی ایک بجلی سی چمک گئی اور یہ اپنا سر جھکا کر رہ گیا۔ خوشی کے عالم مین اُسکے اُٹھنے والے ارمان اور تمناؤن نے جب یہ حال دیکھا تو گو اُنکے بنائے کچھ نہ بنا مگر اتنا ہوا کہ وہ جسم کے اُٹھنے والے بخارات مین ملکر بہت غیرت کے ساتھ پسینہ بنکر رہ گئین۔ اب انکا پوچھنا کیا تھا۔ منھ مانگی مراد ملی کلیجہ خوشی سے اُچھل پڑا۔ بیقرار دل آرام سے سینے مین بیٹھ گیا اور وہ آرزوئین جی اُٹھین جنکو ناامیدی پہلے روپیٹکر بیٹھ رہی تھی۔ بہت دیر تک اپنے حالات بیان کرتے رہے اور کھانے وغیرہ سے فارغ ہوکر آرام کرنے کے لیئے اس کمرے مین جا بیٹھے جو خاص انکے رہنے کا تھا۔ اب یہ بہت خوش خوش ہین اور وہ کسل و تکان بالکل ہی نہین معلوم ہوتی جو عشق خانہ خراب کی بدولت ابتک انکو صحرانوردی مین اُٹھانی پڑی تھی۔ بیٹھے بیٹھے لیٹ گئے اور خیال یار سے ہم آغوش ہوکر اسطرح باتین کرنے لگے " خدا کا ہزار ہزار شکر ہی آخر ابا جان نے ڈرکر انکے باپ کو خط لکھ بھیجا نہ۔ اب کیا ہی۔ انکے باپ ضرور منظور کرلین گے اور میری ساری محنت ٹھکانے لگ گئی۔ آہ وہ کیا اچھا دن ہوگا جسدن پیاری حسینہ سے جائز طور پر مجکو اپنے ارمان نکالنے کا موقع ملیگا۔ آہ وہ شرعی طور پر میری بی بی بنین گی۔ مگر کہین ایسا تو نہین ہی کہ میرے دھوکا دینے کے لیئے ایسا کہدیا ہی۔ آہ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو پھر مین کیا کرونگا۔ خیر یہ تو کچھ چھپنے والی بات نہین ہی دو چار روز مین سب حال کھل ہی جائیگا۔ معلوم نہین بیاری حسینہ کس حال مین ہی اور میری مفقود الخبری نے خدا جانے دست ستم بنکر اسکے نازک دل کا کیا حال کیا ہوگا۔ مگر نہین مجکو اس سے کیا غرض۔ کوئی خانان خراب ہو۔ کوئی برباد اور تباہ ہوجائے یا کوئی خاک مین ملجائے۔ الکی بلا سے۔ نہین نہین انکو میرے ساتھ سچی محبت

ہی وہ دل سے میری محبت کی قدر کرتی ہین - انھون نے مجکو بہت یاد کیا ہوگا - صبح ہونے دو پھر دیکھو اُن سے ملکر کیا کیا کہتا ہون - اگر وہ یہ کہین گی تو مین یون کہونگا اور وہ یون کہین گی تو مین اسطرح جواب دونگا - مگر خدا کرے باتین کرنے کا ذرا موقع ملجائے خیر - باتین نہ سہی تو دور ہی سے ایک مرتبہ پیاری صورت دیکھنی نصیب ہوجائے (تھوڑی دیر سکوت کرنیکے بعد) کیون کیا یہ بھی ممکن نہوگا - نہین پیاری حسینہ ضرور اسمین کوشش کریگی اور انشاء اللہ ضرور ملین گے مشکل یہ ہی کہ حیا کے مارے انکی آنکھ تو اوپر اٹھتی ہی نہین - بات ہی نہین کرتین - اور ہائے وہ تو خود میرا حال کیا ہوجاتا ہی کہ نہ دل ہی قابو مین رہتا اور نہ زبان ہی چلتی ہی"

یہ انھین خیالات مین بیٹھا ہوا چھیڑ چھاڑ کا مزا لے رہا تھا کہ محمدی خانم کمرے مین داخل ہوئی اور یہ اسکو دیکھکر اسیطرح خوش ہوگئے جسطرح کوئی خاص اپنے محبوب کو آتے دیکھکر خوشی کے مارے پھولا جامے مین نہین سماتا - پیاری حسینہ کی خیر و عافیت پوچھی گئی اور پھر اسکے بعد وہی باتین شروع ہوگئین جو ایک مدت کے چھوٹے ہوئے عاشق اور معشوق کے کسی محرم راز پیامبر سے معمولاً ہوتی ہین - کچھ لیا دیا بھی گیا - خوشامد بھی کی گئی - وعدے بھی ہوئے اور پھر خط بھی لکھا گیا -

بارھوان باب

یہ دیکھیے

جذب دل کا ہو بُرا کھینچ بُلایا اُس کو
جو نہ در تک کبھی آیا تھا وہ باہر نکلا

لیلی شب کے نکھار کا وقت ہی - اُسکا اٹھتا ہوا جوبن اُسکا پکا رنگ غضب ڈھا رہا ہی اور جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھیے ادھر اُسی کے جلوے نظر آرہے ہین - ہر رنگ پر اُس کا

رنگ چھاگیا ہی اور نظر سی نورانی چیز بھی غیرت کے مارے آنکھ کے پردے چھوڑکر ایک
ایسے سوراخ مین بیٹھ رہی ہی کہ جسکی ساخت مین حکیم مطلق نے احتیاط کے خیال سے بہت
پٹھون سے کام لیا ہو دس بج گئے ہین اور کیمسٹری کے اس مانے ہوئے قاعدے کی بنا پر کہ
سیاہ رنگ مین برقی قوت کے کھینچنے کی بہت استعداد ہو۔ اسوقت بھی اُسی برقی قوت
کے کھیل تماشے ہر چیز مین کسیقدر زیادتی کے ساتھ دیکھے جاتے ہین۔ جلتی ہوئی آگ
اور شمع مین جو روشنی اسوقت ہی وہ کبھی دن مین کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ اور جگنو جسطرح
اسوقت چمکتے ہوئے نظر آتے ہین روز روشن مین اسطرح چمکتے ہوئے معلوم نہوتے ہونگے
عرش اعلٰے کے پردہ نشین حسین و بجھو کسطرح اسوقت سیر کرنے کے لیئے نیلے نیلے آسمان پر بے حجابانہ
نکل آئے ہین۔ وہ دیکھیئے زہرہ ننگی کھڑی ہی اور وہ بنات النعش عریان ہو گئی ہین بھلا
دن مین بھی کبھی انکی جھلک آپنے دیکھی تھی؟ کہین سیاہ بخت عشاق مین اسوقت شب
فراق کے بڑھے ہوئے اندھیرنے یہ قیامت برپا کردی ہی کہ کوئی تو سسکیان لے
لیکر یہ کہہ رہا ہی ؎ کہون کس سے مین کہ کیا ہی شب غم بری بلا ہی + مجھے کیا برا تھا
مرنا اگر ایک بار ہوتا + اور کراہ کراہ کر کوئی اس شعر کی تکرار کر رہا ہی ؎ پہلے تھی دل مین
کھٹک اب تو ہی رگ رگ مین کسک + چین ای درد تجھے بھی شب ہجران مین نہین +
کہین کسی خوش نصیب کے دست شوق وحشت کے عالم مین بڑھ بڑھ کر حسن کی عالی
بارگاہ مین گستاخیان کر رہے ہون گے اور کوئی ٹھنک ٹھنک کر ایک ادا کے ساتھ یہ کہہ رہا
ہوگا ''ای ہی ٹھیرو بھی۔ ہو گا۔ بھئی کیا غضب ہی ع گھبرا نہ جاؤ پیار کرو پیار کی طرح +
کوئی کہین مہمان جانے کے لیئے بن سنور رہا ہوگا اور کہین انتظار کی گھڑیان گنی جاتی ہونگی
یہ سب کیون ہو رہا ہی؟ اسی لیئے کہ اسوقت رات کی تاریکی نے ہر ایک شخص مین ایک قسم
کی برقی قوت پیدا کردی ہو جسکے زور سے ہر متنفس وہ غیر معمولی کام کر رہا ہو جو دن مین
نہین کر سکتا تھا۔ وہ قوتین جو ہر شخص مین معمولی طور پر ہوتی ہین اُن مین اسوقت ایکقسم

کے بدیہی جوش پیدا ہو جاتے ہین - خیال کو وسعت ہو جاتی ہو - امیدین بڑھ جاتی ہین
ارمانون کا ہجوم ہو جاتا ہی - شوق مین زیادتی - اور خواہشین ترقی کر جاتی ہین عشق کے
جنون خیز ولولے ایسے وقت مین بالکل بے قابو کر دیتے ہین اور انسان سے وہ خلاف عادت
باتین سرزد ہو جاتی ہین جو شاید اور کسی وقت اُس سے کسیطرح نہو سکتی تھین - اسوقت اندھیری
رات مین کسی پردہ نشین کا دوپٹہ سر اور سینے سے ڈھلکا ہوا ایک بے اعتنائی کے عالم مین
نیچے کولون پر پڑا ہوگا - کوئی سر کھولے بے کھٹکے کوٹھون پر ٹہل رہا ہوگا - کوئی کھلی کھڑکی مین
بیٹھکر رات کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کھا رہا ہوگا اور کوئی منھ چھپائے چپا کیے تنگ
گلی اور کوچون مین ہوتا ہوا جلدی جلدی کہین جا رہا ہوگا - یہ کس کے ولولے تھے؟ یہ
اُسی برقی قوت کے جوش و خروش تھے جسکا نزول آسمان سے کچھ رات ہی کو بہت کثرت
کے ساتھ ہوتا ہی - دیکھو یہ عشق کا متوالا ہمارا پرانا دوست اختر اسوقت اپنے کمرے مین کسطرح
بیٹھا ہوا ہی - ایک آرام کرسی اسکو اپنے گود مین لیے ہوئے ہی - ایک پاؤن ہتھے پر رکھا
ہوا ہی اور دوسرا ران پر رکھا ہوا آہستہ آہستہ ہل رہا ہی - ایک ہاتھ سینے پر ہی اور دوسرا
خم کھاتا ہوا سر کے نیچے رکھا ہی - گردن ایک طرف کو مڑی ہوئی ہی اور آنکھین
دروازہ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی ہین اور جب نظر وہان سے تھک کر اُٹھتی ہی
تو بیتابانہ اُس بڑی گھڑی پر آگر گر پڑتی ہی جو اسکے سامنے رکھی اسکے دھڑکتے ہوئے
دل کی طرح کھٹ کھٹ چل رہی ہی - پر درد اور عاشقانہ اشعار ایک حیرت اور مایوسی کا سین
دکھاتے ہوئے اسکی زبان سے ادا ہو رہے ہین اور بار بار ایک ایک شعر کی تکرار کیجاتی ہی اور جب کسی قسم
کی کوئی ذرا سی آہٹ آکر اسکے شغل مین خلل ڈالتی ہی تو گھبرا کر اسکی نظر سیدھی دروازے کی
طرف دوڑتی ہی اور پھر خدا جانے وہان کس مایوسی سے سابقہ پڑ جاتا ہی کہ اسکے پلٹتے
ہی پلٹتے ٹھنڈی ٹھنڈی آہین جو لانبی سانس کے ساتھ خود بھی معمولی حد سے تجاوز کر جاتی
ہین اسکے منھ سے نکلکر اس کمرے مین اُداسی پیدا کر دیتی ہین - لیٹے لیٹے یہ اُٹھ بیٹھا

ہی اور جب دل کی الجھن اسکو بیٹھنے بھی نہین دیتی تو یہ اپنے دل کو دونون ہاتھ سے پکڑے ہوئے سارے کمرے مین ادھر سے اودھر ٹہلنے لگتا ہی - ای کالی اندھیری رات! کیا بیچارے اختر کے ساتھ یہ سب تیرے ہی سلوک ہین - کیا تیری ہی ڈراونی صورت دیکھ دیکھکر اُسکے دل پر یہ اندھیر اٹھ رہا ہی - کیا تیری ہی برقی قوت نے اسکے ارمان و تمناؤن مین اسقدر ہیجان پیدا کر دیا ہو کہ وہ بیچارہ اسوقت اپنے سامنے آنے جانیوالی افتاد اور مشکلون کو دیکھکر اس بیچینی کے ساتھ ٹہل رہا ہی - ہان ہان یہ سب تیری ہی عنائتین ہین - فراق کی اندھیری راتین اسیطرح کٹتی ہین - انھین وقتون سے صبح ہوتی ہو اور اسیطرح اکثر بھی جاتے ہین - لو اختر سے ٹہلا بھی نہ گیا - بیچارہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا - جب بیٹھے سے بھی نہ سنبھل سکا تو لیٹ گیا پھر پڑے پڑے اشعار کی تکرار ہوتی ہی اور سر اٹھا اٹھا کر اکثر دروازے کی طرف دیکھ لیا جاتا ہی - خیر یہ اضطراب - یہ بیقراری سب بجا درست لیکن یہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ لیتا ہی - اس کمرے کی سجاوٹ یہان کے ساز و سامان کی درستی اور ہمارے یار کے تیور تو بتا رہے ہین کہ کوئی یہان آج مہمان آئیگا مگر یہ نہین کھلتا کہ کون آئے گا! اور کس لیئے اسقدر انتظار ہی - ای قرینون مین لگی ہوئی تصویرو! یہان اسوقت ایک تمھین انسان کی صورت نظر آتی ہو تمھین کو یہان کی موجودگی کا اسوقت اعزاز نصیب ہوا ہی بتاؤ تو سہی آج کون آئیگا - ای یہان کے لگے ہوئے سرو قد حلبی شیشو! تمھین خدا کی قسم سچ بتا نا آج کون یہان اگر تم مین اپنا پیارا پیارا منھ دیکھے گا - ای اس کمرے کے مکلف فرش پر کسی کے انتظار مین قدم قدم اختر کی بچھی ہوئی نظر! گو تیرے پاس کہنے کے لئے زبان نہین مگر از برائے خدا تو ہمکو اشارے مین اتنا بتا دے کہ آج تجھ پر کسکے نازک قدم پڑینگے - آئیے اختر ہی سے دریافت کرین مگر وہ کیون بتانے لگا اور پوچھین تو کس سے وہ اپنے ہوش و حواس ہی مین کہان ہی - ہکی مضطربانہ حرکتیں آپ دیکھتے ہین - وہ دیکھیے پلنگ سے گھبرا کر اٹھا اور میز کے سامنے ایک کرسی پر پاؤن نیم تکیہ

بیٹھ گیا ۔ پردے کسی گلے باز حسین کی سُریلی صداؤنکی طرح بول اُٹھے اور اختر کے ہاتھ کی اُنگلیاں وجد کے عالم مین پردون پر ادھر سے اُدھر دوڑنے لگین جب اسطرح بھی دل نہ بہلا تو ہارمونیم اپنے سامنے سے سرکا دیا اور بہت افسوس کے لہجے مین اسطرح اپنے دل سے باتین کرنے لگا وہ اب تک کوئی آیا نہین ۔ کہین بھول تو نہین گئین ۔ وہ کمبخت بھی نہین آئی کہین اُنھون نے مجکو دھوکا تو نہین دیا ۔ ہائے کیا نہ آئین گی (ایک آہ سرد کھینچ کر) بہت آرزوئین لیکر آیا تھا ۔ بہت امید تھی ای مقدر! کیا اب مجکو نا امید ہو جانا چاہیئے (آسمانکی طرف سر اُٹھاکر) کمبخت کبھی تو ترس آجائے ۔ پیاری حسینہ کیا تو بھی میری تقدیر کیطرح پھری ہوئی ہے ۔ ہائے کیا تجکو بھی رحم نہین آتا آہ کس کسطرح سے مین نے کہلا بھیجا تھا ۔ کیسا کیسا مین نے لکھا تھا مگر اُف تیرے پتھر دل پر کچھ اثر نہ ہوا ۔ نہین تو میری محبت کی ضرور قدر کرتی ہے ۔ مین محمدی خانم سے تیرے رنج وغم کی وہ سب حالتین سُن چکا ہون جو تیرے نازک دل کو میری مفارقت مین اُٹھانی پڑین ۔ کوئی ایسا ہی اتفاق پیش آگیا ہوگا جو اب تک آنیکا موقع نہین ملا (گھڑی کی طرف دیکھ کر) اُفوہ اب تو گیارہ بجا چاہتے ہین ۔ اب بھلا کیا آئینگی ۔ آچکین بس اب صبر کر لینا چاہیئے اختر یہ باتین کر ہی رہا تھا ۔ نا امیدی اسکے دل پر اپنا رنگ جما رہی تھی کہ دروازہ کھٹکا ۔ حضرت نے جلدی سے سر اُٹھا کر دیکھا ۔ دروازہ کھلا اور محمدی خانم اندر داخل ہوئی ۔ آپ اسکو دیکھتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور گھبرا کر اسطرح بولے ”بڑی بات جو تم آئین اور وہ کہان ؟“

محمدی خانم کسی وجہ سے ابھی اس سوچ مین تھی کہ کیا جواب دون ۔ یہان بھلا انتظار کسطرح ہو سکتا تھا ۔ ہمارے دوست کو گھبراہٹ نے لیا اور یہ پھر اسطرح کہنے لگے ”خدا کے لیئے جلدی جواب دو“ اور اسی کے ساتھ انکو کچھ شک گذرا اور یہ قدم بڑھا دروازے کے باہر ادھر اُدھر جھانکنے لگے ۔ کوئی دیوار سے لگا ہوا سر جھکائے چپ کھڑا تھا اور سر سے پانون تک بد قطع نظر کو کسیطرح اس امر کا موقع نہین دیتا تھا کہ کوئی اُسکو پہچان سکے ۔ حضرت تو پہلے سے واقف تھے اور جسقدر نہین جانتے تھے اُسکو انکی دلی محبت نے انکو بتا دیا ۔ اور نفوق نے یہ کہکر

دل میں نے دیا تھا جسے دلدار سمجھ کر + کیون تم وہی معشوق ہو یا مجھکو گمان ہے" ہاتھ پکڑ لیا
اب یہ اندر لانا چاہتے تو زور کر کر ہاتھ چھڑایا جاتا ہے - زور کرتے ہین تو نازک نازک
کلائیون کے دُکھ جانیکا اندیشہ ہے غیر ہزار خرابی اندر قدم آئے اور ایک خوش نصیب
چوکی کو یہ عزت حاصل ہوئی کہ وہ اُسی حیثیت سے اُسپر سر جھکائے بیٹھ جائین -
ناظرین - اب تو یہ اچھی طرح سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کون ہین! لیکن حیرت اسمین ہے کہ
حسینہ سی ایک حیادار - پارسا - باعصمت اور دوشیزہ عورت سے یہان اختر کے پاس اسطرح
کیونکر آ یا گیا - ای ننگ و ناموس کی خاک مین ملانیوالی محبت! - ای خانہ برانداز عشق!!
خدا تجکو غارت کرے - یہ سب تیری ہی عنایتین ہین - ہائے تونے بہت سی عصمت مآب
بی بیون کے پردہ عصمت مین رخنہ اندازیان کر دین - تو اسطرح زلیخا کو پردے سے باہر
کھینچ لایا اور لیلیٰ سے جو کچھ بے اعتنایان ہوگئین وہ بھی تیرے ہی ہاتھون نے کرائین -
یہان تک تو حسینہ کو خدا جانے کس قسم کی مجبوری کشان کشان لے آئی تھی مگر اب دیکھا جاتا
ہے کہ اسکے عضو عضو پر حیا کا قبضہ ہے - شرمائی لجائی چپ اسطرح بیٹھی ہے اور کچھ بات ہی
نہین کرتی - اختر بھی اپنے پہلو سے نکلے جانیوالے دل کو سنبھالے ہوئے چپ سامنے بیٹھا
ہے اور محمدی خانم پاسبانی کے لئے دروازے کے باہر کھڑی ہے - جب دو چار منٹ اس
سکوت پر گذر گئے اور حیا کا پردہ درمیان سے نہ اُٹھا تو اختر کے مشتاق دل نے
سبقت کی اور زبان کو حرکت دیکر اختر سے یہ کہلایا" اسوقت مین بہت خوش
قسمت ہون - کہان آپ اور کہان یہ گھر - مگر آپکو سخت تکلیف اُٹھانی پڑی معاف کیجئے گا"
اسقدر کہنے کے بعد اختر نے اسقدر عرصے تک انتظار کیا جو ایسے جملے کے جواب کے لئے کافی
ہو سکتا ہو - لیکن جب کچھ جواب نہ ملا تو پھر اسنے کہا" آپ کا مزاج اچھا رہا؟" اور اس کا
جواب بہت پست آواز مین اس کے مشتاق کانون نے اسقدر سُنا" خدا کا
شکر ہے آپ سے"

اختر:۔ آہ ہمارا پوچھنا ہی کیا ہے کہین کیا ہم پہ جو صدمے گذرتے ہین گذرتے ہین۔ لگایا جس گھڑی دل اُس گھڑی کو یاد کرتے ہین ۔ بے حیا زندگی جو ابتک زندہ رہا ورنہ کسکو امید تھی کہ پھر پیاری پیاری صورت دیکھنی نصیب ہو گی ۔"

حسینہ:۔ (منھ پھیر کر اور سر جھکا کر) ہون ۔ مگر کیا کوئی اسیطرح کہین جاتا ہی کبھی ایک پُرزہ بھی نہ لکھا گیا ۔"

اختر:۔ پیاری حسینہ تمھاری یہ شکایت سر آنکھون پر ۔ مگر میرے اسقدر ہوش و حواس کہان بجا تھے ۔ تمھارے نام خط لکھ نہین سکتا تھا ۔ محمدی خانم کو خط لکھتا تو تمھاری رسوائی اور بدنامی کا خیال تھا ۔ خدا جانے کسکے ہاتھ لگتا ۔ کسکے نہین ۔ رہا گھر ۔ اُس سے مجکو مطلب ہی کیا تھا ۔ لیکن آپ معاف کیجیے گا ۔ آپ کے نازک دل کو انتظار کی سخت تکلیف ضرور اُٹھانی پڑی ۔ اپنے محبوب کی تکلیف ہر ایک عاشق کو یقیناً ناگوار ہو گی اور بہت صدمہ بھی دیجاتی ہو گی ۔ مگر پیاری حسینہ مین اُسوقت کی خوشی کا کیونکر اظہار کر سکون جب محمدی خانم کی زبان سے میرے کانون نے یہ سُنا کہ میرے چلے جانیکے رنج و غم اور خط کے انتظار کی تکلیف نے اتنے دنون تک تمھارے دشمنون کو بہت بیقرار رکھا آہ اس سے مجکو کسی کے دل کی چھپی ہوئی محبت کا اچھی طرح سے اندازہ ہو گیا اور اب وہ سب تکلیفین مجکو راحت جان ہو گئین جو اس سفر مین جھیلین ۔"

حسینہ:۔ محمدی خانم جھوٹی ۔ سراسر بہتان ۔ غلط ۔ بالکل جھوٹ ۔ مجکو کیون رنج ہوتا ۔ اور مجکو انتظار سے مطلب !"

اختر:۔ درست ۔ آخر اس سے حاصل ۔ فائدہ ۔ محمدی خانم مجھسے سب کچھ کہہ چکی ہی ۔ مجکو سارا حال معلوم ہی آہ ۔ تمھاری یہ آنکھین رونے کے قابل نہین تم کسی کو روتے دیکھتین تو بہتر تھا ۔ یہ نازک دل صدمے اُٹھانے کے لیے نہین تھا ۔ اورون کے (زبان پلٹ کر) نہین نہین غلطی ہوئی میرے کلیجے کو مسلتا تو اچھا ہوتا ۔ خیر یہ تو کہیے کہ ہمارے چلے جانیکا

کچھ نتیجہ بھی نکلا یا نہین۔کسی طرف سے کچھ تحریک بھی ہوئی"

اسوقت حسینہ کی گردن اور سر جھک گیا تھا اور لیمپ کی تیز شعاعین بتانے والی اُنگلیونکا اشارہ بنی ہوتے اُسکے چہرے پر گر گر کر بتا رہی تھین کہ اسکے شرمائے ہوئے چہرے پر کچھ رہ رہکر چمک جانیوالی چیزین جن سے بعض بعض اوقات لیمپ کی شعاعین بھی تڑپ تڑپ کر اُٹھ رہی ہین۔حقیقت مین نہ آبدار موتی ہین اور نہ چُنی ہوئی افشان ملکہ اُسکے دل سے حیا اور غیرت کے کچھ اُٹھنے والے اجزا ہین جو چہرے کی جلد پر آکر پانی پانی ہوگئے ہین اُسکی آنکھین شرم کے مارے اوپر اُٹھتی نہ تھین اور اس خیال سے کہ اختر کہین اُس سرّ کو دیکھ نہ لے جسکو اسوقت غیرت کے مارے حسینہ نے اپنی پتلیون مین چھپا کر رکھا تھا پلکون کی وہ چلمنین بھی چھوڑ لیگئی ہین جسکی تیلیان سچ مچ بال ہی کیطرح باریک ہین۔وہ جواب مین کچھ کہنا نہین چاہتی تھی مگر جب اختر کا بہت اصرار دیکھا تو مجبور ہوکر اسطرح کہا "مین نہین مین نہین جانتی۔ہمکو نہین معلوم۔ہوگا"

اختر "نہین سے ہوئی جاتی ہین کیون نیچی نگاہین ہو کہو تو کیا ہو قربان اس حیا کے۔تمکو ضرور معلوم ہے۔مگر چھپاتی ہو۔خدا کے لیے بتادو"

حسینہ "ہائے مجکو نہین معلوم۔اللہ مین اسقدر کیون بے غیرت ہوگئی ہون اور کس چیز نے مجکو اسقدر بے حیا بنادیا ہے۔کیا ایک ناکتخدا عورت کی زبان پر اسکی شادی کا ذکر آنا تمھارے کانون کو اچھا معلوم ہوگا؟۔آہ۔ایسی زبان کٹ جائے تو اچھا۔وہ کمبخت مرجائے تو بہتر۔ہائے مین ننگ خاندان یہ ذلتین اُٹھانیکے لیے کیون زندہ رہی۔اے خدا تو مجکو موت دے" اور اسکے بعد دیکھا گیا کہ اسکی جھکی ہوئی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔اختر دیکھتے ہی بیتاب ہوگیا اور پھر اسطرح کہا "بھلا یہ بھی کوئی رونے کی بات تھی۔خدا کے لیے نہ رویے۔دیکھیے میرا دل اندر سے بھر آتا ہے۔لاحول ولا قوۃ۔یہ کون کوسنے کا موقع تھا۔مگر تم کیا کرو۔تمھاری کمسنی تمھارے چھیڑنے کیلئے ہر دم اک اک چھیڑ کرہی جاتی ہے۔اتنا

نہین جانتین کہ عشق و محبت کے رشتے نے جب ہمکو تمکو ایک کر دیا تو پھر اس قسم کی باتون مین بے حیائی کی کونسی بات تھی"

حسینہ "بھئی اللہ - ایکبار تو کہدیا ہم نہین جانتے - پھر پوچھے ہی جاتے ہین - مانتے ہی نہین"

اختر "یا اللہ تو بتا کیون نہین دیتی ہو - اچھا نہ سہی - اتنا ہی کہدو کہ ابا جان نے آپکے والد کو اس باب مین کچھ لکھا یا نہین - یہ تو سُنا ہوگا؟"

حسینہ "اب مجکو کسی کے خط لکھنے یا نہ لکھنے کا کیا حال معلوم - مگر ہان (مُنھ دوسری طرف پھیر کر) محمدی خانم کو ایک دن کہتے سُنا تھا - شاید کوئی خط لکھا گیا"

اختر "خدا کا شکر ہی تو پھر اسمین چھپانیکی کون سی بات تھی - اچھا تو پھر آپکے ابا جان نے خط کا کیا جواب لکھا"

حسینہ "(جھنجلا کر) آپ بھی عجیب چیز ہین - مجکو بھلا ان باتونکی کیا خبر - مین کیا جانون - اچھا اب مجکو جانے دو - آئے ہوئے بہت عرصہ ہو چکا - اگر خدانخواستہ کوئی وہان جاگ پڑا تو غضب ہی ہو جائیگا - جسطرح چھپ کر مین یہان اسوقت آئی ہون اُسکو خدا ہی خوب جانتا ہی - نہ معلوم مین بعض وقت ایسی کیون اندھی ہو جاتی ہون - خدا جانے یہ میرا کمبخت دل مجکو کہانتک رسوا کریگا - ہائے تمھارا خط اگر میرے دلکو بیتاب نہ کر دیتا تو مین کبھی نہ آتی - اب جانے دیجئے"

اختر "(زبردستی بٹھا کر) ابھی نہین - بہت دنون کے بعد ملی ہو - بہت کچھ کہنا ہی - آہ - اب اس دل سے صبر نہین ہوسکتا"

حسینہ "نہین صبر کرنا چاہیئے صبر - صبر ہی انسان کی مشکلون کی کنجی ہی - شریعت کے احکام کی ہمکو بہت پابندی کرنی چاہیئے - مسلمان اپنے خدا و رسول کے احکام ماننے والے مطیع بندے ہوتے ہین نافرمان نہین - اب جو کچھ کہنا سننا ہی اسکے لیے ہمارا تمھارا

لکھا پڑھا ہونا کافی ہو - اب جانا ہی مصلحت ہے"

اختر " اچھا تو دم بھر اور صبر کرو - ایک بہت ضروری بات کہنا ہی - پھر خدا جانے کب موقع ملے - کب نہین " اور یہ کہکر اُسنے اپنی جیب سے ایک ڈبیہ نکالی ڈبیہ مین سے ایک پڑیہ اور پڑیہ مین سے ایک تہ کیا ہوا کاغذ نکالکر حسینہ کو دیا اور کہا " دیکھو یہ ایک بڑے خدا رسیدہ کامل فقیر کا عطا کیا ہوا تعویذ ہی جو یقیناً ہمارے تمھارے دلی مقاصد کے پورا کرنے مین بہت کچھ مدد دیگا - اسی کے سہارے پر مین یہان آیا ہون اور بیشک اگر یہ مجکو نہ ملجاتا تو مین کبھی اسطرف رُخ بھی نہ کرتا "

حسینہ " (تعویذ ہاتھ مین لیکر) بڑے کامل فقیر کا "

اختر " سبحان اللہ - اُنکا کیا کہنا - ایسے فقیر ہوتے کہان ہین - بڑے اہل دل - بڑے صاحب نسبت - بس یہ کہنا چاہیئے کہ تقدیر اچھی تھی جو مل گئے "

فقرا کے معاملے مین عام طور پر لوگون کا چاہے جیسا خیال ہو لیکن عورتون کو جس غلو کے ساتھ فقراسے عقیدت ہوتی ہو اُس کے ثابت کرنیکی ہمکو کوئی ضرورت نہین اس کو سبھی جانتے ہین - حسینہ نے بہت غور کے ساتھ اس تذکرے کو سُنا اور جب اختر کہتے کہتے آخر فقرے پر آکر رُک گیا تو حسینہ نے بہت تعجب کے لہجے مین اسطرح کہا " وہ مل کہان گئے تھے ؟ "

اختر " (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) آہ پیاری حسینہ - یہ نہ پوچھو تمھارے فراق مین جو مصیبتین مین نے جھیلین - جو جو تکلیفین اُٹھائین اُنکو یا تو کچھ خدا ہی خوب جانتا ہی یا میرا دل ہی جانتا ہی - اُف سے یاد سب کچھ ہین مجھے ہجر کے صدمے ظالم - بھول جاتا ہون مگر دیکھ کے صورت تیری - پیاری حسینہ جب غم سہتے سہتے زندگی سے بالکل تنگ آگیا اور تمھارے ہیجان مین برداشت کی مطلق طاقت باقی نہ رہی تو ایک شب جان دینے کے قصد سے گوالیار کے ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ گیا - آہ اُسوقت کا حال مین تم سے کیا بیان کرون - موت

کا مبارک فرشتہ میرے سامنے کھڑا تھا اور ناامیدی دل کے اندر بیٹھی ہوئی بڑی بیدردی کے ساتھ چھریان مار رہی تھی۔ مین چیخ چیخکر رو رہا تھا۔ تمھارا پیارا نام میری زبان پر جاری تھا غم کا پہاڑ اور عشق کا جنون دونون مجکو پہاڑ پر سے ڈھکیل رہے تھے اور تمھارا پیارا خیال میرے دامن پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ تمھارے دیکھنے کی تمنا گرنے سے منع کر رہی تھی اور ابتک کی ناکامی جان دینے پر مجکو اُبھار رہی تھی۔ مین پہاڑ سے پانون لٹکا چکا تھا اور گر کر جان دینا ہی چاہتا تھا کہ کسی نے آکر میرے دونون شانے پکڑ لیے۔"

اختر کی تقریر کا سلسلہ ابھی یہین تک پہونچا تھا کہ حسینہ کی زبان سے ایک مرتبہ اُف کا کلمہ نکلا اور وہ بیہوشی کے عالم مین کرسی سے زمین پر گرنے کے لیے نیچے جھکی۔ اختر نے جلدی سے سنبھالا۔ ہاتھ پانون سہلاتے اور پانی کے چھینٹے منھ پر دیکر تھوڑی دیر مین حسینہ کو اس قابل کر پایا کہ وہ اور کچھ پوچھے اور یہ جواب دین غش کھا کر گرنے مین حسینہ کی وہ چادر جو ابتک برقع کا کام دے رہی تھی اُتر کر علیحدہ گر پڑی تھی۔ وہ بہت متوحش تھی اور ہوش مین آتے ہی جو کلمہ اُس نے اپنی زبان سے ایک گھبراہٹ کے لہجے مین ادا کیا وہ یہی تھا۔ "جلدی بتاؤ پھر کیا ہوا! خدا کے لیے جلدی بتائیے بھی۔ میری طبیعت اندر سے پھر بگڑ رہی ہے ہان پھر کسطرح دشمنون کی جان بچی ؟"

اختر۔ (تسلی دیکر) تم گھبراؤ نہین۔ ہان بس مین گرا ہی چاہتا تھا کہ کسی نے آکر میرے دونون شانے پکڑ لیے۔ اور مین یہ سمجھا کہ ملک الموت میری مدد کے لیے آپہونچے۔ مگر آہ۔ وہ ڈھکیلتے والے ہاتھ نہ تھے۔ مڑ کر میرا پیچھے دیکھنا تھا کہ یکبارگی اُن ہاتھون نے مجکو پیچھے کی طرف کھینچ لیا۔ پیاری حسینہ تمکو بہت حیرت ہوگی کہ ایسے غیر آباد مقام اور پھر ایسے وقت مین عین موقع پر کون پہونچ گیا اور بیشک یہ امر تعجب سے خالی بھی نہین مگر مین نے اپنی حیرت بھری آنکھون سے دیکھا کہ وہ مجکو موت سے باز رکھنے والی ایک متبرک صورت تھی جسکو کمل اپنے دامن مین چھپائے ہوئے تھا۔ یہ بزرگوار بہت تسلی دہ الفاظ مین

تھوڑی دیر تک۔ تو وہین پہاڑ پر بیٹھے بیٹھے مجکو سمجھاتے رہے اور میرا حال پوچھتے رہے لیکن جب وہ میرے بڑھے ہوئے سکوت اور بے التفاتی سے عاجز آگئے اور اُنھون نے دیکھا کہ مین اپنی جان سے بالکل بیزار ہی ہون تو وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مجکو ایک طرف لے چلے۔

اب سامنے مشرق کی طرف آسمان کی کچھ تھوڑی بلندی پر وہ قدرتی قندیل روشن ہو گئی تھی جسمین ضو بخشنے کے لیے آفتاب کی کرنین زمین کے نیچے سے چھپ چھپ کر اپنا چمکدار عکس بھیج رہی تھین۔ چاندنی پھیلی ہوئی تھی اور دور دور کی پہاڑیان اپنا اپنا سر اُٹھائے بہت لطف کے ساتھ اپنا دلفریب منظر دکھا رہی تھین۔ آس پاس کی جھاڑیان اور درختون کے جھنڈ صاف نظر آ رہے تھے اور وہ شخص مجکو اپنے ساتھ لیے پھیر کھاتا ہوا مشرق کی طرف کو جا رہا تھا۔"

حسینہ "(گھبراہٹ کے لہجے مین) ہائے وہ کہین رہگیر یا قزاق تو نہین تھا؟"

اختر "(ممانعت کے لہجے مین) ہا۔ پھر کبھی ایسا نہ کہنا۔ تم گھبراؤ نہین۔ کوئی اندیشے کی بات نہ تھی۔ اور مین تو اسوقت جان دینے ہی پر تیار تھا۔ بھلا مجکو کس بات کا خوف ہوتا۔ ہان تو بس۔ کوئی میل بھر راہ قطع کرنیکے بعد ہم اور وہ دونون ایک منڈھی کے پاس پہونچے جو بالکل کھلے میدان مین واقع تھی۔ اور جسمین ایک چراغ بھی ٹمٹما رہا تھا۔ یہان پر پہونچکر اُس کمل پوش کا ٹک جانا اور مجکو وہان بٹھا کر بہت خاطر اور تواضع سے اُنکا پیش آنا اس کا یقین دلا رہا تھا کہ یہ منڈھی اسی کمل پوش کی ہے۔ یہ منڈھی پہاڑ کی ایک گھاٹی مین واقع تھی اور سامنے کے پُرفضا میدان نے اسکے منظر مین بہت دلچسپی پیدا کر دی تھی۔ ایک چھوٹا سا باغیچہ بھی سامنے تھا جسکے پہاڑی پھول اس پھیلی ہوئی چاندنی مین اپنی عجیب عجیب خوشنمائیان دکھا رہے تھے۔ یہان اور کسی انسان کا نشان نہ تھا اور نہ اس کے آس پاس دور دور تک کہین آبادی کا پتہ تھا مگر پیاری حسینہ یہ دیکھا گیا کہ نہایت لطیف اور لذیذ کھانے میرے سامنے چنے

گئے جنکا خوش ذائقہ اور گرم گرم ہونا اس امر کی خبر دے رہا تھا کہ یہ ابھی تیار کیئے گئے ہین ایسے ویرانہ مقام اور پھر ایک فقیر کے گھر اس قسم کے کھانے موجود ہونا مجکو بہت تعجب مین ڈال رہا تھا اور جہانتک میرا خیال جاتا تھا مجکو اس پیر مرد کی کرامت اور صاحب کمال ہونیکا یقین آتا جاتا تھا۔ یہ حال تو مین اُسوقت کا بیان کرتا ہون جسوقت مین اُس منزل تک پہنچا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب مجکو ایک عرصے تک رات دن انکی خدمت مین حاضر رہنے کا اتفاق رہا اور بہت سی خرق عادت باتین اُنسے ہوتی مین نے دیکھین پھر تو مجکو اُنکے باکمال اور خدارسیدہ ہونے مین کسیطرح کا شک اور شبہہ ہی نہین باقی رہا۔ وہ مجھسے بے انتہا محبت کرتے تھے اور ہر دم میرے دل بہلانیکی فکرین کیا کرتے تھے۔ اُنھون نے میرا حال غیر دیکھکر کئی بار یہ بھی فرمایا کہ "اگر تمھاری خواہش ہو تو حسینہ کا پلنگ ابھی اُٹھا منگایا جائے" اور بیشک اگر وہ ذرا بھی میرا اشارہ پاتے تو ایسا کر گذرتے مگر جب مین نے کہا کہ انکو تو خود میرے ساتھ بہت محبت ہی مگر شرع کے لحاظ سے وہ قبل از عقد مجھ سے آدھی بات بھی کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہین۔ ایسی حالت مین اُنکا یہان بلانا بالکل انکی طبیعت کے خلاف اور اُنکی رسوائی کا باعث ہوگا۔ تو وہ رُک گئے"

حسینہ "(بہت گھبراہٹ کے لہجے مین) ہائے تو کیا سب حال بھی اُنسے کہدیا اور میرا نام بھی اُنکو بتا دیا ہے؟"

اختر "یا اللہ تو اسمین ہرج ہی کونسا ہوگیا۔ بھلا اُن سے کوئی بات چھپ بھی سکتی تھی! اور مین اُنسے چھپا بھی سکتا تھا!! اسمین قباحت ہی کیا ہی۔ کیا وہ کسی سے کچھ کہنے بیٹھین گے۔ ہائے کیا تم خیال کر سکتی ہو کہ تمھارا پیارا نام جو میرے دل مین چھپا بیٹھا تھا یون کسیکے سامنے زبان سے نکل سکتا تھا اور میری غیرت اُسکو جائز بھی رکھتی۔ کبھی نہین۔ پیاری حسینہ تم اچھی طرح یاد کر لو کہ مین نے اُنکو اپنے حال زار پر کچھ ایسا ہی مہربان پایا کہ یہ سربستہ راز اُن پر آشکارا کر دیا ورنہ استغفر اللہ کبھی ایسا ہو بھی سکتا تھا!"

حسینہ "افسوس میرے ہاتھون میرے خاندان کی بڑی بے عزتی ہوئی - ہاں خیر خدا کی ایسی ہی مرضی تھی - لیکن وہ اسقدر آپ پر مہربان کیون ہوگئے کہ پلنگ تک اُٹھوا منگانے کا ارادہ کرلیا !"

اختر "آہ پیاری یہ نہ کہو - سب کا دل تو کچھ تمھارے دل کی طرح ہوتا نہین خستہ جگر عشاق کی اضطرابی حالتین اور اُنکے آہ و نالے دیکھنے والے اور سننے والونکے دل ہلا دیتے ہین اور اُنکو خواہ مخواہ رحم آہی جاتا ہی وہ بھی میرا حال دیکھکر بیتاب ہوگئے اور پھر انھون نے کوئی ایسا دقیقہ اُٹھا نرکھا جو بظاہر اسباب میری تسلی اور دلدہی کا باعث ہوسکتا تھا جسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ بھی میری طرح عشق کی چوٹ کھائے ہوئے تھے اور اچھی طرح جانتے تھے کہ غمزدہ اور حرمان نصیب عشاق کی یہ حالت ہوتی ہی"

حسینہ "تو کیا آپ عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہین ؟ ای یہ کسکی ؟"

کیسکے اُس بھولے بھولے مُنھ سے جو شرم کے مارے اب نیچے جھکا بھی لیا گیا تھا اختر یہ سنتے ہی کچھ عجیب للچائی ہوئی اور مست نگاہ سے دیکھنے لگا کہ معاذ اللہ - اور پھر اس طرح کہنے لگا "بتادون کسکی ! - ہائے اسی پیاری موہنی صورت کی جو خوش قسمتی سے اسوقت میری آنکھون کے سامنے بھی موجود ہی اور جسکی بلائین میری مشتاق نگاہین بہت تمناؤن کے ساتھ لے رہی ہین - سمجھین - یا نہین - مین اچھی طرح بتادون ؟" اور اسقدر کہنے کے بعد اُسکا ہاتھ اُٹھکر حسینہ کے مُنھ کیطرف چلا - حسینہ نے جلدی سے ایک ادا کے ساتھ اپنا مُنھ ہٹالیا اور ہاتھ روک کر اسطرح کہا "ہائین - ہائین - یہ کیا ہی ! ای یہ واہ یہ تو اچھے ملے - توبہ تم سے تو بات کرنا بھی مشکل ہی"

اختر "ہائے تم بڑی بیرحم اور بڑی بیدرد ہو پتھر کا دل ہی پتھر کا - ایسے شوق بھرے ہاتھون کو کوئی اسطرح روکتا ہی ! ہائے تم نے یہ تو خیال کیا ہوتا کہ کسی ارمان بھرے دل کے کسقدر تقاضون اور اصرار کے بعد یہ اُٹھے ہونگے -

حسینہ "خیر مین جیسی ہون ہون۔ لیکن افسوس ہی کہ آپنے خدا اور رسول کے حکم کو بہت جلد بھلا دیا۔ آپ نہین جانتے ہین کہ شریعت مین غیر عورت کو ہاتھ لگانا کیسا بُری آنکھ سے دیکھنا بھی کیسا ہی! مسلمان اپنے سرکش نفس پر بہت جبر کرنیوالے لوگ ہوتے ہین اور تم بھی اُنھین مین سے ہو۔ تمکو ابھی ایک آنیوالے وقت تک صبر کرنا چاہیئے۔ ہمارے تمھارے درمیان مین نہین ہمارے تمھارے دلون مین ایسی باتون کا ابھی خیال بھی نہین آنا چاہیئے۔ ورنہ شاید پھر مجکو تم سے ملنے مین بھی بہت پس وپیش کرنا پڑے گا ہائے مین تو ننگ خاندان ہی نہین ننگ اسلام پیدا ہوئی ہون جو اسطرح تمھارے پاس چلی آئی اور اسطرح تنہائی مین بیٹھی تم سے باتین کر رہی ہون (اوپر نظر اُٹھا کر) خداوندا معاف کرنا (اختر کو سنا کر) اب مین جاؤنگی (کانپ کر) اسوقت خدا کے غضب کی ہولناک صورتین میری آنکھون کے نیچے پھر رہی ہین"

اختر "نہین تمکو کچھ خوف نہین کرنا چاہیئے۔ ہمارا عشق سچا ہی اور ابتک ہمنے بہت پاکبازانہ طریقے سے بسر کی ہی۔ مگر پیاری سُن لو اور اچھی طرح سُن لو۔ مین سچ کہتا ہون۔ اب مجھ سے یہ ہجر کے صدمے اُٹھائے نہین جاتے۔ آہ بہت دنون اس امید پر ہی بسر کی مگر پھر اُسکا کیا نتیجہ ہوا۔ اگر تمکو شریعت کا ایسا ہی لحاظ اور پاس ہی اور بیشک بیموقع بھی نہین تو پھر تم کہین نکل کیون نہین چلتین۔ کچھ نابالغ تو ہین نہین جو نکاح کے لیے ہمارے تمھارے والدین کی رضامندی کی بھی ضرورت ہو۔ ماشاء اللہ تمھاری بھی جوانی ہی ہماری بھی جوانی ہی۔ کیون ہی نا صلاح کی بات؟"

حسینہ "(سر کے اشارے سے) نہین ایسا نہین ہو سکتا (بہت دبی زبان سے) کیا تم ایسی عورت کو عزت کی نظر سے دیکھنا پسند کروگے جو کسی کو مُنھ دکھانے کے قابل بھی نہ رہے۔ جو کچھ ہو والدین کی رضامندی سے ہونا چاہیئے۔ اُف یہ تمنے کہان کا جھگڑا بیچ مین نکال دیا ہی۔ معاذاللہ کیا پوچھ رہی تھی۔ دیکھو۔ ہان اچھا تو وہ کسکے عشق کی

چوٹ کھائے ہوئے تھے؟"

اختر:- "یہ اسطرح بات کو بہلا دیا۔ خیر یہ تذکرہ اسوقت نہ سہی۔ پھر دیکھا جائیگا۔ پیاری اُنکے چوٹ کھانے کے حالات دریافت کرتے مین بہت کوشش کی مگر تفصیلی طور پر تو کچھ معلوم نہین ہوا تاہم بہت سے لوگون سے اسقدر حال کھُلا کہ وہ خاص ایران کے رہنے والے ہین نام سید محمد ہے اور وہ اتفاق سے وہین ایرانکے کسی معزز خاندان کی ایک دوشیزہ ماہ پیکر کو دل دے بیٹھے تھے۔ زمانے کو تو بیچارے عاشقون سے خدا واسطے کی عداوت چلی آتی ہے کیسطرح بیچارے کو وصل نصیب ہوا اور جن پر وہ عاشق تھے اتفاق سے وہ کسی تہلک عارضہ مین مبتلا ہو کر ہمیشہ کے لیے اپنی جدائی کا داغ اُنکو دیگئین۔ یہ بیچارے کچھ دنون تک اُنکے مزار پر جاروب کشی کرتے رہے۔ لیکن اُن کے اعزا اقارب نے جب اُن کو بہت تنگ کیا تو بمجبوری اُنکو تربت جانان سے بھی جدا ہونا پڑا اور ایران سے ہند مین آئے اب اُنکا عشق عشق مجازی کے دائرے سے نکل عشق حقیقی کے مرتبے کو پہونچ گیا اور وہ ایک حسین صورت کو پیار کرتے کرتے وہ صورت آفرین کے عاشق ہوگئے۔ وہ تعویذ جو مین نے ابھی تمکو دیا ہے وہ اُنھین بزرگ کا عطا کیا ہوا ہے۔ تم اسکو اپنے مکان کی چوکھٹ کے نیچے گاڑ دینا۔ اُنھون نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اسکے اثر سے اُن کے والدین بھی تمھارے ساتھ عقد کردینے پر راضی ہو جاوینگے۔ انھون نے مجکو بہت کچھ اطمینان دلایا تھا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ جب کسی قسم کی کوئی دقت پیش آئے تو پھر تم مجھ سے ملنا"

حسینہ:- (خوشی کے لہجے مین) واقعی آدمی بہت اچھے تھے خدا اُن کا بھلا کرے اور اُنکو صبر عطا کرے مگر عشق ہو تو ایسا۔ سبحان اللہ (گھڑی کی طرف دیکھکر) ار! بارہ بجا چاہتے ہین اب مین جاؤن گی" اور یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اختر بھی کھڑا ہوگیا اور پھر اسطرح کہنے لگا:- "ہائے کسطرح تمکو جانے کی اجازت دون۔ دل نہین مانتا۔ مگر

ہائے تمھاری بدنامی کا بھی خیال لگا ہوا ہی - جائیے خدا کے سپرد - لیکن یہ تو بتاتی جائیے کہ اب پھر بھی آئیے گا - یا نہین؟"

حسینہ (ٹھنڈی سانس لیکر) آہ یہ مجھ سے نہ پوچھیے - اس کا جواب آپکے دل کو بہت صدمہ دینے والا ہی - مین نہ کہونگی - سچ تو یہ ہی کہ اگر مین اپنے اختیار مین ہوتی اور میرا زور بھی چلتا تو مین کبھی نہ آتی اور اب آیندہ بھی اگر میرا قابو چلا تو کبھی نہ آؤنگی - تمنے کہین دنیا مین کسی شریف کی بہو بیٹی کو اس طرح اپنے گھر سے باہر نکلتے ہوئے سنا ہی؟ آہ - اس دل نے تو مجکو کہین کا نہین رکھا"

یہ آخری جملے حسینہ نے بہت گلوگیر آواز مین ادا کیے اور آنسو بہاتی ہوئی اختر سے رخصت ہوگئی - آنے کے وقت تو حسینہ خدا جانے کس بیخودی کے عالم مین چلی آئی تھی مگر اب ہوش و حواس غائب ہین - قدم قدم پر لغزش کرتی جاتی ہی اور افشائے راز کا اندیشہ اُس خون کو خشک کیے دیتا ہی جسمین ابھی ابھی عشق اور محبت کے اثر نے خدا جانے کیسی کچھ دھوم مچائی ہوگی - خوف کے مارے کانپتے ہوئے دل کیطرح ہر جزو بدن کانپ رہا ہی اور افسوس اور ندامت کے پسینے مین سر سے پانون تک نہائی ہوئی ہی - گھبرا گھبرا کر یہ دعائین بھی مانگی جاتی ہین کہ خدا کرے سب سوتے ہی ہون اور پھر حیلے بہانے بھی اسی لیے سوچے جاتے ہین کہ اگر خدانخواستہ کوئی جاگ پڑا تو کیا کہونگی"

یہ اسی انتشار مین چلی جاتی تھی کہ مکان آگیا اور محمدی خانم کے ساتھ ساتھ صدر دروازے کے بھڑے ہوئے پٹ کھولکر اندر داخل ہوئی - گو دروازے کے کھولنے مین اسوقت بہت آہستگی اور احتیاط سے کام لیا گیا تھا مگر تاہم آہٹ پاکر اُن آدمیون مین سے کسی شخص نے ٹوکا جو دیوانخانہ مین سو رہے تھے - لیکن محمدی خانم کی آواز پہچاننے ہی پھر کسی نے بھی باز پرس نہ کی اور یہ دونون صحنچی والے دروازے مین ہوکر اندر داخل ہوئین دل مین چونکہ چور تھا اس لیئے پہلے ذرا کمرے مین ٹھہر کر آہٹ لی کہ کوئی جاگتا تو نہین ہی

اور جب اس سے اطمینان ہوا تو آہستہ سے دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی
دے لی - جلدی کا کوئی کام کبھی درست تو ہوتا نہین خصوصًا وہ کام جسمین خوف کا حصہ
بھی ملا ہو - زنجیر بند کرنیکا کھٹکا اس زور سے ہوا کہ یہ آواز اس کمرے کی دیوارون سے
باہر نکلکر صحن تک مین پھیل گئی اور حسینہ کی والدہ جو ابھی کچھ تھوڑی دیر پہلے سے جاگ
رہی تھین اسطرح کہنے لگین "کون ! کمرے مین کون ہی ؟"
اس جملے کا سننا تھا کہ حسینہ کو سناٹا گذر گیا - خوف اور اندیشے کے مارے جسم کا سارا
خون رگون سے بھاگ بھاگ کر قلب کے جوف مین ہو رہا اور دل کے بیٹھ جانے کی
وجہ سے سارے بدن کے روئین گھبرا کر کھڑے ہو گئے - افشاے راز کا اس کو اب پوری
طرح سے یقین ہو گیا اور یہ اچھی طرح سمجھ گئی کہ اب کسی طرح جان کی خیر نہین - محمدی خانم گو
ایک تجربہ کار عورت تھی مگر اسوقت اس کے بھی ہوش و حواس اسکے سامنے سے اسطرح
بھاگے چلے جاتے تھے جسطرح ہوا کے زور سے ابر کے ٹکڑے برسات کے موسم مین ادھر سے
اُدھر اڑے چلے جاتے ہین - یہ دونون اپنے اپنے ہاتھ کی اُنگلیان حیرت اور افسوس
سے دانتون کے نیچے دابے ہوئی تھین کہ پھر حسینہ کی والدہ نے کہا "نصیبن محمدی خانم
ارے کون ہی بولتا نہین" اور اسکے بعد پھر وہی سکوت وہان طاری ہو گیا جس کا یہ
وقت مقتضی تھا - محمدی خانم کی زبان ٹوٹ گئی تھی اور وہ اسیطرح چپ سناٹے مین پیکر
تصویر بنی کھڑی تھی کہ حسینہ نے بہت ہوشیاری کے ساتھ مگر کسی قدر رک رک کر کہا "خدا
کی مار اسکی نیند پر - کمبخت جواب نہین دیتی - امان جان مین ہون"
محمدی خانم "(گھبراہٹ کے لہجے مین) جی حضور کیا ہی - مین ہون"
حسینہ "بڑی بات جو پھوٹے مُنھ سے آواز تو نکلی - کمبخت کو سانپ ہی سونگھ جاتا ہی"
حسینہ کی والدہ "این کون حسینہ - تم اسوقت وہان کیا کر رہی ہو !!"
حسینہ (بات بنا کر) "اُون - اُون دیکھیے حضور - مین کتاب لینے آئی تھی" اور

یہ کہتی ہوئی ایک کتاب ہاتھ مین لیئے اس کمرے سے باہر نکل آئی اور حسینہ کی والدہ اسطرح حسینہ سے کہنے لگین "اسوقت کتاب کی ایسی کیا ضرورت تھی جو تم وہان کمرے مین گیئن تھین"

حسینہ اس وقت تھر تھر کانپ ہی تھی اور وہ زبان جو عموماً باتین بنانے کے لیے انسان کو مدد دیجاتی ہی اس وقت حسینہ کے ساتھ بہت بے اعتنائی کے ساتھ پیش آرہی تھی تاہم وہ بہت استقلال کے ساتھ اُن جرح کے سوالون کا جواب دے رہی تھی جنکو اُسکی مان کا شک و شبہہ اسوقت ایک غیظ کے عالم مین کہلا رہا تھا۔ گو بات بات پر حسینہ کی زبان دل کے بے طرح دھڑکنے کی وجہ سے لغزش کر رہی تھی مگر وہ زبان کو بہت سنبھالے ہوئے اسطرح کہہ رہی تھی "کچھ نہین امان جان آج کسیطرح نیند ہی نہین آتی تھی بیکار پڑے پڑے جب جی گھبرا گیا تو مین نے کہا لاؤ کتاب ہی دیکھون"

حسینہ کی والدہ "بجا! (کسی قدر خشن آواز مین) تو کیا تمھارے کمرے مین کتابین تھین نہین؟" اس موقع پر حسینہ کچھ گڑبڑائی مگر پھر سنبھل گئی اور اسطرح جواب دیا۔ "نہین امان جان کتابین تو وہان بھی بہت تھین مگر مجکو ایک اور کتاب کی ضرورت تھی جو وہان نہ تھی"

حسینہ کی والدہ "تو کوئی اندھیرے مین کتاب ڈھونڈھنے جاتا ہی۔!"

حسینہ "مجکو معلوم تھا جہان وہ کتاب رکھی ہوئی تھی۔ اس لیے روشنی نہین لے گئی تھی"

حسینہ کی والدہ "(ذرا بگڑ کر) کون کتاب"

حسینہ "(جلدی مین) آتش کا دیوان"

حسینہ کی والدہ "ہائے انھین کتابون نے تو تجکو غارت کیا ہی اور ابا جان آپکے پڑھائین لکھائین۔ اچھا لاؤ مین تو دیکھون۔ کوئی ذرا روشنی تو لانا" مجبور ہو کر حسینہ نے کتاب تو ہاتھ سے دیدی مگر خوف کے مارے یہ عالم تھا کہ تھر تھرا رہی تھی اور

چپکے چپکے اپنے دل مین یہ کہتی جاتی تھی "خداوندا خیر کرنا - مولے مشکلکشا بچانا" حسینہ کی والدہ گو کچھ زیادہ لکھی پڑھی نہ تھین مگر اُن کے شد بد ہونے نے اُنکو اس قابل کر دیا تھا کہ وہ کتابون کے نام وغیرہ بآسانی پڑھ لین - اس کتاب کو کھولتے ہی اُنھون نے پُرغضب لہجے مین کہا "یہ آتش کا دیوان ہو؟ دیکھ یہ کون کتاب ہو! لڑکی تو مجکو دھوکا دیتی ہو - مین تیرے دم مین آنے کی ہون - سچ بتا کیون اس وقت وہان گئی تھی"

حسینہ "ای ہی امان جان توبہ - اسمین دھوکا دینے کی کونسی بات تھی - آپ سے سچ کہتی ہون - مین آتش کا دیوان ہی لینے اس کمرے مین گئی تھی مگر اسوقت اندھیرے مین یہ دوسری کتاب اتفاق سے آگئی"

حسینہ کی والدہ "این - تو نے تو ابھی کہا تھا کہ جس جگہ آتش کا دیوان رکھا تھا اُسکو مین خوب اچھی طرح جانتی تھی اور اسیوجہ سے روشنی بھی ساتھ نہین لے گئی تھی - اور اچھا بالفرض یہ بھی سہی پھر اتنی دیر تک وہان کرتی کیا رہی مین تو عرصے سے جاگتی ہون خدا جانے کب سے کمرے مین گئی تھی کب سے نہین"

حسینہ "ای ہی امان جان - خدا جانے آج اسوقت آپکو کیا ہو گیا ہو ابھی ابھی تو مین گئی تھی محمدی خانم سے نہ پوچھ لیجیے"

حسینہ کی والدہ "چل دور ہو - وہ حرامزادی کیا کہے گی - مین اُسکو خوب جانتی ہون اور یہ زنجیر کیسی کھٹکی تھی؟ ہا یہین"

حسینہ "آپ اسکی (محمدی خانم کی طرف اشارہ کرکے) نیند کا حال تو جانتی ہی ہین یہ سوتے سوتے تو اُٹھی تھی آنکھین ملتی ہوئی میرے ساتھ ساتھ کمرے مین گئی روشنی تو وہان تھی نہین یہ اس خیال سے کہ کسی چیز پر گر کر گر نہ پڑے اندھون کی طرح ادھر اُدھر ٹٹولتی ہوئی کمرے مین گئی اتفاق سے کہین زنجیر پر ہاتھ پڑ گیا اور وہ آواز ہوئی جو

حضور کے کانون تک پہونچی"

حسینہ کی والدہ "(جھنجھلا کر) چپ بڑی دیدہ دلیر ہو گئی ہی زبان کیسی قینچی کی طرح چلتی ہی - رُکتی ہی نہین (محمدی خانم کی طرف دیکھکر) اور اس حرامزادی کو تو دیکھیے کیسی چُپ چپ کھڑی ہی گویا کچھ جانتی ہی نہین - ان تلون مین تیل ہی نہین (حسینہ سے) تجھکو اندھیرے کا کیا حال معلوم کہ دروازے مین اس کے پانون کی ٹھیس لگی جو زنجیر کھٹکی - وہ گر پڑی یا زنجیر مین اُس کا ہاتھ لگ گیا یا اُس نے قصداً زنجیر کھولی - تجکو ان باتون کی کیا خبر! جو تو بولی - تو کیا اسکی نقش ناطقہ تو ہی تھا - حسینہ! مین نے تجکو کس طرح اللہ آمین کر کے اتنا بڑا پالا تھا اور تو نے کیسا اجالا جالا کر مجکو خاک سیاہ کیا - اس پڑھے لکھے ہونے سے تو اگر بالکل جاہل ان پڑھ رہتی تو شاید ایسی آزادی اور دیدہ دلیری تجھ مین نہ آتی - سارے خاندان کی عزت آبرو خاک مین ملا دی"

محمدی خانم "واہی ہی حضور یہ کیا فرماتی ہین - ایسی نیکبخت - پاکدامن اور پڑھی لکھی بیٹیان کسکو نصیب ہوتی ہین - مین سچ عرض کرتی ہون زنجیر مین میرا ہاتھ ہی لگ گیا تھا آخر زنجیر کھٹکنے کا اور کون اسوقت موقع تھا وہان اندھیرے مین کچھ سوجھتا تو تھا نہین - اندھون کی طرح ٹٹول رہی تھی کہ کسی چیز کے سہارے سے کھڑی رہون اور ایسا نہ ہو کہ کسی چیز پر گر پڑون یا ٹھیس لگجائے - سارے کمرے مین تو ادھر اُدھر ماشاءاللہ سب چیزین پھیلی ہوئی تھین اور مین نہین جانتی کہ آخر حضور کی اسقدر برہمی مزاج کا اسوقت باعث کیا ہی - یون حضور مالک ہین جو چاہین فرمالین لیکن صاحبزادی صاحب اگر کتاب لینے کے لیے اسوقت بھی کمرے مین چلی گئی تھین تو اسمین ایسی کونسی ہرج اور قباحت کی بات ہو گئی"

حسینہ کی والدہ "ہان تیرے نزدیک کوئی ہرج کی بات نہین آدھی آدھی راتونکو بہو بیٹیان سوتے سے اُٹھ اُٹھ کر ایسے مکانون مین جاتی ہین جنکا تعلق دیوانخانہ سے ہو

یہ وقت کتاب دیکھنے کا ہوتا ہی (حسینہ کی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھکر) نہین معلوم یہ لڑکی کہان تک مجکو مطعون کریگی "

حسینہ "(بھرائی ہوئی آواز مین) امان جان ناحق کے لیے آپ خفا ہوتی ہین جیسی چاہیے مجھ سے قسم لے لیجئے (سسکی لیکر) جو مین اور کسی کام کے لیئے وہان گئی ہون۔ہان اور میرا وہان کام ہی کیا تھا" اور اسکے بعد زار قطار رونے لگی۔

حسینہ کی والدہ کی آنکھ ابھی چند منٹ انکے آنے سے پہلے کھلی تھی اور وہ اصل واقعہ سے بالکل بیخبر تھین اور نہ یہ جانتی تھین کہ حسینہ کو اپنے کمرے سے نکلے ہوئے کسقدر عرصہ ہوچکا ہی۔مگر حسینہ اور اختر کے عشق اور محبت کی اُڑتی ہوئی خبرین چونکہ پیشتر سے انکے کانون تک پہونچ چکی ہین اس وجہ سے وہ حسینہ کو اسوقت اس کمرے مین پاکر کسیقدر مشکوک ہوگئین اور اس شبہہ نے انکے اس خون مین غصّے کی چنگاریان چھوڑ دین جسمین شرافت اور اسلامی حمیت کے پاک وصاف ذرّے ملے ہوئے تھے گو اسوقت حسینہ کے حواسون نے حسینہ کے بیجرم ٹھہرانے مین بہت کوشش اور کامیابی حاصل کی اور اُس نے ہر ایک بات کا معقول جواب بھی دیا لیکن اسکے چہرے کا اُڑتا ہوا زرد سُرخی مائل رنگ اور اسکی چھپی ہوئی صورت اکثر اوقات اسکو قصور وار ثابت کرنے مین کوشش کررہی تھی مگر اسکا سسکیان لے لیکر باتون کا جواب دینا اور اُس کے اُداس زرد رخسارون پر گرم گرم آنسوؤن کے بہتے والے قطرون نے سفارشی بنکر اسکی والدہ کے غصہ کی بھڑکی ہوئی آگ کو کسی قدر ٹھنڈا کیا۔اور وہ یک جھک کر خاموش ہوگئین۔گو یہ مشکل اسوقت تو خدا کے فضل سے بظاہر آسان ہوگئی مگر اب کمرے مین پہونچکر حسینہ جو دیکھتی ہی تو اختر کا لایا ہوا تعویذ ندارد ہی سناٹا گذر گیا اور فوراً یہ یقین ہوا کہ اس وقت کی گھبراہٹ نے اُس کو میرے پاس سے کہین راستے یا گھر مین گرادیا لیکن اب ہو کیا سکتا تھا اس امر کا تو اب موقع ہی نہ تھا کہ وہ اسوقت کہین

ڈھونڈا جاتا مایوس اور غمگین ہوکر چپ پلنگ پر لیٹ رہی اور افسوس اور رنج کی چھریان اسکے ننھے سے کلیجے پر چلنے لگین۔ وہ بار بار اپنے دل سے یہی کہتی تھی کہ ہائے کن شکلون سے تو وہ تعویذ لائے تھے اور کس طرح میری بے احتیاطی نے کھو دیا اور پھر تعویذ بھی کیسا جو دل کی تمنا اور ارمان نکلنے کا ایک قوی ذریعہ تھا۔ معلوم نہین کہان گرا ہی کہان نہین۔ خدانخواستہ اگر کہین راستے مین گر پڑا ہوگا تو بس ملچکا۔ ہان اگر اتفاق سے یہین کہین گرا تو شاید قسمت سے ملجائے۔ افسوس پہلے ہی پہل بدشگونی سے سابقہ پڑا۔ دیکھیے خدا کیا کرتا ہی۔ اسوقت تو امان جان چپ ہو رہی ہین اب دیکھیے صبح کیا ہوتا ہی مگر امید تو خدا کی ذات سے یہی ہی کہ اب کچھ نہو امان جان کو ہر ایک بات کا جواب اسوقت کافی مل گیا ہی یقیناً اب انکا شبہہ جاتا رہا ہوگا۔ وہ تو کہیے یہ بڑی خیریت ہوگئی کہ انکی آنکھ ابھی ابھی کھلی تھی۔ ہی ہی اگر اور کہین پہلے سے جاگ پڑتین اور مجکو گھر مین نہ پاتین تو خدا کی قسم غضب ہی ہوگیا تھا ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت"

حسینہ اسی قسم کی باتین اپنے دل سے کر رہی تھی اور آنیوالی صبح کا کھٹکا اس کے خیالات مین انتشار پیدا کرکر مختلف مختلف ڈراونی شکلون کو اس کے سہمے ہوئے دل کے سامنے پیش کر رہا تھا جنکو یہ دیکھ دیکھکر بار بار کانپ جاتی تھی۔ طبیعت کا کسل و تکان اور دل کا اضمحلال نیند کا خمار بنکر آنکھون مین آتا تھا۔ مگر دل کے اضطراب سے پلکون کو اس امر کی اجازت نہ تھی کہ وہ ذرا جھپک بھی جائین۔ مگر بالآخر غور و فکر کرتے کرتے جب جسمی رطوبات کا بہت زیادہ حصہ کھنچ کھنچکر دماغ مین جمع ہوگیا ہی اور تھکے ہوئے دماغ کی ناتوان اور نازک گذرگاہین ایک دوسرے پر عاجز ہو ہوکر گر پڑین تو تھوڑی دیر کے لیے پیاری حسینہ کو ان روح فرسا خیالات سے نجات ملگئی اور وہ غافل ہوکر سوگئی"

تیرھوان باب

ہا ہا! افسوس!!! افسوس!!!

ای قیس صدمۂ غم ہجران بجا درست
یہ سب سہی مگر تمھین جینا ضرور تھا

اس واقعے پر خیریت سے ابھی تین چار روز بھی نہین گذرے تھے کہ اُن کانون نے جو آجکل اپنی شادی کے اخبار سننے کے بہت مشتاق ہو رہے تھے بہت افسوس کے ساتھ اس دل ہلا دینے والی خبر کو سُنا کہ حسینہ کی والدہ حسینہ سے کچھ اُسی شب سے مشکوک سی ہوگئی ہین جبکے پردے ہی پردے مین وہ چھپ چھپا کر انسے ملنے کے لیئے آئی تھی - محمدی خانم کی طرف سے بھی وہ بدگمان ہوگئی ہین اور انھین دِنون سے پیاری حسینہ نظر بند سی کرلی گئی ہی - قیدیون کی طرح رہتی ہی - نہ کوئی غیر اُسکے پاس جا سکتا ہی اور نہ وہ بے اجازت اپنے کمرے سے نکل سکتی ہی - محمدی خانم کو بھی گھر سے باہر آنے جانے کا حکم نہین ہی اور اس امر کا پورا بندوبست کردیا گیا ہی کہ اختر کے پیام سلام اسکے پاس آنے جانے نہ پائین - یہ وہ خبر تھی کہ دلدوز تیر کیطرح اختر کے کانون سے ہوتی دل اور جگر تک اپنا کام کرگئی اور یہ اُس دل کو دونون ہاتھون سے تھام کر رہگیا جسکو کچھ کچھ امید ہو چلی تھی اور نا امیدیکے بعد نئے سر کچھ کچھ آسرا ہو چلا تھا - نامہ پیام بھی یک قلم موقوف ہوگئے اور محمدی خانم کی بھی آمد و رفت مسدود ہوگئی - کرار اور انصار تھے سگر زمانہ کی تیز رفتاری یا اُنکے سِن سنّ اب اُنکو ایسا نافہم اور بے سمجھ نہین باقی رکھا تھا کہ اختر اپنے معاملے مین کچھ بھی اُن سے مدد لے سکتا - یہ تھا اور اسکا خون شدہ دل - دل تھا اور طرح طرح کے خیالات - خیالات تھے اور ان کا دل و دماغ

مین بار بار چکر لگاتا تھا- کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی تھی اور جسطرح یہ تدبیرین بیکار ہوتی جاتی تھین اسیطرح اسکا انتشار اور اضطرار بڑھتا جاتا تھا- بالآخر وہی چار روز مین یہ وحشت دل بہت ترقی کر گئی اور جب دست جنون نے بے طرح ہاتھ پھیلائے تو ایک روز عین اُس وقت مین جب آفتاب صبح فراق کا آفتاب بنا ہوا مشرق کی طرف سے نکل رہا تھا اور اسکی حرارت پیدا کرنے والی شعاعین اپنے نورانی دائرے سے نکل نکلکر اسکے اس غم مین ایک اور ہی جوش پیدا کر جاتی تھین جبمین سودائے عشق کا مادہ اُن سیاہ سیاہ ذرّون پر غالب آگیا تھا- جنکو کیمسٹری والے لوہے کے مقوی اجزا کہتے ہین دھوپ اُداسی کے زرد زرد رنگ مین رنگی ہوئی چارونطرف پھیل رہی ہے اور صبح کے روح افزا ہوا کے وہ جھونکے اس کے غمزدہ دل کے ساتھ کچھ بھی اپنا اثر نہین دکھاتے جو تنگدل سے تنگ دل اُن مُنھ بند کلیون کو بھی آخر کار کھلا دیتے ہین جنکو رات بھر تو شبنم کے چھینٹے ہی نہ ہنسا سکے اور نہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤنکی سنسناہٹ پھیریان ہی اُنکو کھلا سکین یہ اسیطرح چُپ سناٹے مین اُداس بیٹھا تھا کہ محمدی خانم آئی اور یہ اسکو دیکھکر اسطرح کہنے لگا "واہ واہ محمدی خانم یہی چاہیے تھا اسی طرح حق دوستی ادا کرتے ہین- اُس شب سے جو گئین تو پھر خبر ہی نہ لی"

محمدی خانم "حضور کیا عرض کرون- آپنے تو سنا ہی ہوگا جو کچھ اُس رات کو ہم لوگون پر گذر گئی مگر پھر بھی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے اپنا بڑا فضل و کرم کیا- ورنہ راز کھل جانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رہگیا تھا"

اختر "ہان کرار اور انصار کی زبانی اس قدر تو کچھ اُڑتی ہوئی خبر سُنی تھی کہ اُنکی والدہ اُنکی ہمشیرہ سے آجکل کچھ خفا ہین مگر صاف صاف کچھ حال نہین معلوم ہوا- کچھ کہو تو آخر کیا ہوا کیا تھا؟" اور محمدی خانم نے اُس شب کے واقعات تفصیلی طور پر بیان کرنا شروع کیے- اختر چُپ سوچ کے عالم مین بیٹھا ہوا اپنے اُن

کانون سے سن رہا تھا جنین رنج اور فسوس کے بخارات بے طرح بھرے ہوئے تھے۔ جب اُس شب کی داستان خاتمے کو پہونچی تو اختر نے بہت گھبراہٹ کے لہجے مین اسطرح کہا "ہائے تو کیا پیاری حسینہ کو اَب بے اجازت اُٹھنے بیٹھنے کا بھی اختیار نہین ہی! اور آہ فقط اس جرم پر کہ میری محبت اُس کے دل مین ہی۔ تو اَب اُن کا ملنا معلوم!! اور پھر ایسی زندگی پر لعنت!!!"

یہ کلمے اختر کی زبان سے جس لب و لہجے مین نکلے تھے وہ بہت ہی حسرتناک تھا انہین انتہائی درجے کا سوز و گداز بھرا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ جس دل سے یہ خیالات چلے ہین اُس مین بالکل درد ہی درد بھرا ہی۔ اسیطرح کہتے کہتے خدا جانے یک بیک اس کے دل مین کیا خیال آیا کہ اس نے محمدی خانم سے مخاطب ہو کر کہا "بڑے تعجب کی بات ہو کہ اُس تعویذ نے بھی کچھ اپنا اثر نہ دکھایا۔ اس سے پہلے کبھی کبھی چوری چھپے مل لیتے تھے اب وہ بھی گیا۔ تقدیر ہی اُلٹی ہو تو کوئی کیا کرے۔ معلوم نہین چوکھٹ کے نیچے وہ دفن بھی کر دیا گیا کہ نہین"

محمدی خانم "کہان حضور! وہ تو اُسوقت کی گھبراہٹ اور جلدی مین کہین اُن سے گر پڑا"

اختر (افسوس سے اپنی ران پر ہاتھ مار کر) "ہائین گر پڑا! چلو فرصت ہوئی۔ بس اَب یہ کام ہو چکا" اور اسقدر کہکر سناٹے مین آگیا۔

محمدی خانم (افسوس کے لہجے مین) "حضور پھر اَب اسکو کوئی کیا کرے۔ اُنھون نے کچھ جان بوجھ کر تو کچھ کھو نہین دیا۔ اُنکو اُس تعویذ کے جانے کا خود اس قدر رنج ہو کہ بیان سے باہر۔ مگر کرین کیا حضور ہونے والی بات۔ تقدیری امور۔ اچھا پھر اَب مین جاتی ہون نہین تو سے سر اور آفت آجائے گی۔ بیگم صاحب ایک تو خفا ہین۔ اور بھی خفا ہونگی کہ کہان گئی تھی۔ آجکل تو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتے ہین خدا جانے

کن مشکلون سے اسوقت آنا ہوا"

اختر "یا اللہ تو اب ایسی بھی جلدی کس کام کی۔ آنا تو ٹھہر جاؤ کہ مین اُنکے نام ایک رقعہ لکھدون" اس قدر کہنے کے بعد قلم کاغذ ہاتھ مین اُٹھالیا اور اسطرح لکھنا شروع کیا"

پیاری!

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

یہ آخری تحریر ہی جو تم اپنے جانباز عاشق کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھتی ہو۔ خوب اچھی طرح سے دیکھ لو شاید پھر دیکھنی نہ نصیب ہو۔ بس یہی میری تقدیر کا لکھا تھا جو سامنے آیا۔ تمنے اسکا کہنا نہ مانا نہ مانا آخر دیکھ لیا اَب کیسی مشکلین پڑگئین۔ آہ! اب دیکھنے کو بھی ترسین گے۔ نہین ہم اُسدن کے لیئے زندہ ہی کیون رہنے لگے۔ آہ ے کبھی پاس ہوتی نہ اپنی امید؀ تغافل سے تیرے مگر ہو گئی ✽ لیجئے آج ہم جان ہی دیئے دیتے ہین۔ جھگڑا ہی ختم ہو جائے۔ بس اَب موت ہی ہماری ان ساری مشکلونکو آسان کرے گی۔ یہ نہ کہنا کہ غیرتمند تھا مر گیا۔ نہین پیاری تمھارے عشق کی مصیبتین ایک مین کیا کسی سے اُٹھ ہی نہین سکتی تھین۔ زہر کی پڑیا لائی ہوئی رکھی ہو۔ آٹھ بج گئے ہین۔ انشاءاللہ نو بجے تک اپنا کام تمام ہی۔ پیاری رونا مگر بہت نہ رونا۔ تمھارے نازک سر مین درد ہونے لگے گا۔ تمھاری آنکھین تو بیمار ہین اور بھی غضب ہو جائے گا۔ ہائے وہ سوگوار صورت کون دیکھے گا! ۔ دیکھو خدا کے لیئے صبر کرنا۔ ماتمی لباس نہ پہننا نہین تو سب تمکو بدنام کرین گے۔ تم اسطرح دل سمجھا لینا کہ بلا سے ایک شخص کی جان قربان ہو گئی روز روز کی بدنامی تو گئی۔ تم اطمینان رکھو

میرا خون تمپر نہین ہوگا اگر ہوگا تو والدین کے سر ہوگا جنھون نے میری شادی تمھارے ساتھ نہین کی - دیکھو پھر کہتا ہون بہت غم نہ کرنا - تمھارا دل نہین مانے گا مگر جبر کرنا - کیا فائدہ ! - اب مین تمکو بھلا کہان مِل سکتا ہون ہان البتہ ایک قیامت کے دن کی کچھ رہی سہی امید ہی مگر ہائے ستم وہان بھی تم ہمکو کیون ملنے لگین - آہ تم اُنکے ساتھ ہوگی جنکے ساتھ تمھارا عقد ہوگا ! بس پیاری اب میرا دل میرے اختیار مین نہین ہی - خدا کے سپرد"

تمپر جان دینے والا **قیس** -

اختر نے بہت مشکل سے اس خط کو تمام کیا اور پھر بھرائی ہوئی آواز مین کہا "لو محمدی خانم یہ اُنکو دیدینا مگر نو بجے کے بعد - اچھا"

محمدی خانم "(خط ہاتھ مین لیکر) آخر یہ آپ اس وقت روتے کیون ہین ! خدا میں طرح کی طاقت ہی - اور یہ نو بجنے کے بعد کی کس لیے قید ہی ؟"

اختر "اس مین ایک مصلحت ہی - تمکو جناب امیر کی قسم نو بجے کے پہلے نہ دینا اچھا" محمدی خانم چونکہ اسوقت عجلت مین تھی اس وجہ سے کچھ اور بات چیت نکر سکی - اور گھبرائی ہوئی جلدی سے چلی گئی - اسکے جانے کے بعد دم بھر تو یہ بیخودی کے عالم مین ہاتھ پر ہاتھ رکھے چپ بیٹھا رہا لیکن جب اس نے دیکھا کہ گھڑی مین آٹھ پر بیس منٹ آگئے ہین تو اُسنے اپنے دل سے کہا جو کچھ مجھکو کرنا ہی جلد کرنا چاہیے وقت ہاتھ سے جاتا ہی" یہ کہکر ایک جنون کے عالم مین اُٹھا - صندوقچہ کھولا سنکھیا نکالی آدمی کو پکارا اور جب وہ آیا تو کہا "ایک گلاس شربت کا بنا لاؤ" اور پھر کچھ عجیب وحشت کے ساتھ کمرے مین ادھر سے اُدھر ٹہلنے لگا - ٹہلتے ٹہلتے ایک مرتبہ بیٹھ گیا اور دل سے " لاؤ جب تک ابا جان کے نام بھی ایک خط نہ لکھدون - اور پھر جلدی جلدی اس طرح لکھنا شروع کیا"

ابا جان

اپنے چھوٹنے والے کمبخت بیٹے کا آخری سلام لیجئے۔ وہی بیٹا جسکو آپنے بہت ناز و نعم بڑے پیار اور محبت سے پرورش کیا مگر آہ ہمیشہ اُس نے آپکو رنج پر رنج ہی دیئے۔ لیکن اب بس آج سے خاتمہ ہے فقط ایک ہی رنج اور دیتا ہون۔ اسکے بعد پھر کبھی آپ کو تکلیف نہ دونگا۔ ہائے آپنے مجکو دھوکے ہی دھوکے مین رکھا اور دانستہ میرے زخم دل پر مرہم رکھنے سے چشم پوشی فرمائی۔ مین اور زندہ رہتا مگر ابا جان اب نا امیدی نہین جینے دیتی۔ آہ یہ فراق کے صدمے اب نہین اُٹھائے جاتے اب اگر اس عذاب سے مجکو کوئی چیز چھڑا سکتی ہے تو وہ زہر ہی ہے جسکے کھانے کے لیے اب بالکل تیار ہون اور شاید خبر ہونے تک بھی زندہ نہ ہونگا۔ خدا آپ کو اور امان جان کو صبر دے۔

دنیا سے جانے والا **قیس**

یہ خط لفافہ مین بند ہی کیا چاہتا تھا کہ شربت کا گلاس آدمی لیکر حاضر ہوا آنکھ کے اشارے سے حکم ہوا کہ یہان رکھدو (بہت پست آواز مین) کلی کے واسطے پانی اور تسلہ لاؤ" جب ان احکام کی تعمیل ہو چکی تو پوچھا "ابا جان کہان ہین؟"

وہی آدمی "حضور شاید کہین تشریف لے گئے ہین"

اختر "اچھا تو جب وہ آئین اُسوقت یہ رقعہ دیدینا۔ مگر نو بجے کے بعد اس سے پہلے نہین۔ سمجھے خبردار ۹ نو بجے کے بعد ہی دینا۔ اچھا باہر ٹھہر و اپنا اور کام دیکھو مین پی لونگا" اس آدمی کے یہان سے باہر نکلتے ہی وہ ارادہ طوفان کی طرح چارونطرف پھیل پڑا جو احتیاط کے خیال سے دل کے اندر ہی چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ سودا سے جنون کا زور ہوا۔ اور اُس کے اُٹھتے ہوئے بخارات اُن خیالات کو بھی فاسد

کرنے لگے جو بڑے انتشار کے ساتھ اسیطرح اسوقت اُٹھ رہے تھے جسطرح کہین آگ لگی ہو اور کالے کالے بھورے بھورے دھوئین اُٹھ رہے ہون۔ اختر نے ایک سرد آہ بھری اور پھر اسطرح اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیون اب کیا دیر ہی! کیا ابھی اور صدمے اُٹھانے کا ارادہ ہی؟ پیاری حسینہ تجھکو نہین ملسکتی!" اسقدر کہنا تھا کہ اس کے چہرے کے رنگ مین ایک قسم کا بدیہی تغیر پیدا ہوا اور اُسنے زہر کا ایک ایسا مقدار شربت مین ملایا جو ایک جان سے بیزار شخص کی جان لینے کے لیے بہت اچھی طرح کافی ہو سکتا تھا۔ اسوقت وہ ساری کیفیتین اسکے پیش نظر تھین جنکو جان دیتے وقت بشریت کا مقتضی مرنے والے کے سامنے خواہ مخواہ پیش ہی کر دیتا ہی۔ دنیا کے تعلقات اس کو طرح طرح کے اُلجھاوے مین ڈال رہے تھے اور وہ ایک رکھائی کے ساتھ ہر ایک سے یہ کہہ رہا تھا "جاؤ جاؤ اب یہان کیا رکھا ہی جسکو زندہ رہنا ہی اُس کے پاس جاؤ۔ مرنے والے کے پاس تمھارا کیا کام ہی۔ ارمانو! تمکو کیا ہو گیا ہی تم کیون نہین اب میرا پیچھا چھوڑ دیتے ہو۔ تمناؤن تم کیون اسطرح درد ناک آواز مین رو رہی ہو۔ تمھاری گریہ و زاری دیکھ دیکھ کر میرے حوصلے پست ہوئے جاتے ہین۔ خدا کے لئے مجکو مرنے دو۔ ہان شاید تم بھی میرے ساتھ ہی مر کر نکلوگی۔ اچھا ہی اگر کوئی مجھ پر چار آنسو نہ بہائے گا تو ہائے تمکو ضرور ہی رونا آئے گا ہائے اس ناشاد و نامراد دل مین آکر تمھاری کیسی مٹی خراب ہوئی۔ افسوس! (گھڑی کی طرف دیکھکر) آہا اب تو نو بجنے مین پچیس ہی منٹ باقی رہے! جلدی کرنی چاہیئے (گلاس کی طرف ہاتھ بڑھاکر) آمیرے آبحیات آ۔ اس سکرات موت کے عذاب سے مجکو نجات دے (زہر ملا ہوا گلاس ہاتھ مین لیکر) مگر واہ ری تقدیر! تیرا کیا کہنا۔ ایسا ہی چاہیئے تھا (ایک ٹھنڈی سانس لیکر) بس ہمارے لیے یہی شربت وصل ہی۔ ہان یہی شربت وصل ہی مگر وصال کے معنی مین۔ اور سچ تو یون ہی کہ جسقدر اس سے کام نکلنے کی

امید ہی اتنا بھی کسی سے نہ نکلا۔ ہان تو اب جلدی کرنی چاہیے۔ آ۔ پیاری حسینہ
کے چھوٹنے والے خیال آ تجھ سے بھی رخصت ہو لون خوب گلے مل لون۔ رخصت
ہمیشہ کے لئے رخصت۔ اب تو کہان اور مین کہان! ای دم واپسین جبا! سچ کہتا
ہون جا۔ جا۔ جلد تو!۔ ارے یہ کیا بیحیائی ہی۔ جاؤ خدا کے سپرد۔ این! ارمانو۔!
اب تم کیون نہین میری جان چھوڑتی ہو۔ تمکو کیا ہوگیا ہی۔ خدا کے لئے رحم کرو جاؤ۔ ہائے
اب کیا قبر مین بھی چین سے نہ رہنے دوگے جاؤ جاؤ دیر ہوتی ہی۔ آ موت کے فرشتے آ۔ اپنا کام کر"
اور اسقدر کہنے کے بعد گلاس مُنھ سے لگا کر اُس شربت کو غٹ غٹ پی گیا جسمین زہر کے
اجزا اسکی جان لینے کے لیے ملائے گئے تھے۔ شربت کا حلق سے نیچے اُترنا تھا کہ زہر کا قیامت خیز
اثر شروع ہوگیا اور اپنے چھوٹنے والے دل سے رو رو کر اسطرح باتین کرنے لگا "او میرے دل جا
بہت دنون تک مین نے تیری نگاہبانی کی۔ اب تیرا خدا حافظ ہی"
ابھی اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ طبیعت نے مالش کی اور زہر کے اثر سے اُس کے معدے کی
قوت حسّاسہ کانپ کانپ کر اُس شربت کو دفع کرنے لگی جو اُس کے معدے کے اندر ٹھہرا ہوا
اسطرح اپنا کام کر رہا تھا جسطرح غضب کی آفتین ڈھانے کے لیے پہلو مین یہ حضرتِ دل بیٹھے ہوئے
ہین۔ قے کے ساتھ ہی کرب بڑھ گیا الجھن ترقی کر گئی اور یہ دیوانہ وار ٹہل ٹہل کر اپنے مضطرب
دل سے گلوگیر آواز مین کہنے لگے "پیاری حسینہ کہان ہو! کچھ خبر بھی ہی۔ دیکھو تمھارا جانباز
عاشق کس حسرت اور مجبوری کے ساتھ اپنی جان دیتا ہی۔ پیاری اب کچھ دیر نہین تھوڑی
دیر مین اب تم اسکو ڈھونڈ وگی اور صفحہ دنیا پر کہین اسکا نشان بھی نہ پاؤگی۔ آہ تمھارے
پاس خبر پہنچنے سے پیشتر ہی اپنا خاتمہ ہی۔ اب اگر آؤگی بھی تو کس کام کی۔ یہان کوئی
دم کے اور مہمان ہین۔ ہائے آخری دید کی دل مین حسرت ہی حسرت رہی جاتی ہی آہ ؎
اجل آکے دیگی نہ یکدم کی مہلت ÷ مسیحا کو ہوگی خبر ہوتے ہوتے۔ اے حرمان نصیبی شاہد رہیو۔ اے حسرتو اور ناکامی
گواہ رہنا خدا کے سامنے تمکو میری بیکسی کی گواہی دینا ہوگی" اسیقدر ابھی اس نے کہا تھا کہ یکبارگی

سینے سے ایک اُٹھنے والے شعلے کے ساتھ اسکے اعضا میں ایک قسم کا تشنج پیدا ہوتا ہی جسکے ساتھ ہی اسکی آنکھوں کی تپلیاں بھی اوپر کی طرف کچھ کچھ چڑھ جاتی ہین اور یہ اپنی بھرائی ہوئی آواز مین اسطرح کہتا ہی "آہ پیاری خبر نہین لیتی ہو۔ جاتے ہین۔ پیاری حسینہ جاتے ہین آہ ہمیشہ کے لیئے جاتے ہین۔ پیاری خوش رہو۔ تمھاری محبت کا ثمرہ اچھی طرح سے مل گیا۔ بس رخصت۔ خدا کے سپرد۔ رخصت" اور اس کے بعد اس نے اپنی بند آنکھین مشکل سے کھول کر بہت حسرت اور تمنا کے ساتھ چارون طرف حسینہ کو اپنے اس خیال کی رو سے دیکھا کہین وہ آ تو نہین گئی ہو۔ مگر آہ جب اُس نے اس بند کمرے مین چارون طرف چھائی ہوئی تاریکی مین تاریکی ہی تاریکی دیکھی تو بہت پُر درد لہجے اور پست آواز مین رک رک کر اس کے مُنھ سے یہ الفاظ نکلتے ہوئے سنائی دیئے ؎

یہ کہاں تھی اپنی قسمت! کہ وصالِ یار ہوتا ٭ اگر اور جیتے رہتے۔ یہی انتظار ہوتا

یہی انتظار ہوتا۔ ہان ہان یہی انتظار ہوتا" اور بیہوش ہو کر تڑاق سے وہین فرش پر گر پڑا۔

چودھوان باب

اب اسکا کیا علاج!

محبت مین کرے کیا کچھ کسی سے ہو نہین سکتا
مرا مرنا بھی تو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

حسینہ ہی اور اُس کے رہنے کا وہی کمرہ جو اس کے پریشان خیالات کے جمع کرنیکے لیئے کبھی پہلے تو گوشۂ عافیت بنجاتا تھا مگر آہ آج خدا جانے یہان کس قسم کی نحبت برس رہی ہی کیسی کیسی بلاؤن کا یہان نزول ہو رہا ہی کہ اسکی چاردیواری جیلخانے کی دیوارون سے کم نہین معلوم ہوتی۔ آہ! اسکی چھت اسپر ستم کرنیکے لیئے اسیطرح تلی کھڑی ہی جسطرح یہ چرخ مینائی کسی کمبخت پر ٹوٹ پڑنے کیلئے چارون طرف جُھکا ہوا ہی۔ یہان کی سب چیزین بہت

بے ترتیبی کے ساتھ پڑی ہوئی ہین اور باہر سے آنیوالی ہوا کے ساتھ غبار نے یہان آ آکر اُن سب تصویرون پر جو چوکھٹون مین لگی ہوئی یہان دیوارون پر نظر آتی ہین اُداسی کا ایک ایسا پوڈر پھیر دیا ہی کہ آنکھین بند کیئے چُپ سناٹے مین کھڑے ہین اور بعینہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ انکی رگون کا وہ خون بھی خشک ہوگیا ہی جو رنگ بھرنیوالے مصوّرون نے بہت باریکیون کے ساتھ انمین بھرا تھا حسینہ چپ اُداس ایک دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھی ہی اور سر بہت سرگرانی کے ساتھ نیچے جُھکا ہوا اُن ہاتھون پر رکھا ہوا ہی جو گھٹنون پر رکھے ہوئے بالش کا کام دے رہے ہین - نہ آنکھون مین اس سیاہ سیاہ سرمے کی تحریر ہی نظر آتی ہی جنمین دلبری کا ایک چلتا ہوا جادو بھی پسا ہوا ملا رہتا تھا اور نہ اسکی نکیلی پلکون مین وہ دم خم ہی باقی تھا جو نوک سنان کی طرح دیکھتے ہی دیکھتے خواہ مخواہ دل کے پار ہوجاتا تھا سر کے بال دوش بہ دوش ادھر اُدھر پریشان پڑے تھے اور ان گورے گورے گالون پر آنسو بہنے کے کُھلے ہوئے نشان بنے تھے جنکی صاف جلد کے نیچے پہلے کبھی خون کی دلفریب دائین اور ٹھلکیان غضب ڈھاتی ہوئی معلوم ہوتی تھین - میلے کثیف کپڑے اسکے تنِ نازک کو اپنے دامن مین چھپائے ہوئے تھے اور گو وہ بھاری زیور اسکے تنِ نازنین پر نہ تھے جو جیلخانہ اپنے مہمان قیدیون کو زبردستی پنھا ہی دیتا ہی مگر ہان علی الاتصال اسکا کفِ افسوس ملنا بتا رہا تھا کہ اسکے ہاتھون مین کہین ہتکڑی تو نہین ہین - اور اسیطرح اپنی جگہ سے جنبش نکرنے سے ایک بدگمان دلمین ایسا خیال گذرتا تھا کہ ہائے اسکے پانو مین بیڑیان تو نہین ہین جو اسکو وہان سے ہلنے نہین دیتین آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہوئے ہین اور ٹھنڈی سانسین سینے مین اُلجھتی ہوئی اسکے مُنھ تک آ آکر کچھ عجیب افسوسناک سین پیدا کردیتی ہین کہ بے اختیار دل بھر آتا ہی - آہین بھرتے بھرتے جب اسکا سینہ کچھ ہلکا ہوجاتا ہی تو پھر اسطرح اپنے حزین دل سے باتین ہوتی ہین ؏ واہ کیا مقدر نے دن دکھایا جسکا کہین وہم اور گمان بھی نہ تھا - ہائے اب مین ایسی ہوگئی کہ رات دن قیدیونکی طرح اسی جگہ پڑی بیٹھی ہون اور بلا اجازت یہان سے قدم بھی

نہ نکالون۔ اور فقط اس جرم پر کہ اُس شب مین امانجان کو میری طرف سے کچھ شبہہ سا ہو گیا تھا مین انصاف ہاتھ سے نہین دیتی ہون۔ بیشک اُس شب مین مین نے بڑی بے حیائی کا کام کیا تھا مگر اُن کو تو اس سے مطلق واقفیت نہ تھی۔ وہ تو یہ نہین جانتی تھین کہ مین کہین گئی بھی تھی! پھر اب فرمایئے کہ رات کے وقت میرا اُس کمرے مین جانا کونسے گناہ کی بات تھی؟ ہائے خدا جانتا ہی کمبخت لڑکیون کی اس زمانہ مین مٹی خراب ہی ذرا انکی عزت اور وقعت کسی کی نظر مین نہین۔ بس جس طرح یہ بے زبان جنگلی چڑیان مول لیکر یا پکڑ کر پنجرے مین بند کر دیجاتی ہین وہی حال ہم کم نصیب لڑکیون کا ہی یہ مانا کہ والدین کو اپنی اولاد پر ہر طرح کا حق حاصل ہی اور سعادتمند اولاد کا خدا کی طرف سے یہ فرض بھی ہی کہ وہ اُنکی ہر طرح سے فرمانبرداری کرین مگر راہ راہ کا حکم بھی ہونا چاہیے۔ اب یہ نہین کہ جو کچھ مُنھ مین اچھا بُرا آیا کہہ بیٹھے۔ جو ظلم چاہا کر لیا۔ اگر ایسے ناروا ستم کرنے ہین تو پھر پیدا ہوتے ہی کیون نہین ان کمبختون کا گلا گھونٹ دیتے ہین۔ سب سے اچھے لڑکے جو جی مین آیا کیا۔ جہان دل چاہا گئے۔ بھلا اتنی سی بات پر امانجان کرار اور انصار کو اسطرح سخت پکڑ سکتی تھین یا قید کر سکتی تھین! تو بہ کبھی حشر تک ممکن نہ تھا۔ اسکی وجہ کیا ہی؟ بس یہ کہ لڑکے ہماری طرح کچھ بیدست و پا تو ہین نہین سب جانتے ہین کہ ادھر اُنکو کچھ ناجائز جور اور تشدّد ہوئے اور وہ سات سلام کر کے علیحدہ ہو گئے نہ کوئی اُنکو کچھ کہہ سکتا ہی اور نہ انکا کوئی کچھ کر سکتا ہی۔ ہائے خداوندا پھر یہ کمبخت لڑکیان کیون پیدا کی گئین۔ ابھی شاید تھوڑے ہی دن ہوئے ہونگے کسی اخبار مین مین نے دیکھا تھا کہ انگلستان کی ناکتخدا لڑکیون نے کسی پر بہت کچھ واویلا مچایا ہی کہ لڑکون کی طرح اُنکو بھی آزادی کیون نہین دیجاتی۔ حالانکہ انگلستان کی لڑکیونکو ہم کم نصیب ہندوستانی لڑکیون سے کہین زیادہ آزادی حاصل ہی مگر پھر بھی اُنسے نہ رہا گیا اور بالآخر اُنھون نے جوش بھرے ارادے اور دل کی طرح اس امر مین کوشش کی کہ آزادی اور خودمختاری مین کسیطرح وہ اپنے بھائیون سے کم اور پیچھے نہ رہین اور ایک ہم کمبخت ہین کہ ماں باپ کے رات دن ظلم پر ظلم سہتے ہین

اور دم نہین مارتے - اسکا سبب کیا ہی! یہی کہ ہکو تعلیم نہین دیجاتی مطلق جاہل رکھے جاتے ہین اپنے حقوق کی ہکو خبر نہین - ہم کو یہ نہین معلوم کہ دنیا مین کیا ہوتا ہی اور ہکو کیا کرنا چاہئے جو طور طریقہ لڑکپن سے اپنے گھر مین اپنے اور بزرگون کا دیکھتے ہین بس یہی جانتے ہین کہ ایسا ہی ساری دنیا مین ہوتا ہوگا - اور اسمین کچھ اچھائی بھی ہوگی - اور اسکا پھر یہی نتیجہ ہوتا ہی کہ جب تک شادی نہین ہوتی اسوقت تک تو مان باپ کی گھُرکیان جھڑکیان سہنی پڑتی ہیں اور جب شادی ہوجاتی ہی تو پھر ساس سسرا اور خاوند کی جوتیان سیدھی کرنی پڑتی ہین - بس یہ ہماری زندگی ہی اور یہ ہماری ہستی! ہائے کیا مٹی خراب ہی - افسوس صد افسوس! مسٹر لنٹن کا ایک مضمون ترجمہ ہوکر ابھی تھوڑے دن ہوئے جب شاید کسی اخبار مین میری نظر سے گذرا تھا جو اُنھون نے بڑے زور کے ساتھ عورتون کے حقوق کی حفاظت رکھنے مین لکھا واقعی کیا اچھا مضمون تھا - ضرور ایسا ہونا چاہیئے - آخر جنس ذکور کو ہم پر فوقیت ہی کیا ہی وہ کس بات مین ہم سے زیادہ بڑھے ہین - وہ کیا ہی جو ہم نہین کرسکتے اگر بات فقط اس قدر ہی کہ ہم چینی عورتون کی طرح بے دست و پا بناکر رکھے جاتے ہین اور یقیناً انھین مصلحتون سے یہ سب لوگ عورتون کا پڑھانا لکھانا پسند نہین کرتے کہ وہ کبھی کسی قابل ہی نہون - جو ہاتھ پانون نکالین "

یہ وہ خیال تھے جنکو بہت نافہمی کے ساتھ حسینہ کا کچھ لکھا پڑھا ہونا العلم حجاب الاکبر بنا ہوا اُسکے دل مین پیدا کر رہا تھا لیکن اسکی اس ناقص العقلی نے جو قدرتی طور پر عورتون کی سرشت مین خمیر کیگئی ہی اور اسکی کی استعداد نے ابھی اسکو یہ سبق نہین دیا تھا کہ والدین کے حقوق کیا ہین - انگلستان کی آزادی نے وہان کی مس اور لیڈیون کے ساتھ کیا کیا ہی - اور نہ وہ بالکل

+ چین مین یہ دستور ہی کہ لڑکیون کے پانون باندھ کر جکڑ جکڑ کر اس درجہ چھوٹے چھوٹے کرتے ہین کہ وہ چلنے پھرنے مین بھی غیر کی محتاج ہوتی ہین اور اسمین مصلحت یہی بیان کی جاتی ہی کہ وہ چلنے کے قابل ہی نہ رہین جو کہین باہر آئین جائین - ۱۲

اس تاریکی کے عالم مین بھی جو ایک جاہل شخص کے قصد مضبوط رکھنے اور رضا و تسلیم کے راستے پر چلنے کے لیئے انسان کے حق مین کسیقدر غنیمت ہوتا ہی کم علمی کی دھندلی دھندلی روشنی بہت بیعقلی کے ساتھ اُلجھاوے دیدے کر اسکو بھٹکا رہی تھی اور چونکہ اُس کے شدبد ہونے نے اُسکی آنکھین کچھ کچھ کھولدی تھین اسوجہ سے اب اسکا آزاد دل اس امر کو بھی پسند نہین کرتا تھا کہ وہ اُس راستے پر آنکھین بند کیئے چلی جائے جسپر اسکے سب ہمرنگ چل رہے تھے۔ وہ انھین خیالات کے ادھیڑبن مین اُلجھی ہوئی تھی اور کسی کسی موقع پر اختر کی محبت چٹکیان لے لیکر اسکو چونکا بھی دیتی تھی کہ دفعتاً کوئی چیز اسکے سامنے آکر گری جس نے اسکی جھکی ہوئی آنکھون کو ایکبارگی اوپر اُٹھادیا اور اسنے دیکھا کہ محمدی خانم اسطرف سے اُسطرف کو جارہی ہی۔ اور ایک کاغذ اسکے سامنے لپٹا پڑا ہی۔ کاغذ جو اُٹھاکر دیکھتی ہی تو ایک بند لفافہ ہی جسپر اسکا نام بھی لکھا ہوا ہی۔ خط کا سواد پہچانتے ہی ایک آنیوالی عارضی خوشی نے آکر ابھی اسکے عارض نازک کا ایک بوسہ بھی نہ لیا ہوگا اور نہ ابھی اسکے دل نے اسکے دماغ سے یہ پوچھ پایا ہوگا کہ یہ خوشی کس قسم کی ہی۔ اسکے شوق بھرے ہاتھون نے جلدی لفافہ چاک ہی کیا تھا اور خط نکالکر اسکی بیتاب نظر مختلف مقامات سے اسکو دیکھ رہی تھی کہ یکبیک کلیجہ سینے مین ہلنے لگا اور طفلان اشک مچل مچل کر نگاہ کا دامن پکڑنے لگے اور دل کے ساتھ حسینہ کے ہاتھ بھی تھرتھرانے لگے۔ آپ لوگ تو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ کس کا خط ہی اور کیسا؟ یہ وہی وحشتناک خط ہی جسکو آپنے پہلے والے سین مین ایک ایسے شخص کے ہاتھ سے لکھتے ہوئے دیکھا ہوگا جو جان دینے پر بالکل تیار تھا۔ حسینہ کی اس بیتاب نظر کو حیرت اور تعجب نے اور بھی اسوقت بجلی بنادیا تھا بہت تیزی کے ساتھ اول سے آخر تک اسنے اس خط پر ایک سرسری نگاہ ڈالنی چاہی مگر حرف حرف پر نظر بیطرح جھجکنے لگی اور اسکا انتشار دیکھ دیکھ کر اسکی پلکین بھی اپنا اپنا مُنھ پھیرکر اوپر کھینچنے لگین شوق بھری آنکھون مین حسرت اور افسوس کے سامان نظر آنے لگے اور آہ! قلب بہت گھبراہٹ کے ساتھ

سے ہاتھ جوڑ کر کہدینا "ہمارا جنازہ ہی دیکھیے - ہماری بھتی ہی کھائیے - آپ ہی کو ہو کرے جو سنکھیا کھائے - اور جو خدانخواستہ دشمنون کا کچھ اور حال دیکھنا (بے اختیار رو کر) تو بہن محمدی خانم تھوڑی سنکھیا میرے لیے بھی لیتی آنا - ضرور"

محمدی خانم "ہی ہی - اسی لیئے اسوقت وہ خط لکھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے - مین کہتی تھی یہ معاملہ کیا ہی اور نو بجے کی قید بھی اسی لیئے لگائی گئی تھی - اب مین سمجھی" اور یہ کہہ کر محمدی خانم اختر کے مکان کی طرف چلی -

اسمین کوئی شک نہین کہ غم نصیب حسینہ کے لیے یہ وقت بہت ہی نازک تھا - غم دل مین بیٹھا ہوا اسکا کلیجہ مسل رہا تھا اور تمناؤن مین ایک قیامت برپا تھی - آہ اور نالہ اپنی اپنی راہ زور کر رہا تھا اور ننگ و ناموس کا خیال بہت جبر کے ساتھ اسکو ضبط اور تحمل پر مجبور کر رہا تھا - ہائے پیاری حسینہ کا جب دل بیطرح بھر آتا تھا تو آنسو پیکر رہجاتی تھی اور جب آنسو کسیطرح مانتے ہی نہ تھے تو بدرجہ مجبوری کچھ رو بھی لیتی تھی مگر ہائے وہ بھی لوگونکی آنکھ بچاکر اور اپنا مُنہ چھپاکر -

محمدی خانم جاتے جاتے اب اختر کے مکان کے بالکل قریب پہونچ گئی ہی اور اُس کے دل مین گھبراہٹ کے ساتھ آنیوالے بُرے خیالات اسکے کانون کو اختر کے مکان کیطرف اسلیے متوجہ کیے دیتے ہین کہ کہین نالہ و ماتم کی صدائین تو اختر کے گھر سے نہین نکل رہی ہین گو بعض بعض اوقات موقع کے اعتبار سے اسکے دماغ کی قوت متصرفہ ادھر اُدھر سے آنیوالی آوازون کو نالہ و شیون کے صدائین بنا بنا کر اسکے کانون تک پہونچا دیتی ہین اور یہ چلتے چلتے وہین پر ٹھٹک کر اس لیئے اسطرف کو اپنے کان لگا دیتی ہی کہ اچھی طرح سن لے - مگر جب کچھ اطمینان ہو جاتا ہی تو پھر آگے بڑھتی ہی یہ ابھی دیوانخانہ کے دروازے ہی مین تھی کہ اس نے سامنے سے میر باقر حسین صاحب کو دیکھا کہ وہ محلسرا سے نکلکر دیوانخانہ کیطرف جا رہے ہین میر صاحب کو انکی معمولی حالت مین دیکھکر محمدی خانم کو کسیقدر اطمینان ہوا اور گھبراہٹ کے عالم مین تیزی کے ساتھ اسکے چلنے والے قدم آہستہ آہستہ پڑنے لگے - میر صاحب اسوقت

بہت آہستہ آہستہ جارہے تھے اور انھون نے چبوترے پر اپنا قدم رکھا ہی تھا کہ ایک ملازم نے
بڑھ کر میر صاحب کو ایک خط دیا اور انھون نے خط لیکر لفافہ چاک کیا اور خط کو پڑھتے ہوئے آگے
بڑھے۔ دو ہی چار قدم ابھی چلنے پائے تھے کہ اُنکے قلب پر ایک طاری ہونے والی فوری
کیفیت نے انکو دفعتہً اُسی جگہ پر ٹھٹکا دیا اور اُنھون نے بہت گھبراہٹ کے عالم مین اسطرح
کہا "این! اختر کہان ہی؟ جلدی دیکھنا تو سہی۔ کمبخت تونے پہلے ہی خط کیون نہین دیا تھا"
ملازم "حضور ابھی تو تشریف لائے ہین۔ جب آپ اندر تشریف لیگئے تھے تو مین نے دیکھا نہ تھا
اور صاحبزادہ صاحب کا یہ حکم بھی تھا کہ ۹ بجے سے پیشتر خط دینا نہین"
میر صاحب "(بہت دردناک آواز مین) ہائے جوان بیٹا! ارے کوئی دوڑ کر دیکھو
تو سہی کہان ہی۔ آہ اختر! بڑا صدمہ دیا۔ کہین کا نہین رکھا"
ملازم "کیون حضور خیر ہی؟ ابھی تو وہ کمرے مین بیٹھے ہوئے تھے" اور یہ کہکر اُس کمرے
کی طرف چلا جو اختر کی نشست کیلیے مخصوص تھا۔ اس کمرے کے چارون طرف کے دروازے
اسوقت کسی دنیا سے گذر جانے والے شخص کی آنکھون کی طرح بند تھے اور اندر سے کچھ
اسیطرح کے سناٹے کا پتہ چلتا تھا جو شہر خموشان مین دیکھنے والون نے دیکھا ہوگا۔ بہت
پکارا۔ کواڑون مین بھی بہت دھکے دیئے۔ کھٹکھٹایا بھی بہت۔ مگر اسکے جواب مین بجز ایک
بڑھے ہوئے سکوت کے وہان سے اور کسی نے کوئی صدا نہ دی اور اگر کسی وقت کچھ شبہہ گذرتا بھی تھا
تو بس اسیقدر معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ہاتھ پاؤن دے دے مارتا ہی۔ محمدی خانم چبوترے
کے نیچے کھڑی یہ سب تماشے اپنی آنکھ سے دیکھ رہی تھی اور کمرے کے دروازے پر ایک بھیڑ سی
لگی ہوئی تھی۔ جب دروازہ کسیطرح نہ کھلا تو بالآخر توڑا گیا اور اب اندر جاکر جو دیکھتے ہین تو اختر
فرش پر بالکل بیحس و حرکت پڑا ہی۔ اسکی آنکھ کی پتلیون سے بھی اسکی خراب حالت نہین دیکھی گئی۔
انھون نے بھی اسکی طرف سے منھ پھیر لیا ہی اور اوپر چڑھ گئی ہین۔ چہرے پر مردنی چھائی
ہوئی ہی اور اُداسی سارے کمرے مین اپنا گھر کیے ہوئے ہی۔ جابجا فرش پر قے کرنیکے نشان

پائے جاتے ہین کسی کسی وقت اعضا مین کچھ یونہی تشنج بھی پیدا ہوجاتا ہی جس سے دیکھنے والون کے مایوس دل کو کچھ کچھ اس امر کی امید ہوجاتی ہی کہ اسکی روح نے اسکے اعضا سے ابھی مفارقت نہین کی ہی بدن گرم ہی چہرے پر ٹھنڈا ٹھنڈا نکلنے والا پسینہ موت کا شبہ دے رہا ہی اور اسکی آنکھ سے بہنے والے آنسو سنبھالا لینے کا یقین دلا رہے ہین - میر صاحب اپنے جوان بیٹے کو اسطرح مرتے دیکھکر اپنے دل کو نہ سنبھال سکے اور قریب ہی تھا کہ وہ بھی غش کھا کر گر پڑین مگر اُنکے ڈگمگا تے ہوئے پانون اور تھرتھراتے ہوئے ہاتھ دیکھ کر اور لوگون نے انکو سنبھال لیا اور جب میر صاحب کچھ کچھ ہوش مین آئے تو دم توڑنے والے بیٹے کا سر اپنی گود مین لیکر بہت پُر درد آواز مین اسطرح کہنے لگے " آہ بیٹے کیا خبر تھی کہ تم ہمکو اس آخری وقت مین اسطرح دھوکا دوگے - ہائے کیا اب اپنے بوڑھے باپ کی بات کا بھی جواب نہ دوگے! بیٹا بولو اختر! اختر!! (گلاس سامنے رکھا دیکھکر) آہ! - اسمین سنکھیا پی گئی ہی - دیکھو یہ کیا نیچے کچھ کچھ حصّہ کالا لگا رہگیا ہی (گلاس وہین پٹک کر) ہائے اب کیا ہوگا! - ارے کوئی دوڑو جلدی کسی حکیم ڈاکٹر کو لاؤ - مگر ڈاکٹر صاحب تو آتے ہی ایک مقدمہ قائم کردین گے - جان عذاب مین پھنس جائیگی کسی حکیم طبیب کو بلا لاؤ وہ ہم مین سے ہین اور ہماری صنف سے - اُنکو ہمارے ساتھ ضرور ہمدردی ہوگی - مگر کس حکیم کو لاؤ گے ؟ (اختر کا سر ہلا کر) بیٹا اختر جواب دو (سر اوپر اُٹھا کر) وہ نہ خلیفہ شیخ کلن صاحب کے پوتے - توبہ اسوقت میرے حواس تو ٹھکانے ہین نہین (اختر کی نبض دیکھکر) افوہ کسقدر ضعیف ہوگئی ہی جلدی ملتی ہی نہین - حکیم صاحب کے لینے کے لیے کوئی گیا ؟ تم سب لوگونکے تو ہاتھ پانون پھول گئے ہین وہ نا حکیم محمود خانصاحب کے شاگردون مین ہین شیخ محمد علی بخش صاحب کے صاحبزادے وہ جو ہمارے ہان کبھی کبھی آیا بھی کرتے ہین - جوان سے ہین بھلا سا نام ہی "

ایک شخص " حکیم عبدالرحیم صاحب!"

میر صاحب " ہان ہان حکیم عبدالرحیم صاحب - کچھ کہنا نہین بس ساتھ جلدی سے لے آؤ

+ بھالیسر اور دیکٹیشر کی قدیم یادگارین انھین شیخ صاحب کے باغ مین ہین اور اسمکان کی آبادی بھالیسر تا ہنوز ہی!!

دیر نہونے پائے (اختر کے سر پر ہاتھ پھیر کر) اختر۔ بیٹیا ہوش مین آؤ۔ آہ خدانخواستہ اپنے بوڑھے باپ کو زندہ درگور کر دوگے (لوگون کی طرف دیکھکر) دیکھو اس بات کی کسیکو خبر نہو اندر بھی اس امر کی اطلاع کر دی ہی؟ کہدو گھبرائین نہین۔ حکیم صاحب ابھی نہین آئے؟ ہائے اب کیا ہوگا۔ اختر۔ اختر! وہ تو کسی طرح بولتے ہی نہین۔ خداوندا کیا کرون"

اور لوگ "میر صاحب، خدا کے لیے اپنے آپکو سنبھالیے۔ گھبرائیے نہین۔ انشاء اللہ اچھے ہی ہو جائین گے حکیم صاحب تشریف لائے اور یہ اچھے ہوئے۔ وہ تو مسیحا ہین مسیحا"

میر صاحب "(یاس کے لہجے مین) آہ! اب یہ اچھے ہو جائین تو ہم جانین"

یہ باتین ہو رہی ہین اور اختر کا حال ساعت بساعت بگڑتا جاتا ہی۔ زنانخانہ مین ایک قیامت برپا ہی اور میر صاحب کو غش پر غش آرہے ہین۔ خدا خدا کر کے تھوڑی دیر مین حکیم صاحب تشریف لائے۔ گو انکی نوعمری سے ابھی اس امر کی امید نہین ہو سکتی تھی کہ زمانہ نے انکو بہت کچھ تجربہ کار بنا دیا ہوگا مگر نہین۔ انھون نے اختر کی صورت دیکھتے ہی بہت مخفی طور پر میر صاحب سے پوچھا کہ "انھون نے زہر تو نہین کھایا ہی" جسکے جواب مین میر صاحب نے اختر کا وہ خط حکیم صاحب کے سامنے رکھدیا جو اختر نے اپنے زہر کھانیکے متعلق اپنے باپ کو لکھا تھا خط کے دیکھتے ہی حکیم صاحب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا اور پھر وہ اسطرح کہنے لگے "کس قدر عرصہ ہوا؟ ابھی گھنٹہ بھر تو نہوا ہوگا"

میر صاحب "نہین۔ مگر آدھ گھنٹے سے کچھ زیادہ ضرور ہو گیا ہی۔ یقیناً نو بجتے بجتے یہ حرکت کی گئی ہوگی۔ اور اب ساڑھے نو ہو چکے ہین"

حکیم صاحب "(بہت استقلال کے ساتھ) تو کچھ اندیشے کا مقام نہین۔ جلدی دودھ اور گھی منگانا چاہیئے"

فوراً سب چیزین لاکر حاضر کی گئین اور دودھ اور گھی پلا پلا کر قے کے ذریعے سے اس زہر نکالنے مین کوشش کی گئی جو معدے کے اندر بیٹھا ہوا خون کے ذریعے سے اپنا

قیامت خیز اثر ہر رگ و پے مین پہنچ رہا تھا۔ دودھ کے حلق سے نیچے اُترتے ہی معدہ کی
وہ قوت دافعہ تیز ہوگئی جو اسکے خالی ہونیکی وجہ سے ابتک زہر کو اندر سے باہر نہین پھینک
سکتی تھی اور دودھ کی وہ خفیف اُس گرمی کو چھینٹے دے دیکر فرو کرنے لگی جس نے معدے کے اندرونی
سطح مین چٹکیان لے لیکر ایک آگ سی لگا دی تھی اور زہر کا مادہ بہت اچھی طرح سے خارج
ہونے لگا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ تھوڑی دیر مین اختر کے چہرے سے مُردنی کا چھایا ہوا رنگ کچھ
کچھ بدلا اور نبض کی غیر منتظم چال نے کچھ کچھ سلامت روی اختیار کی۔ حکیم صاحب نے جب دیکھا کہ
معدہ سنکھیا سے صاف ہوگیا ہی تو فوراً اُنھون نے تین ۳ تولہ سفید کتھہ† پانی مین ملا کر پلا دیا اور اختر
کی وہ پُتلیان جو کھچ جانے کی وجہ سے اوپر چڑھ گئین تھین اپنے اصلی مقام پر آگئین اور اختر نے
ایک نظر اپنی بے قابو نگاہ سے سب کو دیکھا اور پھر آنکھین بند کرلین۔ تھوڑی دیر مین اشارے
سے پانی بھی مانگا اور حکیم صاحب کے حکم سے کچھ مسکنات دیے گئے۔

اب اختر کی ساعت بساعت طبیعت سنبھلتی جاتی ہی اور اُن لوگون کو انکی زیست کی نسبت
کچھ کچھ امید ہو چلی تھی جو ابتک مایوسی کے عالم مین بڑے سوز و گداز کے ساتھ دل ہی دل مین
رو رہے تھے۔ اب کیا ہی حکیم صاحب کی تعریفین ہو رہی ہین اور اُن سب چہرون پر ہنسی و خوشی
اترائی ہوئی پھرتی ہی جنپر ابھی تھوڑی دیر پہلے آنسو بہت تیزی کے ساتھ بہ رہے تھے۔ میر صاحب
کو بھی اب کچھ کچھ اطمینان ہوا اور مستورات کی وہ بیقراری بھی کچھ سکون بنکر گھر مین بیٹھی جس نے
قیامت کا نمونہ بننے مین ابھی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا تھا۔

تہمدی خانم بھی ابتک یہین کھڑی تھی اور اسکو برابر یہی خیال تھا کہ مین نے غم نصیب حسینہ کو
کس حال مین چھوڑا ہی لیکن جب اسکو یہان اچھی طرح سے اطمینان ہوگیا تو پھر اسکو حسینہ کی
بیخودی اور بیقراری یاد آئی اور وہ گھر کی طرف چلنے پر مجبور ہوئی۔

حسینہ کی ابتک وہی حالت ہی دمبدم اُسکو غش آآکر اسکے بار غم کو کچھ ہلکا کر دیتے ہین اور جب

† یہ نسخہ یاد رکھنے کے قابل ہی ۱۲

اس حالت سے اُسکو نجات ملتی ہی تو پھر وہی اختر کا خیال آجاتا ہی اور محمدی خانم کو پوچھ بیٹھتی ہی۔ آنسو خود بخود آنکھون سے جاری ہو جاتے ہین۔ ایک جان گسل صدمے کی اذیتین اس کے نازک دل مین گھونسے مار مار کر اسکو بےچین کر رہی ہین اور وہ ارمان اور تمنا اسکے سینے کے اندر بڑے نالہ و شیون کے ساتھ رو پیٹ رہے ہین جنکو آپس کی الفت اور محبت نے بکمال معشوق اور پیار کے ساتھ ایک پیدا کر دیا تھا۔ اختر کی یاد اور محمدی خانم کا انتظار وہ وہ ڈراؤنے خیالات بعض بعض اوقات سامنے آجاتے ہین جنکو وہ اس اضطراب کے عالم مین دیکھ دیکھکر سہم جاتی ہی اور بے اختیار کچھ گرم گرم بخارات بیتاب دل سے اٹھ اٹھکر منھ تک آتے آتے آہین بنجاتے ہین بار بار اختر کی صحت سلامتی کی بہت خلوص قلب سے ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائین مانگی جاتی ہین۔ اسوقت اسکا قلب ایک ننھی سی تربت تھی جسکے اندر لاکھون مردہ ارمان اور تمنا دفن کیے گئے تھے اور اس کے گرد حسرت بیٹھی ہوئی نوحہ خوانی کر رہی تھی حسینہ اسی سکرات کے عالم مین گرفتار تھی کہ محمدی خانم آئی اور حسینہ نے گھبرا کر رکتی ہوئی آواز مین اس سے پوچھا "کہو خیر ہو؟ میری محمدی خانم خوشخبری سُنانا"

محمدی خانم" (قریب آکر آہستہ سے) اہی ہی بیوی اللہ کا ہزار ہزار شکر ہی خدا نے جان بچالی۔ غضب ہی ہوگیا تھا۔ دشمنون نے زہر کھالیا"

حسینہ" (گھبراہٹ کے لہجے مین) کھالیا۔ ہی ہی۔ پھر کیا ہوا کسطرح جان بچی اَب اچھے ہین؟"

محمدی خانم" جی ہان خدا کے فضل سے اَب اچھے ہین۔ وہ تو کہیے خدا کو اچھا کرنا منظور تھا کہ انکے ابّا جان کو جلدی سے خبر ہوگئی اور دوا دوش ہونے لگی۔ بڑی مشکل سے اَب خدا خدا کر کے آنکھ کھولی ہو"

حسینہ" (کسی قدر خوشی کے لہجے مین) کچھ بات چیت بھی کی؟"

محمدی خانم" نہین حضور ابھی کچھ بولے نہین۔ مگر پانی اشارے سے مانگا تھا۔